1196

۷۸۶

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

قطعہ تاریخ

کر دیا بے جرم ہی عشقِ رسول اللہ نے
بحرِ پُر رونے سے منظورِ شفاعت ہو گیا

سُلطانِ سخن

مٹ گیا رحمت کا نقطہ نامۂ اعمال سے
رہ گیا طوفان تو طوفانِ رحمت ہو گیا

(الموسوم)

بہ دیوانِ طوفانِ رحمت

(باہتمام)

سیّد احمد شاہ چشتی القادری خلفِ صاحبِ دیوان

از نتائجِ افکارِ حضرت سید افضل شاہ خانصاحب چشتی القادری المتخلص بہ طوفانِ رحمت مداحِ بارگاہِ رسالت
قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب چشتی القادری نبیرۂ حضرت حمید الدین صاحب ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمد و ثناء کے لایق وہی ذات وحدہٗ لاشریک ہے جس کا کوئی مثل اور ثانی نہیں جسکی توحید میں وقت، رقم اپنی بیاضِ جبین کو سرِ لوح پر رکھدیا۔ اُس چمنِ وحدت کے گلِ یکتا کی توصیف کے شب اندیشہ میں جب کوئی سر اوٹھاتا ہے تو اوس کا نور حیرت اپنی تجلی سے اوس کے ہمایون مرغِ عقل کو آشیان سے گرا دیتا ہے ہم اوس معبود یکتا کا کس طرح شکر ادا کر سکتے ہیں کہ جس نے ہماری مُشت خاک کو پاک کر کے ہم کو اشرف المخلوقات کے لقب سے تمام مخلوق پر شرف بخشا۔ درود نامعدود اُس نبوت کے اُمّی لقب دُرِ یتیم پر جو جگ میں یکتا ہے اوّل اوس کے آل و اصحاب پر سلام جن کو خدا نے مومنین کے لقب سے مخاطب کر کے باعثِ زینت ارض وسمان کیا۔

ہزاران شکر کہ آج اقطاع عالم میں کوئی ایسا دردمند و مصیبت زدہ نہیں ہے جو حضرت ظلِ سبحانی کے مائدہ فیض سے مستفید نہو رہا ہو۔ چہ جائے کہ نمک پروردگان و جان نثاران سلطنت ابدمدت حضرت محی الملت خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے فیضِ عام سے بہرہ اندوز نہوں ناممکن ہے ہم نمک پروردگان ابدمدت کا یہ عین الیقین ہے کہ ایسے شاہِ دکن جو حامی دین نبی اور ظلِ خدا خلق پناہ یعنے نواب میر عثمان علیخان بہادر جمجاہ کے عہد معدلت میں طبع ہو کر رونق پایا یہ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے الٰہی بہ طفیلِ رسولِ مقبول صلعم ہمارے شاہ دکن کو معہ صاحبزادگانِ بلند اقبال صحت و عافیت کے ساتھ سلامت اور اون کے ملک کو سرسبز اور آباد رکھ جب تک کہ آسمان پر مہر و ماہ طلوع ہوتے رہیں اور جب تک دریا پانی سے بھرا رہے۔ آمین ثمہ آمین۔

وارد ہے کہ وقت ذکر اولیاء اللہ رحمت نازل ہوتی ہے یعنے ذکر الاولیاء اللہ تنزل الرحمۃ پس وقت ذکر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ رحمت

نازل ہوتی ہے طوفان کے لغوی معنی غرق کرنے والے اور ہوائے تیز اور بہت غالب ہونے والے کے ہیں۔ چونکہ یہ سلطان الانبیا کی مدح ہے اسلئے دریائے عشقِ رسالت کی محبت کے جوش نے اس قدر عبور کیا کہ طالب مطلوب کو اپنے دریائے رحمت میں غرق کردیا۔ لہذا اسکا نام "سلطانِ سخن" الموسوم بہ دیوانِ طوفانِ رحمت رکھا گیا۔ جو نہایت مستحسن ہے۔ امّا بعد سید افضل شاہ خانصاحب چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز المتخلص بہ طوفانِ رحمت خلیفہ حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز کے چہار (۴) پشت ضلع بیڑ و اورنگ آباد میں گذرے اور حضرت کی پیدائش ضلع بیڑ کی ہے اور بتلاشِ روزگار ضلع کریم نگر پہونچکر بعد ملازمت (۳۴) سال وظیفہ حسنِ خدمت حاصل کرکے سنہ ۱۳۳۴ف میں بلدہ حیدرآباد محلہ باغ مسلم جنگ میں قیام پذیر رہے۔ اور ۱۳۳۹ف میں دنیائے فانی سے رحلت فرمائے۔

حضرت قبلہ کو بزمانہ شباب حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز خلیفہ حضرت محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز سے بیعت تھی اور آخری عمر میں حضرت سیدہ شاہ فیض الدین صاحب قبلہ چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز خلیفہ حضرت محمد غوث صاحب قبلہ چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز نبیرہ حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جو موضع بیارم ضلع آصف آباد میں قیام پذیر تھے طالب ہوئے حضرت سیدہ شاہ فیض الدین صاحب چشتی القادری کی صحبت نے حضرت قبلہ طوفان صاحب کا ایسا ذوق بڑھا کہ چودہ (۱۴) ماہ میں دیوان نعتیہ تکمیل پایا۔ جملہ دیوانِ نعتیہ عشق و محبت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اہلبیت سے معمور ہے جس سے صاحبِ دیوان کے سوزشِ دل کا پتہ چلتا ہے کہ کس درجہ عشق رسولِ مقبول صلعم تھا۔ چونکہ حضرت نے اپنی زندگی میں دیوان کی طباعت کی کوشش فرمائے لیکن زندگی وفا نہ کی۔

ناظرین دیوان سے اتنا عرض ضرور ہے کہ دیوان بعد وفات طبع کیا گیا ہے شاید کہیں کتابت میں غلطی ملاحظہ فرمائیں امید کہ پردہ پوشی فرمائیں فقط

راقم سید احمد شاہ چشتی القادری خلف خورد صاحبِ دیوان

از نتیجہ فکر سلطان الشعراتاج سخن بلبل ہندوستان استاد السلطان عالیجناب جلیل القدر
حافظ جلیل حسن المخاطب نواب فصاحت جنگ جلیل مدظلہ

قطعۂ تاریخ

از

فصاحت جنگ جلیل

مژدہ اے عشاق شاہ انبیا
نعتیہ دیوان طوفان چھپ گیا

نام ہو کیونکر نہ سلطان سخن
ہے یہ سلطان دو عالم کی ثنا

اسکے اک شعر پر پڑھیے درود
اسکے ہر مضمون پہ کہیے مرحبا

وجد میں قدسی بھی ہیں سنکر کلام
کہتے ہیں صل علےٰ صل علےٰ

طبع کی تاریخ تم لکھو جلیل
بے بہا بے مثل نعت مصطفےٰ

۱۳۵۱ھ

۷۸۶
۹۲

تقریظ

یہ ایک خاص قابلِ قدر بات ہے کہ حیدر آباد دکن کے نامی گرامی نازک خیال روشن دماغ۔ بزم افروز شعرا میں مولانا سید افضل شاہ خاں صاحب مرحوم المتخلص بہ طوفان رحمت شبستانِ سخن کے گوہر شب چراغ تھے آپکا زہد و تقویٰ آپکی دینداری اور پرہیزگاری کا عکس علت تھا۔ آپکی گراں بار زندگی کا علمی و عملی متاعِ عشق نبیؐ تھا آپ کے دلی جذبات کے اثرات آپ کے دلِ پُرور دکی سوزش کے ثبوت ہیں آپ کے دیوان کے ہر ایک شعر کے نعتیہ پیرہن اور معنوی تنویر کی زبان حال سے صلِّ علیٰ کی صدا آرہی ہے قدرت نے آپ کی شبِ زندہ داری کے اسلامی تمغہ کے ساتھ آپ کے زیبا فرقِ وجودی کو حلم اور اخلاق کے خلعت فاخرہ سے مزین فرمایا تھا اگرچیکہ آپ کے اوصاف حمیدہ آپ کے باخدا ہونیکے سوا سوا تھے۔

قطعہ

کیا اچھا مقدر حق نے کیا طوفانِ رحمت کا ٭ سوا اوروں سے پایا حصہ احسان اوسکی قدرت کا
ہوا مقبولِ خاص و عام سلطانِ سخن آئے امیر ٭ ملا طوفان کو خلعت شہنشاہ دین کی مدحت کا

میر اکرام علی میر۔ حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مشعر بہ اطیعو اللہ
واطیعو الرسول واولی الامر منکم

یا الٰہی تو ہے رب العالمین
میں ہوں فانی تو ہے باقی بالیقین

کیا کرے فانی تری مدح و ثنا
ہے تری ہستی سے ہر شے کو بقا

خاک کے پتلے کو دی تو نے حیات
علم سے روشن ہوئی عالم کی رات

پھر ارادے سے کیا ہے مستفید
ملتے ہی قدرت ہوئی عاجز کو عید

تھا جو میں بہرا سماعت کی عطا
بے بصارت کو بصارت کی عطا

اور زباں پر کر دیا جاری کلام
ہے یہ سب احساں ترا عالی مقام

سب ترا ہے مجھ میں میرا کچھ نہیں
صاحبِ نعمت نہیں تجھسا کہیں

کر دیا عاجز کو تو نے سرفراز
سب میرے کاموں کا تو ہے کارساز

نیکیوں سے اب نہ مجھکو دور کر
منحصر ہے سب تری توفیق پر

زندگی غفلت میں گذری ہے تمام
در پہ حاضر ہے ترا باغی غلام

چھوڑ کر در تیرا جائیگا کہاں
شش جہت پر جبکہ تو ہے حکمراں

ہر طرف پھر کر غلام بیوفا
پھر در دولت پہ تیرے آ گیا

تیرے احسان و کرم کو بھول کر
آجتک پھرتا رہا میں دربدر

کوئی تجھ سا مہرباں پایا نہیں
تو رہا ہر وقت شہ رگ سے قریں

میں جدا تجھ سے رہا لیل و نہار
ہر مصیبت میں رہا تو غمگسار

کون ہے تیرے سوا میرے لئے
تو ہے بس اک آسرا میرے لئے

اب اسی کی ہے مجھے شرمندگی — کی ادا اک دم نہ تیری بندگی
کس تغافل میں کٹے ستر برس — یا الٰہ العالمین فریاد رس
رحم کر اب مجھ پہ اے نکتہ نواز — بندۂ عاجز کو کر دے سرفراز
ہاں بحق حمزۂ تقنتق — زرد رو کو جلد کر دے سرخرو
پھر جگا دے نیند سے ہادیِ حق — پھر اولٹ دے میرے سونیکا ورق
عشق کی دولت سے پھر کر دے نہال — حال دکھلانے لگے پھر قیل و قال
عشق کا پھر قلب سے اوٹھے بخار — ہر گھڑی روتا رہوں میں زار زار
عشق سے ہو جائے دل جلکر کباب — عشق پھر دکھلائے پیری میں شباب
عشق سے ہر دل ہوا ہے باغ باغ — عشق کا ہر گھر میں ہے روشن چراغ
عشق سے ہر دل میں ہے فکر معاش — عشق ہی سے مال و زر کی ہے تلاش
ہر چمن میں عشق پیچاں کی ہے بیل — بلبلِ نالاں کو ہے پھولوں سے میل
عشق ہی سے ہے برہمن بت پرست — ہو گیا مورت پہ وہ پتھر کی مست
عشق سے دیر و حرم آباد ہیں — اپنے اپنے عشق سے سب شاد ہیں
ڈالدی ہے عشق نے سب پر کمند — پھنس گئے دونوں جہاں کے جوڑ بند
یا الٰہی ہے یہ طوفان کی دعا — زالِ دنیا کی محبت سے بچا
عشق دے مجھکو رسول پاک کا — عشق دے مجھکو شہ لولاک کا
عشق دے مجھکو رسول اللہ کا — ہے یہی زینہ تری درگاہ کا
عشق کے موتی کو زیبِ تاج کر — مبتلائے صاحبِ معراج کر
ساقیا اوٹھی مدینہ سے گھٹا — رکھ نہ پیمانے کو شیشہ سے جدا
پھر عطا کر مجھکو صہبائے الست — جھوم منہ لگ جائے پھر یہ فاقہ مست
میکدہ سے اب نہ مجھکو دور کر — شیشۂ دل کو نہ میرے چور کر

آگیا ہے عشق کی بھٹّی میں جوش
دور میں کیا دیر ہے اے مئی فروش

ہاتھ میں خالی نہ پیمانہ رہے
ساقیا آباد میخانہ رہے

خاندانِ چشت کی انمول دے
بوالعلائی کا کوئی کشکول دے

تیرے خمخانے میں ہے وہ خم کہاں
جس کی مستی میں رہے آغا میاں

یا عطا کر مجھکو وہ مئی ساقیا
جس کو پیتے تھے فرید الاولیا

اور علاء الدین صابر کا وہ جام
لب سے ملجائے تو ہو سونا حرام

شاہ فیض الدین سا مدہوش کر
کچھ تو پاس خاطر مینوش کر

کیوں عطا کرنے میں ساقی دیر کی
سب نہیں خوشبو ہے گل اجمیر کی

ہے مجھے درکار صہبائے حلال
ملحدوں کو دے شراب پرتگال

پارسائی پر نہ میری کر نظر
جبّہ و دستار رکھدے طاق پر

رنگ دے گودڑ کو میری بیدرنگ
ہے مجھے مرغوب نارنگی کا رنگ

تھا سلف کے جیسے مستوں کا چلن
سادگی پر جن کی شیدا بانکپن

دے وہ ساغر جس سے مستانہ رہوں
غیر کیا اپنے سے بیگانہ رہوں

ہے ازل سے مجھکو اوس مئی سے نیاز
جس کی مستی میں پڑھوں ہر دم نماز

ہوش کو اپنے کہوں صد مرحبا
اے فدا اے نور پاکِ مصطفےٰ

غائبانہ کیف سے کر دے مگن
آنکھ میں پھر جائے صحرائے قرن

دل کو مل جائے اویسی اضطراب
کر عطا مجھکو محبت کی شراب

جھومتا رہ جاؤں میں صبح و مسا
دل کو لگ جائے مدینہ کی ہوا

بیخودی کے بعد پھر کچھ ہوش ہو
واقفِ اسرار پھر مئی نوش ہو

دے مئی وحدت کا ساغر دمبدم
رکھ شریعت پر مجھے ثابت قدم

ہوش میں آکر کروں حمدِ ودود
جھومتا جاؤں محمد پر درود

ساغرِ گل میں دے الفت کی شراب
ذہن میں بس جائے خوشبوی گلاب

مجھے اسی خوشبو پہ مائل مصطفےٰ ؐ
نعت کی لگ جائے پھر دل کو ہوا

زور سے اوٹھے جگر سے پھر بخار
جھوم کر آجائے پھر ابرِ بہار

آنکھ سے برسے وہ ساون کی جھڑی
دامنِ تر کو نچوڑوں ہر گھڑی

نعت سے ہر وقت مستانہ رہوں
نعت ہی کے دھن میں دیوانہ رہوں

نعت کا دل میں وہ بڑھ جائے سرور
جوش دکھلانے لگے دریا، نور

عرش سے آئیں مضامین بیشمار
ذہن پر میں اپنے ہو جاؤں نثار

ہاتھ میں لوں پھر وضو کرکے قلم
پھر کروں میں حالِ دردِ دل رقم

حسرت وارماں میں ڈوبا ہو کلام
جس کو سن سن کر تڑپ جائیں تمام

درد کا دکھڑا اسی میں روتا رہوں
اور قلم کی آنکھ سے جاری ہو خون

درد ہی ایمان ہے طوفان کا
درد ہی دیوان ہے طوفان کا

درد ہی ملکِ عرب لیجائیگا
اور دیارِ مصطفےٰ ؐ دکھلائیگا

ایک دن بلوائیں گے مجھکو حضور
رنگ لائیگی یہ بیتابی ضرور

ہے یہی حسرت یہی ہے آرزو
روضۂ خیر البشر کے روبرو

یاد آئے مجھکو جامی کا کلام
جس کو سنکر لوٹ جائیں خاص و عام

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا نبی اللہ اسمع قالنا

یا شفیع المذنبیں بہرِ خدا
شربت دیدار ہو جائے عطا

رحمت اللعالمین ہو اک نظر
بندۂ عاصی کے حالِ زار پر

کر دیا ہے ضعفِ پیری نے نڈھال
سوزِ فرقت سے ہوں میں آشفتہ حال

ہو کرم مجھ پر حبیبِ کبریا
کیجئے زندانِ پُر غم سے رہا

آپ کے در کے سوا جائے کہاں
غمزدہ بیکس ضعیف و ناتواں

ای شہ جن و بشر فریادرس — چھوڑ کر یہ ہاتھ کہاں جائے مگس
جب یہ حسرت دل کی پوری ہو وہاں — پھر کہوں ای بادشاہِ دوجہاں
اوس کے حق میں بھی ہے میری التجا — جسکے سایہ میں ہوں میں صبح و مسا
جس کی ہر دل میں محبت فرض ہے — جس کی مومن پر اطاعت فرض ہے
جس کے عہد پاک میں سلطانِ دین — زور پر ہے آپ کی شرع مبین
ہر گھڑی کرتا ہے وہ ایثارِ نفس — ہے غریبوں کا وہی غمخوارِ نفس
کیمپ طاعونی کو دیکھا صبح و شام — کس طرح آرام کا ہے انتظام
کی مریضوں کی عیادت بے ریا — جس سے دی اللہ نے سب کو شفا
ہر صفت سے اوسکی ہوتا ہے عیاں — کیا عجب ہے ہو وہی قطب الزماں
زیب و زینت اور لباسِ کر و فر — رکھدیا نوشیرواں کے طاق پر
اوس کے پرتو سے ہے ہر دل باغ باغ — ہے وہ آصفجاہ کا روشن چراغ
علم کی ہے ہر گلی کوچہ میں دہوم — ہے یہ سب فیضانِ سلطان العلوم
یعنے وہ ملکِ دکن کا شہریار — **میر عثمانِ علیخان نامدار**
یارسول اللہ مدد فرمایئے — جو مقاصد اوسکے ہیں برلایئے
آپ ہیں محبوب رب العالمین — آپ کے دربان جبریلِ امین
آپ جو چاہیں وہ ہو جائے حضور — آپ ہی کا ذرہ ذرہ میں ہے نور
ای شہ لولاک فخرِ دوجہاں — اوس کا ہر فرزند ہو صاحبقران
قبلۂ حاجات نور کردگار — شیفتہ ہو اوس کے گلشن پر بہار
تا صد و سی سال وہ قایم رہے — اوس کے سکہ کا چلن دایم رہے
تا جد اردن کا ہو طرہ تاجور — ہو ہما سایہ فگن دربار پر
اور تمنا ہے یہ افضل شاہ کی — آرزو ہے اس شفاعت خواہ کی

رنگ دکھلائے وہ نعت مصطفےٰ
عشق کے دریا میں ہو طوفاں بپا

ردیف (الف)

جب حجلۂ الفت سے وہ پردہ نشیں جھانکا
تھا جلوۂ اول ہی مطلع میرے دیوان کا

خوشبو یہ جو مائل تھا دل اوس شہ خوبانکا
کھلتا رہا کانٹوں میں ہر پھول گلستان کا

اللہ کا پیارا ہے اور انجمن آرا ہے
ہے نور محمدؐ ہی ایمان مری جان کا

میزانِ شفاعت نے جب تول لیا مجھکو
تنکے سے بھی ہلکا تھا پلہ مرے عصیان کا

رحمت نے ازل ہی میں تا کا میرے عصیانکو
مجرم یہ پڑا پنجہ کس فتنۂ دوران کا

جو طور پہ جلوہ تھا وہ اصل میں پردہ تھا
دیدار کا سودا تھا جھگڑا تھا نہیں ہاں کا

اے وحشتِ دل تو ہی لیچل تن لاغر کو
دامن ہے بہت چھوڑا طیبہ کے بیابان کا

خدمت سے ملی عظمت کیا دائی حلیمہ کو
پیغمبر برحق نے القاب دیا ماں کا

چرواہے نے چل پھر کر اسلام کے میداں میں
سب گلۂ امت کو جنت کیطرف ہانکا

ملبوسِ مبارک کو تھا فخر محمدؐ سے
ہنستا تھا وہ شالوں پر پیوند کا ہر ٹانکا

جھکتا تھا پیمبر سے ٹیڑا رہا اکفر سے
سید ہار رہا داور سے اسلام کا ہر بانکا

جب عرصۂ محشر میں ہونے لگی رسوائی
دامانِ شفاعت نے عصیاں کو میرے ڈھانکا

کیا دبدبہ و شوکت تھی شانِ رسالت میں
خرمہ کی چٹائی پر تھا نقش سلیمان کا

اونکا تو خیال آیا پر وہ نہ کبھی آئے
تارا نہ کبھی چمکا میری شب ہجراں کا

للہ کوئی کہدو اوس شافع محشر سے
پنجہ میں ہے دربان کے گوشہ میرے داماں کا

دربارِ محمدؐ میں بے کھٹکے پہونچنے کا ۔۔۔ اک غم ہی وسیلہ ہے اوس شاہ شہیدان کا

ہر لفظ کی گھونگٹ میں جلوہ ہے محمدؐ کا
تفسیر مدثّر کی دیوان ہے طوفان کا

کھنچا نقشہ جو آنکھوں میں میرے روئے پیمبر کا ۔۔۔ گمان ہر موئے مژگاں پر ہوا جبریل کے پر کا
نکالو یا نبی ارمان میرے قلبِ مضطر کا ۔۔۔ سنگھا دو وقت آخر لخلخہ زلفِ معنبر کا
درِ محبوب حق سے تو نہ اے درباں مجھے سرکا ۔۔۔ ملا ہے مدتوں میں آستانہ بندہ پرور کا
جو ہو مرغوب محبوب خدا کے وہ مقدر ہے ۔۔۔ نظر کے سامنے رہتا تھا آئینہ سکندر کا
مدینہ کی زیارت کرکے پھر ہم کعبہ جائینگے ۔۔۔ ملا ہے آپکے در سے پتہ اللہ کے گھر کا
بشارت دوستو سن ہی چکے من زار قبری کی ۔۔۔ جو منکر ہے زیارت کا وہ دشمن ہے پیمبر کا
پلا دو شربتِ دیدار اُس دم یا رسول اللہ ۔۔۔ ہوا ہے نزع میں لب خشک میرے دیدۂ تر کا
شفاعت کو جو محشر میں شفیع المذنبیں آئے ۔۔۔ تو چہرہ ہو گیا روشن غلامانِ خوش اختر کا
کس الفت سے خدا نے شاہبازِ عرش کی خاطر ۔۔۔ بنایا آشیاں مکڑی کے جالے میں کبوتر کا
ہمیں کیا خوف اے نورِ خدا طوفانِ محشر سے ۔۔۔ سہارا آپکا ہے جسطرح کشتی کو لنگر کا
مدینہ کے چمن میں ہم صفیرانِ چمن پہونچے ۔۔۔ تڑپتا ہی رہا دل طائرِ بے بال و بے پر کا
رہِ حق میں کسی رہزن کی ہرگز چل نہیں سکتی ۔۔۔ ملے جب خیر سے احمد تو کیا کھٹکا رہا شر کا
شجاعوں کے دلوں پر تیغ ہیبت کیوں نہ چل جاتی ۔۔۔ کہ سر پر تاج تھا خالد کے گیسوئے پیمبر کا
دلِ پُر داغ ہے عشقِ نبی سے گلشنِ جنت ۔۔۔ برنگ چشمہ کوثر ہے چشمہ دیدۂ تر کا
لب و دندانِ حضرت سے بھلا تشبیہ دوں کیونکر ۔۔۔ گہر اک قطرۂ نیساں سے ہے اور ہے لعل پتھر کا
کلیدِ قفلِ جنت الفتِ شبیر و شبر ہے ۔۔۔ شفاعت بھی تو منہ تکتی ہے فرزندانِ حیدر کا

امیدِ مغفرت دل سے لگی رہتی ہے اے طوفان
ہوا جس روز سے میں شیفتہ محبوبِ داور کا

کہاں ہیں اور کہاں رتبہ در والا کی چوکھٹ کا
خیالِ جبہ سائی کیا ٹھکانہ ہے تری ہٹ کا

رہینگے ہم بھی کل یوں مصطفےؐ کے ساتھ کوثر پر
کہ جیسے آج عالم چاہِ زمزم پر ہے پنگھٹ کا

ہوئی نازل مدثر شاہ کملی پوش کی خاطر
رخ یوسف سے رتبہ بڑھ گیا احمد کے گھونگٹ کا

مخالف آئیگا کیا محفل میلاد اقدس میں
چمن سے دور ہی رہتا ہے ہر دم جغد مرگھٹ کا

بتا دے تو ہی اے شوقِ نبی رستہ مدینہ کا
کہ میرا طائرِ دل دشتِ عصیاں میں بہت بھٹکا

خدا کی یاد میں تار نفس یوں جسم سے نکلے
نکل آیا قلم سے آپ کی جس شان سے پٹ کا

الٰہی جاں کنی میں وہ رخ انور نظر آئے
کہ تا دل سے نکل جائے عذابِ گور کا کھٹکا

لیئے پھرتے تھے نیزوں پر چڑھا کر سر شہیدوں کے
کہ یہ بھی شام کے بازاریوں میں کھیل تھا نٹ کا

ثناءِ مصطفےؐ سے ملگئی معراج طوفان کو
خیال زلف جا کر عرش کی زنجیر سے لٹکا

حسن نمکین آپ کا لاکھوں خریداروں میں تھا
مصر کا بازار بھی طیبہ کے بازاروں میں تھا

بخشوا کر ہی مجھے چھوڑا رسول اللہ نے
ورنہ میں اک بندۂ غمگین گنہگاروں میں تھا

غازیونکے حوم میں ہر شمشیر عریاں حور تھی
باغ جنت مثل جوہر انکی تلواروں میں تھا

کھل گیا حکم خدا سے جب درِ خلد بریں
بلبل باغ نبی جنت کے گلزاروں میں تھا

اللہ اللہ کیا رسول اللہ کے اصحاب تھے
نور ماہ مصطفےؐ روشن انہیں تاروں میں تھا

دیکھکر مجھکو مدینہ میں ملائک نے کہا
آج وہ ہے جنتی کل جو سیہ کاروں میں تھا

یا محمدؐ مجھ سے بیکس کی عیادت تھی ضرور
مدتوں سے آپکے میں بھی تو بیماروں میں تھا

کیا عجب ہے اک اشارہ سے ہوا ٹکڑے قمر
وہ بھی نور مصطفےؐ کے ناز برداروں میں تھا

تھا وہ جنگ بدر میں جلوہ رسول اللہ کا
مرحبا کا شور وغل تیغوں کی جھنکاروں میں تھا

دیکھکر فاروق اعظم کی مظفر فوج کو
شور ماتم جا بجا کسریٰ کے غمخواروں میں تھا

پانی پانی ہو گئے سنکر فصیحانِ عرب
کیا اثر امی لقب کی نرم گفتاروں میں تھا

داخلِ جنت ہوئے پیرو رسول اللہ کے ۔ راستہ خلدِ بریں کا اونکی رفتاروں میں تھا

اے زلیخا حسن احمد کی ازل سے دھوم ہے ۔ حضرت یوسف کا چرچا صرف بازاروں میں تھا

سر دیا لیکن امیرِ شام سے بیعت نہ کی ۔ کیا نواسہ آپ کا حق کے طرفداروں میں تھا

دھار پر تلوار کی چلتے رہے آلِ رسول ۔ کیا اثر شیدا انہوں کے دودھ کی دھاروں میں تھا

اہلِ محشر سے کہا حضرت نے طوفاں ہے کہاں
وہ تو میری نعت خوانکے کفش برداروں میں تھا

نامہ لیکر جو میرا سوئے پیمبر نکلا ۔ سب پرندوں میں شہنشاہ کبوتر نکلا

غور سے عقدِ ثریا کو جو دیکھا میں نے ۔ ہو بہ ہو گنبدِ خضرا کا وہ جھومر نکلا

شان اللہ کی ہے ایک غلامِ حبشی ۔ کلمہ پڑھتے ہی سرِ تاجِ سکندر نکلا

قطرۂ نور ہے آنسو مرا دریائے عدن ۔ تیرے دامن میں نہ ایسا کوئی گوہر نکلا

غل ہوا شور ہوا حشر کے بازاروں میں ۔ لو وہ محبوبِ خدا شافعِ محشر نکلا

جام کوثر بھی ملا شربتِ دیدار کے ساتھ ۔ آج ارمان میرا ساقیِ کوثر نکلا

مٹ گئے ہوئے مبارک کی زیارت سے گناہ ۔ پھر نہ اک جرم میرا بال برابر نکلا

سیر ہو کر نہ کبھی آپ نے کھانا کھایا ۔ شکمِ پاک سے اکدن بھی نہ پتھر نکلا

عطر اخلاقِ محمد کی وہ خوشبو پھیلی ۔ گلشنِ دہر کا ہر پھول معطر نکلا

جلد لے گود میں اللہ کا پیارا آیا ۔ اے حلیمہ تیرا کیا خوب مقدر نکلا

آتشِ ہجر میں جل جل کے نہ رو اے طوفان
سب یہ کہتے ہیں سمندر سے سمندر نکلا

وہ جوانِ ہاشمی سے جو کبھی دوچار ہوتا ۔ تو ہزار جان سے اوس پر میرا دل نثار ہوتا

کوئی نامہ بر نہوتا نہ یہ انتظار ہوتا ۔ جو دیارِ مصطفےٰ تک میرے دم کا تار ہوتا

یہ اوسی کی ہے کریمی کہ جو بیحساب بخشا ۔ میرے جرم لاتعد کا نہ کبھی شمار ہوتا

گل گلشن مدینہ کی خبر صبا جو لاتی ۔ تو خوشی سے غنچہ دل گل نو بہار ہوتا
پس مرگ اوڑ کے جاتا در پاک مصطفےٰ تک ۔ میری خاک سے نمایاں جو کبھی غبار ہوتا
مجھے کیا جو لاکھ تارے سر چرخ ہو جو روشن ۔ جو چراغ ہے حرم میں وہ سر مزار ہوتا
اونہیں تیر افگنی کا جو کبھی خیال آتا ۔ تو نشانہ اون کی خاطر دل وغدار ہوتا
پس مرگ یا الٰہی میری آرزو نکلتی ۔ سر کوئے مصطفےٰ پر جو میرا مزار ہوتا
مجھے اسکی کیا خبر تھی شب ہجر یا الٰہی ۔ کہ خیال روی حضرت میرا غمگسار ہوتا
وہ فاتحہ حرم میں وہ کہیں سے جھانک لیتے ۔ جو نظر کا تیر آتا وہ جگر کے پار ہوتا
نہ بگڑ کے ٹوٹ پڑتا سر سبط مصطفےٰ پر ۔ جو گروہ شامیوں کا کبھی دیندار ہوتا

نہ ٹپکتے اشک حسرت جو فراق مصطفےٰ میں
نہ کبھی صدف میں طوفان دُر آبدار ہوتا

دل کو پس مردن بھی اکدم نہ قرار آیا ۔ جبتک نہ مدینہ سے وہ ناقہ سوار آیا
سب صل علےٰ کہکر اونٹوں سے اوتر جاو ۔ اللہ کے پیارے کا نزدیک دیار آیا
پھر یاد ہوئی اونکی پھر دل سے بخار اوٹھا ۔ آنکھوں سے برسنے کو پھر ابر بہار آیا
وہ بھی کوئی دن آئے غل ہو یہ مدینہ میں ۔ حضرت کی زیارت کو وہ سینہ فگار آیا
ہو قوف گناہوں پر تھی شان شفاعت کی ۔ توقیر بڑی میری جب روز شمار آیا
ہاں عشق نے حضرت کے کندن مجھے کر ڈالا ۔ عصیاں کے جلانے کو رگ رگ میں بخار آیا
دشمن کی بھی احمد کو منظور عیادت تھی ۔ آئینہ خاطر میں اکدم نہ غبار آیا
جن پھولوں میں جنت کے خوشبوئی محمد تھی ۔ بالکل اونہیں پھولونکا میرے لیئے ہار آیا
ممدوح سے ملنے کا حل جائیگا اب رستہ ۔ پیغام مدینہ سے یہ زیر مزار آیا
لاکھوں میں سر محشر رحمت میرے پاس آئی ۔ رسوائی کے باعث ہی مجرم کو وقار آیا

طوفان وہ دیوانہ آتا ہے زیارت کو

طفلانِ مدینہ کے قابو میں شکار آیا

عاشق ہے خدا خود بھی محمدؐ کے نام کا
سوغات بھیجتا ہے درود و سلام کا

دانا کبھی نہ ہوگا علیحدہ قطار سے
مارا کبھی نہ جائے مقلد امام کا

گر ہوشمند ہے تو شریعت پہ کر عمل
ہو امتیاز تجھکو حلال و حرام کا

رتبہ بڑھا بلال کا خدمت سے آپکی
ہے ذکر عرشیوں کی زباں پر غلام کا

سایہ نہ جس کے قد کا نظر میں سما سکا
ہے لامکاں مقام اوس عالی مقام کا

جس گھر میں ذکر پاک ہوا اوس گھر پہ رات دن
پھیرا ہے جبرئیل علیہ السلام کا

کیونکر نہ ہم کو اپنے مقدر پہ ہو گھمنڈ
روشن ہے نام امتِ خیر الانام کا

آنکھوں میں ڈبڈباتے ہیں آنسو اسی لئے
طالب ہوں میں بھی ساقی کوثر کے جام کا

خواہش ہے دید کی تو ہمیشہ درود پڑھ
آیا یہی جواب ہمارے پیام کا

روتا رہا فراق محمدؐ میں صبح تک
سچ ہے کہ ابر خوب برستا ہے شام کا

بیکار کوئی شئے نہیں عالم میں بالیقین
نکلا گنہگار بھی رحمت کے کام کا

صدقہ ہے نعتِ پاک رسولِ کریم کے
طوفاں دلوں پہ نقش ہے میرے کلام کا

نام پیارا ہے کیا محمدؐ کا
دل پہ نقشہ جما محمدؐ کا

تھا ازل ہی میں عرش اعظم پر
نام لکھا ہوا محمدؐ کا

قاصدا دل بہت تڑپتا ہے
حال مجھکو سنا محمدؐ کا

بندگی دیکھ پھر میری یارب
پہلے خادم بنا محمدؐ کا

روح ہر دم درود پڑھتی ہے
دل کو ہے لخلخہ محمدؐ کا

باغ عالم میں ایک ہی دیکھا
گلشن پُر فضا محمدؐ کا

دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں
جلوہ حق نما محمدؐ کا

زہد پر ہے گھمنڈ زاہد کو
مجھکو ہے آسرا محمد کا

دونوں عالم میں نور ہے اونکا
کیا بتاؤں پتہ محمد کا

جنتی ہے وہ بالیقین دیکھو
جسنے کلمہ پڑھا محمد کا

سارے عالم کے خاندانوں میں
ہے گھرانہ بڑا محمد کا

پھر نہ سوجھا مجھے کوئی طوفان
جب خیال آگیا محمد کا

خط میرا لیکے جانا تو سر پر ہما
ہے مدینہ میں محبوب داور ہما

کوئی قاصد نہیں تجھ سے بہتر ہما
ہوگیا اب تو عنقا کبوتر ہما

وہ مدینہ ہے دلکش خدا کی قسم
قصر جنت وہاں کا ہے گھر گھر ہما

ق

باب جبریل ہے جسطرف جلوہ گر
کھٹکھٹانا تو پہلے وہی در ہما

عرض کرنا ادب سے میرا حال دل
بال و پر جوڑ کر سر جھکا کر ہما

اب زبانی سنا جاکے سب حال دل
ہوگیا نامہ اشکوں سے سب تر ہما

اس لئے پاؤں پڑتا ہوں میں ہمدم
تیرا احسان ہے میرے سر پر ہما

جسکو پالا تھا نامہ بری کے لئے
وہ کبوتر ہوا آج بے پر ہما

بارگاہِ رسالت میں جاتا ہے تو
مجھ سے بہتر ہے تیرا مقدر ہما

میری جانب سے گنبد کے چاروں طرف
مست ہو کر لگانا تو چکر ہما

پھر شہ کربلا کے طرف جائیو
قبلہ عاشقاں ہے جو بے سر ہما

حال طوفان کہاں تک سناؤں تجھے
اب تو جان آگئی ہے لبوں پر ہما

سن رہا ہے گل فسانہ آپ کا
گاتی ہے بلبل ترانہ آپ کا

کہتے ہیں جبریل ای شہباز عرش
لامکاں ہے آشیانہ آپ کا

آپ ہیں سارے زمانہ کے لئے
درحقیقت ہے زمانہ آپ کا

خرمن عصیاں جلانا یاد ہے
ہنس کے وہ بجلی گرانا آپ کا

کون سرتابی کرے گا حکم سے
عرش پر ہے تازیانہ آپ کا

شرم سے وہ عرض کرنا اپنا حال
سنکے پھر وہ مسکرانا آپ کا

دیکھکر شق القمر کا معجزہ
ہوگیا مفتوں زمانہ آپ کا

علم اول اوس پہ پھر امی لقب
ہے تجاہل عارفانہ آپ کا

بالیقین محشر بھی ہے بازار حسن
قد قیامت سے میانہ آپ کا

ہے میرے دل میں اوسی اضطراب
عشق ہے گو غائبانہ آپ کا

سن کے حسان نے کہا طوفان ہے
ہے قصیدہ عاشقانہ آپ کا

قاصد ہوگیا شیدا تیرا
حال ہو روشن کیسا تیرا

کون کرے بیمار مداوا
تجھ سے جدا ہے عیسیٰ تیرا

کالی کملی تجھ پر صدقہ
دم بھرتی ہے لیلیٰ تیرا

نعت کی ہر جا دھوم مچی ہے
ہر گھر میں ہے چرچا تیرا

رخ کی تجلی دیکھ رہا ہے
زلفوں میں ہے سایہ تیرا

جلد پلا دیدار کا شربت
بھر دے کاسہ صدقہ تیرا

بارش میں بجلی کا چمکنا
رونا میرا ہنسنا تیرا

زاہد ہوگا زہد پہ نازاں
میرے دل کو بھروسہ تیرا

اے گل احمر جان عروساں
عطر بنا ہے پسینہ تیرا

کعبۂ دل میں نور خدا ہے
مکے میں ہے مدینہ تیرا

رنگ بلائی پتلی میں ہے
آنکھوں میں ہے جلوہ تیرا

نعت کی نہریں جاری ہوئی ہیں
بہہ گیا طوفان دریا تیرا

خواب میں طالع بیدار نے دل چھین لیا
یا نبی آپ کے دیدار نے دل چھین لیا

دیکھکر حال میرا کہتے ہیں رو رو کے طبیب
اضطراب دل بیمار نے دل چھین لیا

غم عقبی تو کہیں اپنا ٹھکانا کر لے
الفت احمد مختار نے دل چھین لیا

جنس عصیان کو شفاعت نے جو لوٹا آکر
حشر میں رحمت غفار نے دل چھین لیا

میرے محسن میرے آقا میرے مختار نبیؐ
آپ کے ناز بھرے پیار نے دل چھین لیا

آبلہ پاؤں کا رو رو کے یہی کہتا تھا
دشت طیبہ کے ہر اک خار نے دل چھین لیا

گوہر اشک پہ مائل ہوئی رحمت نہ فقط
حوریوں کا بھی گنہگار نے دل چھین لیا

کلمہ سن کے یہ کعبہ میں صنم کہتے تھے
آپ کی نرمی گفتار نے دل چھین لیا

شرم تھی جس سے وہ پونجی نہ رہی داور حق
بندہ پرور میرے سرکار نے دل چھین لیا

صدقہ ہو ہو کے یہ کہتی تھی حلیمہ دائی
آمنہ بی بی کے دلدار نے دل چھین لیا

مشک میں بھر لیا پانی جو سکینہ کیلئے
پیاسے بالوں کا علمدار نے دل چھین لیا

رعد کہتا ہے یہ چلا کے نہ رو اے طوفان
ابر کا دیدۂ خونبار نے دل چھین لیا

اے دل شب فرقت میں رو رو کے سحر کرنا
عشق دُرِ دندان میں اشکوں کو گہر کرنا

بیتابی دل اپنی یوں اون کو خبر کرنا
سر مار کے فرقت میں دیوار کو در کرنا

گھر چھوڑ کے آیا ہوں دربار رسالت میں
غربت پہ میری حضرت رحمت کی نظر کرنا

دو دل کو ملاتے ہیں روٹھوں کو مناتے ہیں
عادت ہے محمدؐ کی یوں شیر و شکر کرنا

کہدو میری جانب سے اوس نور الہی کو
قطرہ کو گہر کرنا ذرہ کو قمر کرنا

تم نے ہی میرے دل میں بویا ہے نبی اللہ
اُس تخم محبت کو پھلدار شجر کرنا

راحت ہے مدینہ میں جنت ہے مدینہ میں
سب کچھ ہے مدینہ میں واں جاکے بسر کرنا

صدقہ رخِ احمدؐ کا دیدے مجھے یا اللہ
کملائے ہوئے دل کو رشکِ گلِ تر کرنا

صورت ہو امیرانہ سیرت ہو فقیرانہ
کوچہ میں محمدؐ کے اسطرح گذر کرنا

بیتاب سمجھکر ہی حضرت مجھے بلوائیں
اے نالۂ دردِ دل اتنا تو اثر کرنا

ہاں تارِ نظر سے بھی بڑھ کر ہے لطافت میں
پڑکا نکل آیا ہے کیا وصف کمر کرنا

گرتے ہیں کبوتر جب روضہ کی مگس رانی
حوروں کی تمنا ہے زلفوں سے چنور کرنا

کافی ہے مجھے توشہ حضرت کی محبت کا
آساں ہے مدینہ کا طوفان سفر کرنا

جہاں کے دوشالوں سے عالی کملیا
انوکھی نبی کی نرالی کملیا

نہ گرنے دیا اپنا سایہ زمین پر
محمدؐ نے اپنی اوڑھالی کملیا

وہ نورِ مجسم قدِ پاک والا
وہ صلِ علیٰ کالی کالی کملیا

فراقِ محمدؐ میں بن بن کے کویل
پھرا کرتی ہے ڈالی ڈالی کملیا

شبِ قدر حضرت پہ شیدا ہوئی ہے
نہیں جسمِ اطہر پہ کالی کملیا

شفاعت کے ہیں پھول دامن میں تیرے
دکھا باغِ عالم کے مالی کملیا

ہمیشہ رہا نور چھن چھن کے باہر
بنی جسم والا پہ جالی کملیا

حسینؓ و حسنؓ فاطمہؓ و علیؓ سے
نہیں تھی محمدؐ کی خالی کملیا

سرِ حشر اعمال سب کھل رہے ہیں
اوڑھا سر پہ امت کے ڈالی کملیا

کبھی دوشِ حضرت پہ تھی سر پہ گاہے
تیری دیکھ لی لااوبالی کملیا

بنے چار یاروں کے ہیں چار گوشہ
سراپا ہے رنگِ بلالی کملیا

یہ لیلیٰ لبھاتی ہے دل عاشقوں کا
دکھاتی ہے شانِ جمالی کملیا

محمدؐ کا وہ بکریوں کا چرانا
وہ چھوٹے سے قد پر وہ بالی کملیا

گھٹا سر پہ رحمت کی چھائی ہے طوفان
یہی خواب میں ہے خیالی کملیا

ملاؤ لہنوں کو پسینہ کسی کا
بنا عطر گل روح افزا کسی کا

عجب شان عین عرب میں ہے رب کی
کسی نے بھی دیکھا نہ سایہ کسی کا

جگر میں پھر اب درد پیدا ہوا ہے
ہوا چپکے چپکے اشارہ کسی کا

ہزاروں کھنڈر بن گئے آج گلشن
بہار گلستاں ہے جلوہ کسی کا

بہر حشر نیکوں کو حوروں کی دھن ہے
گنہگار تکتے ہیں چہرہ کسی کا

یہی شان ہے رحمت العالمین کی
نہیں دیکھ سکتے وہ رونا کسی کا

در خلد پر کیوں جھگڑتا ہے رضواں
کہ میں بھی ہوں اک نام لیوا کسی کا

میری جان شانِ بلالی پہ صدقہ
کہ وہ خاص بندہ ہے شیدا کسی کا

کہ ان آنکھوں سے میں حور جنت کو دیکھوں
کھنچا میری آنکھوں میں نقشہ کسی کا

نظر جا کے واپس نہ آئیگی طوفان
مدینہ میں دلکش ہے روضہ کسی کا

نہ منتر نے مارا نہ جادو نے مارا
میرے دل کو عشق نبی تو نے مارا

ہوا پست حکم رسولِ خدا سے
حرم میں شکاری کو آہو نے مارا

شبِ ہجر اونکے ہی جلوہ کی دھن ہے
چمک کر مجھے اور جگنو نے مارا

پڑا مجرموں پر جو رحمت کا پنجہ
ہوا غل کہ چوروں کو سادھو نے مارا

کروں کیا صفت رحمت العالمین کی
مجھے اون کے اخلاق دلجو نے مارا

خوشی سے زیارت کی بیہوش ہوں میں
غلافِ مبارک کی خوشبو نے مارا

ہزاروں گناہ جھڑ گئے میرے تن سے
جو اک تازیانہ وہ خوشرو نے مارا

جدا ای محمد کی ترپا رہی ہے
پھر اک تیر کوئل کی کوکو نے مارا

چھپا ہے میرے دل میں ہیرے کا کنکر — کیا ضبط گریہ تو آنسو نے مارا
بتا دے یزید لعین کربلا میں — محمدؐ کے کنبہ کو کیوں تو نے مارا
کیا خون سید کا شمر لعین نے — حرم کے کبوتر کو الّو نے مارا

کہوں کیا جو دل پر گذرتی ہے طوفان
پھر اوس پر مجھے ذکر ہو ہو نے مارا

آگیا جس دم خیالِ مصطفےٰ — ہو گیا دل کو وصالِ مصطفےٰ
ہو گیا شیدا خداوندِ جہاں — مرحبا حسن و جمالِ مصطفےٰ
رہگئے طوبیٰ پہ جبریلِ امیں — دیکھکر شانِ کمالِ مصطفےٰ
وہ بھی نقاشِ ازل نے رکھ لیا — تھا جو کچھ سایہ مثالِ مصطفےٰ
چھپ گیا خورشید محشر ابر میں — دیکھکر رنگِ جلالِ مصطفےٰ
واعظا سینہ میں ہے بیتاب دل — پھر سنادے ہمکو حالِ مصطفےٰ
ہو گیا غارِ حرا سے جلوہ گر — آفتابِ لازوالِ مصطفےٰ
کافروں کے خون میں تلوار تھی — یا شفق میں تھا ہلالِ مصطفےٰ
چھین لیتے ہیں شہنشاہوں کے تاج — کفش بردارانِ آلِ مصطفےٰ
چلکے بیٹھو جلد ٹھنڈی چھاوں میں — سبز گنبد ہے نہالِ مصطفےٰ

کہتی ہے طوفان سیاہی آنکھ کی
میں ہوں حسنِ عکسِ خالِ مصطفےٰ

حشر میں یوں ہو میسر مجھے درشن اونکا — مسکراتے وہ رہیں ہاتھ میں دامن اونکا
ٹوٹ پڑتے ہیں میری جان پہ لاکھوں جلوے — یاد آتا ہے جو مجھکو رخِ روشن اونکا
اسی امید میں سوجاتا ہوں میں تا بہ سحر — تاکہ ہو جائے کبھی خواب میں درشن اونکا
ہائے چھوٹے سے وہ قد پر وہ عبائے عربی — بکریوں کا وہ چرانا وہ لڑکپن اونکا

کیا کبوتر ہیں مدینہ کے ہمایوں قسمت
در محبوب پہ رہتا ہے نشیمن اونکا

تاج خالد کو جو گیسوئے پیمبر کا ملا
پھر مقابل ہنوا کوئی تہمتن اونکا

سب کی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں نظر کی صورت
پر کسی نے بھی نہ دیکھا رخِ روشن اونکا

یوں تو مشہور وہ مکی مدنی ہیں لیکن
لامکان سے بھی کہیں دور ہے مسکن اونکا

دل کا دل ہی میں رہا ارمانِ زیارت طوفان
ہیں دکن میں ہوں مدینہ میں ہے مدفن اونکا

ہر گلِ رعنا کی خوشبو سے چمن کچھ اور تھا
رنگ فیضانِ بزرگانِ دکن کچھ اور تھا

جلوہ گر تھا ہر جگہ اللہ والوں کا ہجوم
پر میرے آغا میاں کا بانکپن کچھ اور تھا

لامکاں کی سیر ہاتوں ہاتھ ہوتی تھی نصیب
پر تو نورِ چراغ انجمن کچھ اور تھا

سنتے ہی آنکھوں سے خونیں اشک ہوتے تھے رواں
سرخ لب والے کا اندازِ سخن کچھ اور تھا

ہر قدم پر لوٹتے تھے کج کلاہانِ جہاں
لٹپٹی دستار والے کا چلن کچھ اور تھا

عشق کے پھولوں کی کیسی کچھ مہکتی تھی شمیم
بلبلیں کچھ اور تھیں باغ حسن کچھ اور تھا

یوں تو کہنے کو دکن کے رہنے والے تھے حضور
پر جوانِ بو العلائی کا وطن کچھ اور تھا

دل کے ٹکڑے عشق کے سانچے میں آکر ڈھل گئے
اکبر آبادی کے سکہ کا چلن کچھ اور تھا

کہتے تھے شیخ الحرم بھی آپ کو شیخ کبیر
باغِ طیبہ میں بھی وہ غنچہ دہن کچھ اور تھا

تو نے اک پتھر کو توڑا اوسنے مارا النفس کو
اے شہِ محمود تیرا بت شکن کچھ اور تھا

زاہدانِ شہر طوفاں جس پہ تو تھے فدا
وہ ہمارا ساقی توبہ شکن کچھ اور تھا

یارب یہی صدقہ ہے رسولِ مدنی کا
دے درد میرے دل کو اویسِ قرنی کا

ہو جائے اگر دولتِ دیدار میسر
بھولے سے خیال آئے نہ مفلس کو غنی کا

کچھ آپ کی ایسی متواضع تھی طبیعت
مہماں نے نہ موقع دیا فاقہ شکنی کا

اکدم نہ ملی آپ کو کفار سے راحت
کانٹوں نے چھونا رہا نازک بدنی کا

حضرت کے اشارہ پہ ہماری ہے رہائی
منہ تکتی ہے رحمت بھی شفاعت کے دہنی کا

اونکے لب جاں بخش کی سرخی ہے نرالی
اب ذکر نہ چھیڑے کوئی لعل یمنی کا

اے دست جنوں وادی طیبہ کا ادب کر
ٹکڑا کوئی رہنے دے گلے میں کفنی کا

ہے منہ میں مرے نعت محمد کی مٹھائی
کیونکر نہ ہو شہرہ میری شیریں سخنی کا

وہ ذہن میں ہیں زلف معنبر کے مضامین
اب نام نہ لونگا کبھی مشک ختنی کا

اک روز مدینہ کو چلے جاونگا طوفان
گرویں ہیں میرے جذب ہے حب الوطنی کا

تونے دنیا میں بھلا مرد خدا کیا دیکھا
کچھ نہ دیکھا جو محمد کا نہ روضہ دیکھا

حیف صد حیف مدینہ میں بھی آیا نہ قرار
تجھکو بے چین یہاں بھی دل شیدا دیکھا

آب زمزم کی نہ پھر موج پہاڑوں سے رکی
ہر جگہ دین کا بہتا ہوا دریا دیکھا

آگیا غش مجھے کھاتے ہی مدینہ کی ہوا
تونے اے دیدۂ دیدار طلب کیا دیکھا

اے وہ امی لقبی ہاشمی و مطلبی
خواب میں بھی ترا جی بھر کے نہ جلوہ دیکھا

ہے میرا گوہر دل طرز یتیمی پہ نثار
زینت التاج نہ تجھسا در یکتا دیکھا

بزم میثاق میں اے نور محمد سب نے
شمع کیطرح تجھے انجمن آرا دیکھا

حاجیوں نے ہمیں رستہ میں تڑپتا چھوڑا
آپکے چاہنے والونکا تماشہ دیکھا

کیوں نہ وابستۂ دامن ہوں گنہگار ترے
تجھکو کانٹوں میں شگفتہ گل رعنا دیکھا

دل میں گھر کرتی ہے مومن کے بتوں کی الفت
کیا قیامت ہے کہ کعبہ میں کلیسا دیکھا

اوسکو محشر میں کشش و پیچ نہ ہوگا ہرگز
جس نے اون پنجتن پاک کا جلوہ دیکھا

قطعہ

اے مسافر میرا دل ہے ترے قدموں پہ نثار
ہو مبارک تجھے تونے جو مدینہ دیکھا

حالِ مجمل سے تو ہوتی نہیں تسکین دلکو
اور کہدے مجھے للہ کہ کیا کیا دیکھا

بحرِ عصیاں کے طلاطم پہ نہ جا اے طوفان
ہمنے حضرت کی شفاعت کا سفینا دیکھا

باغِ عالم میں کیا نہیں ملتا
پر گلِ مصطفےٰ نہیں ملتا

دل نہ جبتک کباب ہو جلکر
عاشقی کا مزا نہیں ملتا

پھر گیا جو درِ محمدؐ سے
اوس کو پھر آسرا نہیں ملتا

حشر میں منکرِ زیارت کو
اشرف الانبیا نہیں ملتا

درد سے دل لگی نہ ہو جبتک
دل لگی کا مزا نہیں ملتا

مغفرت مفت کی نہیں واعظ
یہہ صلہ بے خطا نہیں ملتا

روز و شب ڈھونڈتے ہیں شمس و قمر
سایۂ مصطفےٰ نہیں ملتا

شمع کی طرح بزمِ عالم میں
ایک بھی دل جلا نہیں ملتا

قطعہ

قول صادق ہو جس کا اکل حلال
ایسا نور الہدا نہیں ملتا

عالمِ بے عمل سے کیا امید
اوس سے کچھ مدعا نہیں ملتا

جس کو دیکھو غرض کا پتلا ہے
آدمی بے ریا نہیں ملتا

کربلا سے کدہر گیا دیکھو
نور کا قافلہ نہیں ملتا

اوسکا کیونکر پتہ چلے طوفان
مجھکو اپنا پتہ نہیں ملتا

پھوٹا ہے تڑپ سے دلِ محرور کا چھالا
اے عشقِ نبی صلی اللہ تعالیٰ

اے بدرِ محمدؐ ہو ترا نور دوبالا
دکھلا دو یا خواب شبِ فرقت میں اجالا

اک دل پہ غمِ ہجر کے ہیں داغ ہزاروں
ہوگا نہ کسی باغ میں ایسا گلِ لالا

اے شوق تو لیکر مجھے پیدل ہی چلے چل
جاتا ہے مدینہ کو رسالے پہ رسالہ

کویل تیری اس کوک سے ہوک اوٹھتی ہے دلمیں
بیمارِ محبت کو تو لینے دے سنبھالا

کٹ جائے نہ سونے میں شبِ ہجرِ محمدؐ
عاشق کے لئے زہر ہے حلوے کا نوالا

گھیرے ہوے رہتے تھے جو یارانِ وفادار
اوس ماہ مدینہ پہ یہی رہتا تھا ہالہ

دلپر ہے میرے مہرِ نبوت کا جو نقشہ
دیدیجئے حضرت مجھے جنت کا قبالہ

اللہ کا شاہین رہا غارِ حرا میں
مکڑی کا نہ ٹوٹا کسی شہ زور سے جالا

پھر خانہ دل میں نہ خیال آئے بتوں کا
قایم کہیں ہو جائے نہ کعبہ میں شوالا

مداح تہ قبر اندھیرے میں نہ گھبرائے
ہو شمع محمدؐ تیری صورت کا اوجالا

صدقہ تیرے حسنین کی الفت کا عطا ہو
دے ساقی کوثر مجھے کوثر کا پیالا

ہم اپنی ہی کمل میں سدا مست رہینگے
طوفان مبارک ہو امیروں کو دوشالا

عاشقوں کا تو مدینہ ہی میں مسکن ہوگا
بلبلوں سے تو نہ خالی کبھی گلشن ہوگا

نیکیوں پر نہ کرے فخر سرِ حشر کوئی
مجرموں کو بھی تو اللہ کا درشن ہوگا

بھول کر بھی اوسے دیکھینگے نہ عشاقِ نبی
حور کا دلکش زہا ہی جو بن ہوگا

مسکرانے کے سوا کچھ نہ بن آئیگی اونہیں
جب یہ عاصی سرِ محشر تہ دامن ہوگا

قابلِ دید ہے اوس وقت بہارِ جنت
جلوہ گر اوسمیں جب اونکا رخِ روشن ہوگا

روضہ پاک میں رہتی ہے ہمیشہ خوشبو
غرق کس عطر میں اونکا ہمہ تن تن ہوگا

وہی جاہل ہے جو عالم ہو شریعت کے خلاف
بالیقین دین نبی کا وہی دشمن ہوگا

پہلے گر جائیگی رحمت کی اوسی پر بجلی
سب سے اونچا میرے عصیاں کا جو خرمن ہوگا

بکریوں کو بھی وہیں آپ چراتے ہونگے
جن پہاڑوں میں ببولوں کا گھنا بن ہوگا

کھیلنے میں بھی تو لڑکوں کو جھگڑنے نہ دیا
سبق آموز محمدؐ کا لڑکپن ہوگا

قدر مداح کی ممدوح کرینگے طوفان
خوب اعزاز ہمارا پس مُردن ہوگا

اک قدم بھی راہ طیبہ میں نہ چلکر رہگیا
دردِ دل اوٹھا مگر کروٹ بدلکر رہگیا

دہوم سے ماہِ مدینہ ہوگیا جب جلوہ گر
آفتاب حشر بھی سر پر سے ڈہلکر رہگیا

آپ کیا تشریف لائے جسم میں جان آگئی
قبر میں لاشہ بھی ڈوڈو گز اوچھلکر رہگیا

ساقیِ کوثر کے دہن میں بھر نہ آنسو تھم سکے
چشم تر سے چشمۂ کوثر اوبلکر رہگیا

عطر مل مل کر زیارت کے لئے سب جاچکے
میں بصد حسرت کفِ افسوس ملکر رہگیا

زیرِ دامانِ شفیع المذنبین محشر کے دن
مثل بچوں کے ہر اک عاصی مچلکر رہگیا

ہوگیا جب نعرۂ توحید کا جھنڈا بلند
دل شہنشاہوں کا ہیبت سے دہلکر رہگیا

اشک حسرت بھر میں آنکھوں سے ٹپکے دیکھئے
ہنس کا جوڑا اپنے موتی اوگلکر رہگیا

عشق کی گرمی سے ہی محرور طوفان کا کلام
جو سنا وہ شمع کی مانند جلکر رہگیا

خدا جانے بدوں کا مرتبہ محشر میں کیا ہوگا
جب اونکو مصطفےٰ کے ساتھ دیدارِ خدا ہوگا

سرِ محشر عجب دلکش جمالِ مصطفےٰ ہوگا
خدا بھی اونکی محبوبی ادا کو دیکھتا ہوگا

نہیں معلوم کیا شوقِ زیارت رنگ لائیگا
دلِ بیتاب کا طیبہ میں جاکر حال کیا ہوگا

عجب ہے فرش حسرت عرشیوں کا دل تڑپتا ہے
وہ محبوبِ خدا کے بیٹھنے کا بوریا ہوگا

دیارِ مصطفےٰ اک کس روز آئیگا نظر ہمکو
جنابِ قافلہ سالار کب وعدہ وفا ہوگا

ہوا ہے بند گر توبہ کا دروازہ گنہگارو
چلو جلدی شفیع المذنبین کا در کھلا ہوگا

شکایت وہ کبھی کرتے نہیں اپنے غلاموں کی
مدینہ میں اگر حاضر ہونیکا گلا ہوگا

تعجب کیا اندھیرا قبر کا کافور ہوجائے
یہی عشقِ محمد ایکدن بدر الدجیٰ ہوگا

نہ ڈوبی نام سے جسکے جنابِ نوح کی کشتی
وہی اللہ کا پیارا ہمارا ناخدا ہوگا

مدینہ میں وہی ہے نامہ برائے قافلہ والو
کسی کوچہ میں جو ہر دم تڑپتا لوٹتا ہوگا

یقین ہے جوش میں آجائیگا دریائے رحمت بھی
میرے رونے سے طوفان حشر میں طوفان بپا ہوگا

دل میں خیال احمد مختار ہی رہا
بلبل کے خواب میں گل گلزار ہی رہا

سوتا جو یہ تو خواب میں آتے وہ لا کلام
دشمن میرا یہ دیدۂ بیدار ہی رہا

رحمت کی برق خرمن عصیاں پہ گر گئی
نیکوں میں سرخرو یہ گنہگار ہی رہا

اونکے فروغ حسن کا بیشک سبب ہوں میں
حوروں کا خال رخ یہ سیہ کار ہی رہا

ختم الرسل کی جسکو زیارت نصیب ہو
بخشش کا بالیقین وہ سزاوار ہی رہا

حسن صبیح کا کوئی سودا نہو سکا
آخر میں سرو مصر کا بازار ہی رہا

جسکی شمیم خلق عظیم نبی رہی
وہ پھول سب کا طرۂ دستار ہی رہا

رونیکا وہ مزا ہے فراق رسول میں
لذت نصیب دل کو یہ آزار ہی رہا

دیدار کی خوشی سے تڑپ دل کی اڑ گئی
اچھا بھی ہو گیا تو میں بیمار ہی رہا

جب مغفرت نے دیکھ لی ذلت گناہ کی
مغفور روز حشر گنہگار ہی رہا

طوفان یقین نہیں ہے تو حسان سے پوچھ لے
مداح اون کا لایق دربار ہی رہا

ہوتا نہ اگر وعدۂ دیدار تمہارا
زندہ کبھی رہتا نہ طلبگار تمہارا

لو جلد خبر اوس کی مسیحائے مدینہ
مہمان کوئی دم کا ہے بیمار تمہارا

جبریل امین کہتے تھے ہر دم شب معراج
ہے شوق سے اللہ طلبگار تمہارا

طوبیٰ سے نہ مطلب نہ غرض ظل ہما سے
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

آنکھوں میں حرام ہو گیا اوس کے لیے سونا
دم بھرتا ہے جو طالب دیدار تمہارا

گرتا نہیں مستانہ صہبائے شریعت
بیہوش نہو گا کبھی ہوشیار تمہارا

کیونکر نہو وہ اپنے نصیبے کا سکندر
مل جائے وسیلہ جسے سرکار تمہارا

جنت میں بھی جاؤنگا تو دیکھونگا تمہیں کو
حوروں میں نہ اوجھیگا گرفتار تمہارا

اے شافع محشر نظر لطف ادہر بھی
منہ تکتے ہیں رو رو کے گنہگار تمہارا

اللہ کی رحمت کو تو سبقت ہی غضب پر
انکار یہ غالب ہوا اقرار تمہارا

طوفان کو کسی طرح مدینہ میں بُلالو
بلبل سے نہ خالی رہے گلزار تمہارا

یقیناً اوسنے اپنے طالع بیدار کو دیکھا
کہ جسنے خوابگاہِ سید ابرار کو دیکھا

ملے خرقہ نہ کیونکر دوربین چشم اویسی تھی
کسی نے بھی نہ ایسا احمدِ مختار کو دیکھا

شہادت کی تمنا میں غلامانِ محمدؐ نے
برنگِ حور ہر اک جنگ میں تلوار کو دیکھا

سرِ محشر خوشی سے سرخرو نادار ہی نکلے
فقیروں نے نبیؐ کے زرد رو. زردار کو دیکھا

حفاظت کی خدا نے آپکی مکڑی کے جالے سے
کسی نے بھی نہ پھر کوہِ حرا کے غار کو دیکھا

نیا یا حضرتِ جبریل نے بھی ہاشمی گل سا
بہت پھر پھر کے جنت میں گلِ گلزار کو دیکھا

نگاہِ مغفرت نے پہلے ہی میدان محشر میں
کروروں عاصیوں میں طالبِ دیدار کو دیکھا

سبب کیا ہے مسیحائے مدینہ آپ نے اب تک
سرِ بستر تڑپتا ہی دلِ بیمار کو دیکھا

ہمارے سامنے یوں زہد پر نازاں ہو زاہد
شفیع المذنبین کے بھی کبھی دربار کو دیکھا

بھلا کیا اوسکو ہو ظلِ ہما کی آرزو جسنے
محمد مصطفےٰ کے سایہ دیوار کو دیکھا

خدا کی یاد میں کیوں شرک سے رشتہ رکھا طوفان
تیری تسبیح میں بھی رشتۂ زُنار کو دیکھا

جلوہ ہے دو جہاں میں سراج المنیر کا
روشن اسی چراغ سے ہے گھر فقیر کا

شعلہ بلند ہے کرۂ نار کیطرف
کیونکر نہ آگ میں ہو ٹھکانا شریر کا

سونا حرام ہوگیا مخمل پہ آپ کو
کمخواب ہی سے بڑھ گیا رتبہ حصیر کا

مشرق میں گر پکاروں تو مغرب سے لے خبر
ہے غوث پاک نام مرے دستگیر کا

کیوں مہر و ماہ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں صبح و شام
ملتا نہیں پتہ کہیں روشن ضمیر کا

محفل میں جسکی ذکر حبیب خدا نہو
اللہ در دکھائے نہ ایسے امیر کا

جسکی زبان کو بھوک کی لذت نہو نصیب
پائے نہ وہ مزا کبھی نان شعیر کا

کس شان کی تھی حیدرؓ کرار کی نماز
کھٹکا رہا نہ شیر کے پہلو میں تیر کا

یاد خدا میں ملتی ہے لذت درود سے
دراصل لطف خاص شکر سے ہے شیر کا

مداح مصطفےٰ کا ٹھکانا نہ پوچھئے
طیبہ کی وادیوں میں ہے تکیہ فقیر کا

طوفاں کے دل میں نعت محمد کا ذوق ہے
مداح خاص ہے وہ خدا کے وزیر کا

ذکر میلاد النبی زیب دہن ہوتا رہا
مجھ پہ پروانہ چراغ انجمن ہوتا رہا

دولہنوں کے تھا مقدر میں پسینہ آپ کا
جسکی خوشبو سے معطر تن بدن ہوتا رہا

اللہ اللہ وہ جوان ہاشمی کی سادگی
جسپہ قربان سرکشوں کا بانکپن ہوتا رہا

قبر میں بھی چشم تر نے آبرو رکھ لی مری
آنسوؤں سے تر ہر اک تار کفن ہوتا رہا

گنبد خضرا نے دکھلایا جو اپنا سبز رنگ
رونق جنت مدینہ کا چمن ہوتا رہا

جذب کامل ہے تو دوری مانع الفت نہیں
دل جلے کو ہی عنایت پیرہن ہوتا رہا

رہ گئے اپنا سا منہ لیکر عرب کے بت تراش
منچلوں میں ذکر زور بت شکن ہوتا رہا

بالیقین ہوگا وہی اسلام کا سینہ سپر
جو فدائے چار یار و پنجتن ہوتا رہا

دل میں دم کے ساتھ رہتا ہی مدینہ کا خیال
شہر طیبہ ہی مرا اصلی وطن ہوتا رہا

دیکھنے پایا نہ جی بھر کے دیار مصطفےٰ
دشمن جان چشم کا دیوانہ پن ہوتا رہا

مصریوں کے ہوگئے لب بند سنکر نعت پاک
کسقدر طوفاں مرا شیریں سخن ہوتا رہا

پڑھتا ہوا قرآن جب امی لقبی آیا
مغرور قبیلوں کے ایمان میں جی آیا

خود مہر نبوت ہی کہتے تھے یہ امت سے
جنّت کی سند لیکر یہ پاک نبی آیا

قدموں پہ لگے گرنے سب پاک حسب والے
پیغمبر برحق جب عالی نسبی آیا

سلمان کے ایمان کی تھی قدر محمدؐ کو
سادات کے زمرے میں بیکس عجمی آیا

دل ہو گیا آئینہ دیدار محمدؐ سے
دربار رسالت میں جدم حلبی آیا

وہ ذہن رسا پایا قرآن کا ہوا حافظ
مکتب میں محمدؐ کے جو شخص غبی آیا

کلمہ جو پڑھے کنکر بو جہل یہ کہتا تھا
ہاشم کے گھرانے میں کیا بوالعجبی آیا

امی کی فصاحت پر دی جان فصیحوں نے
باتوں سے محمدؐ کی علم عربی آیا

آوارہ و سرگرداں پھرتا ہی رہا طوفان
کمبخت مدینہ کو جا کر نہ کبھی آیا

ٹھمری نما

مورے رہبر یا مورے فیض پیا رکھ لاج تو ہمری صابریا
تورے یاد میں جھپکی آنکھ موری سپنے میں تو آجا سانوریا

جیا ترپت ہے پیا رات دن توری پیت کی ہے سین میں اگن
ہے ہوک اٹھت کویل جو کبھی کو کو کی بجاوت بانسریا

پٹ راز خفی کے کھول دیو منصور انا الحق بول دیو
مدہوا مین نک سب گھول دیو کیوں ٹوٹ گیا کاسہ بھریا

ملکر نہ پیا اجمیر گیو کیوں ہم سے سدا اکھ پھیر گیو
سدھ بدھ نہیں تن کی مورے سجن تورے دھن ہی میں ہو گئی باؤریا

منصور کا گھور رپاٹ دیو تن من سدھ بدھ سب چھانٹ دیو

سولی پہ چڑھا سرکاٹ دیو اک آن ہیں بانکا ترو ریا
ہر رنگ ہیں ہم بے رنگ رہے ہم آپ ہی اپنے سنگ رہے
آئینہ صفت ہم ونگ رہے کس رنگ ہیں رنگدی گو وریا
ہیں تو کا وہ سب جنجال مٹا کہنے کا وہ قیل و قال ہٹا
ہے حال یہی سب حال مٹا قطرہ کو ملا طوفان دریا

سلام

کربلا میں لٹ گیا جب قافلہ شبیر کا
کس نگاہ یاس سے تکتے تھے منہ ہمشیر کا

حرملا معصوم کے نزدیک کیا آتا مگر
تیر ہمدم تھا گلوی اصغر بے شیر کا

پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے قید میں عابد کبھی
طوق گردن میں سرا تھا ہاتھ بھر زنجیر کا

ہائے وہ بھی ہو گیا سنگ ستم سے چور چور
تھا جو آئینہ رسول اللہ کی تصویر کا

شاہ کو تنہا و بیکس دیکھکر کہتا تھا شمر
خوب موقع ہاتھ آیا منصب و جاگیر کا

ذکر شاہ کربلا ہے باغ ایمان کی بہار
ہے یہی باقی نشان اسلام کی توقیر کا

کربلا میں گھر گئے تیروں کی بارش میں حسینؑ
بنگیا ماہ محرم بھی مہینا تیر کا

زیر خنجر بھی نہ بھولا ذکر حق شبیر نے
خیمۂ اطہر میں غل تھا نعرۂ تکبیر کا

مال و زر کے دھن میں سب قاتل بنے سادات کے
تھا بہتر تن پہ رخ ہر خنجر و شمشیر کا

درہم داغ غم شبیر دیکر حشر میں
ساقی کوثر سے میں لونگا پیالہ شیر کا

پنجتن کے نام کا طوفان وظیفہ پڑھ مدام
اس سے بہتر ہو نہیں سکتا عمل تسخیر کا

ردیف (ب)

دیکھ آتا ہے ابھی دیدۂ بیدار جواب — نامۂ درد کا دیں گے میرے سرکار جواب
ایک دن شربتِ دیدار پلا دینگے تجھے — آج طیبہ سے یہی آیا ہے بیمار جواب
جھک کے تسلیم بجا لانا ادب سے قاصد — میرے نامہ کا جو دیں احمدِ مختار جواب
مجھ گنہگار پہ کیا رحم و کرم ہے اونکا — میں جو اکبار لکھوں دیتے ہیں سو بار جواب
قبر میں آپ جو تشریف نہ لائینگے حضور — کیا نکیرین کو دے گا یہ گنہگار جواب
ہاں شفاعت میری مخصوص ہے مجرم کیلئے — کیا پیارا ہے محمد کا یہ دلدار جواب
باغ عالم میں تو دیکھے ہیں ہزاروں گلشن — پر نہ پایا کہیں تیرا گلِ رخسار جواب
درد دل کا میرے کٹھکا جو وہ پا جاتے ہیں — دیتے ہیں تارِ نفس سے میرے سرکار جواب
کس لئے اصغرِ بے شیر کو مارا تو نے — اس خطا کا کوئی رکھتا ہے خطا وار جواب

لاکھ دریائے عدن جوش میں آئے طوفان
میرے آنسو کا نہو گا دُرِ شہوار جواب

ہم سے جدا ہیں احمدِ مختار یا نصیب — کبتک رہیگا ہجر کا آزار یا نصیب
دوکانِ معصیت پہ تو آتا نہیں کوئی — پھرتے ہیں منہ پھرائے خریدار یا نصیب
زاہد بھی تو شانِ شفاعت کو دیکھ لیں — گذریں ادھر سے احمدِ مختار یا نصیب
رحمت ادھر نہ آئے تو کچھ اس کا غم نہیں — مجرم کو بھول جائیں نہ سرکار یا نصیب
میں جیتے جی تو دید سے محروم ہی رہا — ہو جائے قبر میں کہیں دیدار یا نصیب
کبتک کھلی رہیگی تو اے چشمِ انتظار — ہے آج بند روزنِ دیوار یا نصیب
نیکوں کا قافلہ تو مدینہ کو جا چکا — کبتک نہ جائیگا یہ گنہگار یا نصیب

دیکھوں دیارِ پاک میں کب ہو مرا قیام — کبتک پھروں میں صورتِ پرکار یا نصیب
کسطرح دوں میں پرسشِ اعمال کا جواب — کھل جائیگا بھرم سرِ دربار یا نصیب
شہرِ رسول پاک میں ہمدم بہم نکل گئے — بے زر تو رہ گیا گئے زردار یا نصیب

طوفان وہ جانتے نہیں الفتِ رسول کی
رونے پہ میرے ہنستے ہیں اغیار یا نصیب

تجھکو جو عشقِ گل کا ہے آزار عندلیب — میں ہجرِ مصطفےٰ سے ہوں بیمار عندلیب
کس گل کے رنگ و بو نے تجھے مست کر دیا — کیوں بند ہو گئی تیری منقار عندلیب
حوریں انہیں کا ہار بنائینگی ایکدن — آنسو نہیں یہ ہیں درِ شہوار عندلیب
نسبت نہ اپنے پھول کو دے میرے پھول سے — وہ دل فریب ہے تو یہ دلدار عندلیب
ظاہر ہے تیرے عشق سے سنتِ رسول کی — گل ہے پسندِ خاطرِ سرکار عندلیب
فرمائینگے قبول حبیبِ خدا ضرور — دے نذر پھول ہی سرِ دربار عندلیب
قمری کے ساتھ تو بھی چمن میں درود پڑھ — آئیں ادھر جو احمدِ مختار عندلیب
تربت پہ جاکے پھولوں کی چادر چڑھا تو دے — برباد ہو نہ پھر ترا گلزار عندلیب
کوئل رلاتی ہے مجھے ہجرِ رسول میں — دل پھونک دیتی ہے تری چہکار عندلیب
چل میرے ساتھ تو بھی دیارِ حبیب میں — کیوں گل کی ہو گئی تو گرفتار عندلیب

طوفان مجھے نہیں کسی زاغ زغن سے کام
ہجرِ نبی میں ہے مری غمخوار عندلیب

شیخ الحرم کے خواب میں فرمائیے حبیب — مجھکو دیارِ پاک میں بلوائیے حبیب
میں گھِر گیا ہوں رنج و الم میں بری طرح — صورت نجات کی کوئی بتلائیے حبیب
بطحا کی وادیوں میں تمہیں ڈھونڈتا ہوں میں — مجھکو کسی لباس میں مل جائیے حبیب
میں ہوں گناہگار حبیبِ خدا ہو تم — کچھ میرے حق میں آپ ہی فرمائیے حبیب

ہوتی ہے دل پہ سخت مصیبت فراق کی
شیدائیوں کو اپنے نہ تڑپائیے حبیب

آنکھوں کا نور آئینہ خانہ ہے آپ کا
جب چاہیں آپ اس میں چلے آئیے حبیب

رہتی ہیں میرے دل میں ہزاروں ہی صورتیں
کعبہ سے ان بتوں کو نکلوائیے حبیب

ہم عاصیوں سے حشر میں نیکوں کو عار ہے
شانِ سفارشی انہیں دکھلائیے حبیب

ہاں آپ کو تو مہر نبوت ہی ملگئی
فردوس کی سند ہمیں دلوائیے حبیب

جبریل کہتے تھے شب اسرا میں باادب
رخ سے ذرا نقاب تو سرکائیے حبیب

طوفان ترستا رہتا ہے دیدار کیلئے
یوں دردمند کو تو نہ تڑپائیے حبیب

ردیف (پ)

خواب میں سید کونین ذرا آئیے آپ
کچھ تو مجھکو لب جاں بخش سے فرمائیے آپ

یا نبی خلد میں جانے نہیں دیتا رضوان
قفل بابِ درِ فردوس تو کھلوائیے آپ

دل بھی گھر آپ کا آنکھوں میں بھی ہے آپکا نور
آپ کے ہم ہیں تو آنے میں نہ شرمائیے آپ

ہجر میں دیدۂ نادیدہ کھلا رہتا ہے
شکل اس دیدۂ بیدار کو دکھلائیے آپ

حق نے فرمایا دمِ نزع کہ ای میرے حبیب
آئیے امت عاصی کا نہ غم کھائیے آپ

پردۂ غیب سے معراج میں آتی تھی ندا
مع نعلین مبارک کے چلے آئیے آپ

رحمتِ عام ہے اللہ کی اے حضرتِ دل
خوف عصیاں سے نہ ایسا کبھی گھبرائیے آپ

ضعف کہتا ہے کہ کسطرح مدینہ جائیں
شوق کہتا ہے کہ مر مر کے چلے جائیے آپ

حشر کا روز ہے جی بھر کے تو دیکھوں حضرت
رخ سے اب بردیمانی کو تو سرکائیے آپ

آپ کی نعت ہے بھاری کہ گناہوں کے پہاڑ
میرے اعمال کو میزان میں تو تلوائیے آپ

مرضِ ہجر کا ہے حضرت **طوفان** یہ علاج
کسی صورت سے مدینہ کی ہوا کھائیے آپ

خواب ہے کب یا نبی بیدار ہو جائینگے آپ
طالبِ دیدار کو کب شکل دکھلائینگے آپ

اُس لبِ جاں بخش کی جنبش کو تکتی ہے نظر
کچھ تو الفاظِ تسلی بخش فرمائینگے آپ

رحمت اللعالمین کہتا ہے رب قرآن میں
اس لئے سارے گنہگاروں کو بخشائینگے آپ

آپ کیا آئیں پر آتا ہے خیال اک آپ کا
کیا اسی صورت سے دل کو میرے بہلائینگے آپ

آپ سے اپنی خطائیں ہم چھپا سکتے نہیں
پر اسی کا خوف ہے سُن سُن کے شرمائینگے آپ

آپ کی شانِ شفاعت کا تقاضا ہے یہی
پیشِ رب ہمکو بھی اپنے ساتھ لیجائینگے آپ

آپکی دریا دلی سے منفعل ہوں تشنہ لب
آبِ کوثر سے گنہگاروں کو نہلائینگے آپ

لاکھ ہو بازارِ محشر میں کروروں کا ہجوم
شربتِ دیدار کے طالب کو ترسائینگے آپ

ایک دن شوقِ زیارت خود تمہیں لیجائیگا
حضرت **طوفان** مدینہ کی ہوا کھائینگے آپ

فرقت میں یا نبی دلِ بیمار کی تڑپ
جیسے قفس میں مرغِ گرفتار کی تڑپ

امت کا غم پھر اس پہ وہ شدت بخار کی
رحمت بنی تھی احمدِ مختار کی تڑپ

حضرت کو دیکھنے کی مدینہ میں دھوم تھی
تھی خوش نصیب یار و انصار کی تڑپ

آتی ہے مغفرت بھی تڑپ کر خوشی کے ساتھ
کچھ کم نہیں ہے قلبِ گنہگار کی تڑپ

چھپتا نہیں کبھی دلِ صابر کا اضطراب
امواج میں ہے قلزمِ زخار کی تڑپ

صبر و سکون زہر ہے بزمِ سماع میں
محفل کو گرم کرتی ہے دو چار کی تڑپ

جن کو مذاقِ عشقِ محمد نصیب ہے
تڑپائیگی اُنہیں مرے اشعار کی تڑپ

بستر پہ لوٹتا ہے فراقِ رسول میں
کیا پوچھتے ہو طالبِ دیدار کی تڑپ

بازارِ حشر میں وہ شفاعت کی دھوم دھام
پردے ہیں اور وہ رحمتِ غفار کی تڑپ

شمس الضحیٰ کے ہاتھ میں مثلِ ہلال تھی
تجلی تھی جنگِ بدر میں تلوار کی تڑپ

رسوا کریگی اور وہ بازارِ حشر میں
طوفان کی معصیت کو خریدار کی تڑپ

ردیف (ت)

یاد آتی ہے مجھے شکل تمہاری دن رات
یا نبی دلپہ ہوئے ہجر میں بھاری دن رات

تنِ لاغر میرا رونے سے نہ بہہ جائے حضور
ندیاں رہتی ہیں آنکھوں سے تو جاری دن رات

گلِ گلزارِ مدینہ کی نہ لائی خوشبو
جا کے آتی رہی گو بادِ بہاری دن رات

ہائے کیوں دردِ جگر ساتھ لگا رہتا ہے
تاک میں رہتا ہے یہ میر شکاری دن رات

خواب میں بھی نہیں آتے نہ بلاتے مجھکو
کیوں نہ ہر وقت کروں گریہ و زاری دن رات

یا نبی آپکا بیمار نہ ہوگا اچھا
آئے گو حضرتِ عیسیٰ کی سواری دن رات

کربلا میں ہوئے بیجرم جو سادات شہید
چلتی ہے دلپہ مرے غم کی کٹاری دن رات

دیکھنے کو تنِ خاکی ہے دکن میں طوفان
جان رہتی ہے مدینہ میں ہماری دن رات

یا نبی بیٹھ گئی دل میں تمہاری الفت
ایسی دیکھی نہ جہاں میں کوئی پیاری الفت

روزِ میثاق سے ہیں آپ ہی الفت کے دھنی
آپ کی شکل پہ مائل ہوئی ساری الفت

یہ تو دل کی نہ خطا ہے نہ تو آنکھوں کا قصور
اصل میں ہے سبب گریہ و زاری الفت

ہجر میں چین کہاں آپکے بیماروں کو
مارتی رہتی ہے دلپہ ہی کٹاری الفت

جبکہ ہم اون کیلئے شام سحر روتے ہیں
کیوں نہ ہو خواجہ عالم کو ہماری الفت

سات پردوں میں چھپایا بھی مگر چھپ نہ سکی
اشک بن بن کے ہوئی آنکھوں سے جاری الفت

جرم طوفان کے جو میزان عدالت میں تلے
وہ سبک ہو گئے اور ہو گئی بھاری الفت

ذہنِ نقاشِ ازل میں جو سمائی صورت
اپنے ہاتوں سے محمدؐ کی بنائی صورت

تین سو ساٹھ صنم پائے مبارک پہ گرے
جبکہ کعبہ میں محمدؐ نے دکھائی صورت

شیفتہ ہو گیا خود کھینچکے نقاشِ ازل
یا نبی آپ نے کس حسن کی پائی صورت

اللہ اللہ میرے سرکار کی کیا صورت ہے
پہلے قرآن سے ملے ہیں یہ آئی صورت

آپ کرتے تھے لڑکپن سے خدا کی باتیں
دیکھتی رہ گئی پھر ساری خدائی صورت

ہمنے حضرت کو تو آنکھوں سے نہ دیکھا لیکن
حلیہ پڑھ پڑھ کے تصور میں جمائی صورت

آئینہ خانۂ عالم میں جو دیکھا طوفان
مجھکو اللہ کے محبوب کی بھائی صورت

نگاہِ شوق سے کیونکر نہ دیکھوں ماہ کی صورت
کہ اس نے بھی تو دیکھی ہے رسول اللہ کی صورت

ہوا ٹکڑے قمر جسوقت انگشت مبارک سے
نکل آئی ذری سی فرقۂ گمراہ کی صورت

تمنا ہے کہ شیدا ہو کے رسول اللہ کو دیکھوں
خدا دکھلائے ایسے بندۂ درگاہ کی صورت

مقدر عاصیوں کے حق میں دیدارِ محمدؐ ہے
فقیروں کی نظر میں کھپ گئی ہے شاہ کی صورت

قدِ بے سایۂ احمد ہے مملو پاک سیرت سے
اسی پردے سے روشن ہو گئی اللہ کی صورت

جو مومن ہے اوسی کو مکر سے ہر وقت نفرت ہے
سمائے شیر کی آنکھوں میں کیا روباہ کی صورت

چمن میں خوبیٔ گل رنگ و خوشبو سے ہویدا ہے
ہزاروں میں نہیں چھپتی کبھی ذیجاہ کی صورت

کہیں کیا ہم سلف کے روزہ دار و متقی اولی العزمی
پہاڑوں پر بھی وہ قابض ہوئے تھے کاہ کی صورت

وہ سیرت ہے مرے سرکار عثمانِ علیخان کی
اس آئینہ میں دیکھی شاہِ آصفجاہ کی صورت

تمیز علم ہے طوفان قربان بے تمیزی پر
نہ دیکھی بدتمیزوں نے رجال اللہ کی صورت

حسب الارشاد مفخر نظام کلام الملوک ملوک الکلام سلطان العلوم متوج تاج شاہان

زمن مزینہ اخبار صبح دکن

غزل مدحیہ نوشتہ شد

تو اے شاہِ دکن شیدائے نور است
سراپا ہادی و شانِ غفور است

غزل پر کیف دیدہ مست گشتم
قصور من درایندم بقصور است

ہلالِ شہرِ رجب راچو دیدم
درآغوشش عروج نو ظہور است

زلطفِ ساقیِ کوثر بنوشم
شرابِ یاد حق ہر دم طہور است

لباسِ سادہ برجسم تو اے شاہ
تہ دامن برنگِ شمع طور است

بدامِ عقل ظل اللہ بینم
کہ ضیغم مثلِ طاؤس و طیور است

بخوان انا فتحنا زود طوفان
کہ جوشِ بحرِ رحمت در وفور است

ردیف (ٹ)

باہنی برو یمانی کا اولٹ کر گھونگٹ
پوری کر دیجیے اس طالب دیدار کی ہٹ

مجھکو دربان نہ اوٹھالوں ہی پڑا رہنے دے
درِ احمر کا کسی روز تو کھلجائیگا پٹ

شب معراج میں ہوتے تھے فدا خلد کے پھول
لے لیں حوروں نے بھی زلفوں کی بلائیں چٹ پٹ

غازیوں نے کبھی میدان میں نہ ہمت ہاری
وہ پہاڑوں پہ بھی دوڑاتے تھے گھوڑے سرپٹ

بھول کر بھی نہ وہ فردوس کے در کو دیکھے
جسکو ملجائے اوس امی لقبی کی چوکھٹ

تیرے مستوں میں نہیں الفتِ اسلام کا کیف
ساقیا بادۂ ایمان کا عطا کر تلچھٹ

بحرِ رحمت کا الٰہی تو پلاوے پانی
چاہِ زمزم پہ تو بیدیں کا جما ہے جمگھٹ

ذکرِ حسنِ نمکیں کا تو نہ کر یادِ صبا
گل و بلبل کی نہ ہوجائے چمن میں کھٹ پٹ

غل مچا کر نہ جگا خواب سے اے دشمنِ دین
دیکھ بدلے نہ کہیں شیرِ حجازی کروٹ

تیری صہبائے محبت کا پیاسا ہوں میں
دے وہ خم ساقیِ کوثر کہ اوڑاؤں غٹ غٹ

ضعفِ پیری مجھے ہلنے نہیں دیتا **طوفان**
شوق کہتا ہے چلے جاؤ مدینہ جھٹ پٹ

اے مدثر کے وہی شکل دکھاوے جھٹ پٹ
رخِ پرنور سے گھونگٹ کو اوٹھاوے جھٹ پٹ

میں سکندر نہیں تو خضر نہیں اے سقا
آبِ شیریں مجھے طیبہ کا پلاوے جھٹ پٹ

لاحقِ حال ہے ضعفِ بصری سرمہ فروش
خاکِ طیبہ میری آنکھوں میں لگاوے جھٹ پٹ

میرے سر پہ بھی تو احسان رہے دربان تیرا
درِ پرنور کی زنجیر ہلا دے جھٹ پٹ

آج ہم کو وہ مفرح پہ تو پیونچے لیکن
رہنما روضۂ پرنور بتا دے جھٹ پٹ

اے مسیحا تیرے حسنِ نمکیں کا صدقہ
خواب میں شربتِ دیدار پلا دے جھٹ پٹ

دل میں ہے ساقیِ کوثر مئی الفت تیری
خاک میں شیشہ و ساغر کو ملا دے جھٹ پٹ

قاصدا جا کے مدینہ سے تو آیا لیکن
حال دربار محمد کا سنا دے جھٹ پٹ

غش پہ غش آتے ہیں بیمارِ محبت کو ترے
لخلخہ زلفِ معنبر کا سنگھا دے جھٹ پٹ

ساربان ضعف تو اوٹھنے نہیں دیتا لیکن
مجھکو وہ ہلنے مبارک پہ بٹھا دے جھٹ پٹ

حشر میں رحمتِ باری نے منادی کردی
کوئی مجرم کو ہمارے نہ سزا دے جھٹ پٹ

یا الٰہی یہی طوفان کی دعا ہے ہر دم
اپنے بگڑے ہوئے بندوں کو بنادے جھٹ پٹ

ردیف (ث)

جب زبانِ پاک سے فرمائیں پیغمبر حدیث ۔۔۔ کیوں نہ چُن چُن کر رکھوں اپنی آنکھوں پر حدیث
یہ وہ دولت ہے کہ جس کو ہو نہیں سکتا زوال ۔۔۔ درحقیقت لعل و گوہر سے بھی ہے بڑھکر حدیث
اسکے پیاسے ہیں جو عاشق ہیں رسول اللہ کے ۔۔۔ ہے گلستانِ جہاں میں چشمہ کوثر حدیث
ہر مسلمان پر رہیگا اونکا احسان صبح و شام ۔۔۔ ڈھونڈ کر برسوں میں لائے ہیں جو چل پھر کر حدیث
واجب التعظیم ارشادِ رسول اللہ ہے ۔۔۔ مرشدِ کامل سے بڑھکر ہے میری رہبر حدیث
غسل کر کے چاہیئے پڑھنا حدیثِ پاک کو ۔۔۔ ہے کلام اللہ کی تفسیر گویا ہر حدیث
اللہ اللہ کیا کلام مصطفےٰ ہے پُر اثر ۔۔۔ پانی پانی دل ہوا جاتا ہے سن سُنکر حدیث
زندگی میں جلد کر اپنے گناہوں کا علاج ۔۔۔ خوب ہے عصیاں کے پھوڑوں کیلئے نشتر حدیث

اسلئے رونا ہمیں آتا ہے طوفان دمبدم
رات بھر سوتے رہے پڑھتے رہے دن بھر حدیث

المدد اے شہِ بغداد دلاور یا غوث ۔۔۔ جانِ حسنین جگر بندِ پیمبر یا غوث
بہرِ خاتونِ قیامت و بحق حیدر ۔۔۔ مشکلیں سب مری آسان ہوں برابر یا غوث
آپ ہیں میری مدد پر تو مجھے کیا پروا ۔۔۔ دشمنِ جان ہوں اگر خویش و برادر یا غوث
نہوا چور بھی فیضانِ کرم سے محروم ۔۔۔ بنگیا قطرۂ ناچیز بھی گوہر یا غوث
آپکے روضہ سے خوشبو جو صبا لائی ہے ۔۔۔ مثلِ گل ہوتا ہے دل میرا معطر یا غوث

زندگی سایۂ طوبیٰ میں بسر ہو میری
آپ کا سبز نشان ہو مرے سر پر یا غوث

جد والا کے اشارہ سے ہوئی رجعت شمس
پھیر دو میرا بھی خورشید مقدر یا غوث

محفل وعظ میں کس شوق سے آتے ہونگے
حضرت خضر کے ہیں آپ ہی رہبر یا غوث

ڈوب جائے نہ کہیں صدمۂ طوفاں سے جہاز
جوش پر ہے مرے عصیاں کا سمندر یا غوث

لو خبر فخر رسولاں الغیاث
جا رہی ہے جسم سے جاں الغیاث

یا رسول اللہ ادھر بھی دیکھنا
جان کر ہونا نہ انجاں الغیاث

آپ کا بیمار الفت یا حبیب
اب کوئی دم کا ہے مہماں الغیاث

معصیت بیحد سے عاصی آپ کے
ہو گئے اب تو پشیماں الغیاث

آؤں کیونکر آپ کے دربار میں
روکتا ہے مجھکو درباں الغیاث

آپ کے در کی زیارت کے لئے
ٹھوکریں کھاتے ہیں سلطاں الغیاث

وہ بھی دن آئے مدینہ جائیں ہم
دیدۂ گریاں سینہ بریاں الغیاث

آپ کی زلفوں کے دھن میں یا نبیؐ
دل رہے کبتک پریشاں الغیاث

میرے رونے سے ہوئی جل تھل زمیں
اب بپا ہوتا ہے طوفاں الغیاث

ردیف (ج)

میں تو ٹوکا رہا کوئی نہ جھگڑا شب معراج
طے ہو گیا دیدار کا سودا شب معراج

اک پل کے مقابل ہیں ہاں سو سال وہاں کے
تھی مرکز پرکار کی نقطہ شب معراج

اللہ کے محبوب نے کیا خوب تماشہ
دیکھا جو نہ موسیٰ نے وہ دیکھا شبِ معراج

محبوب کا جانا ہوا بخشش کا بہانہ
تھا اوج پہ امت کا ستارہ شبِ معراج

کس شان سے وہ فرش نشین عرش پہ پہونچا
تھا نورِ مجسم وہ سراپا شبِ معراج

خوشبو کی طرح اوڑ گیا جسدم گلِ احمد
تکتا ہی رہا بلبلِ سدرہ شبِ معراج

اللہ رے پروازِ براقِ نبوی کی
بجلی کو بھی جس سے ہوا سکتا شبِ معراج

اے صلِ علیٰ شان رسولِ عربی کی
خالق کا سلام آپ کو آیا شبِ معراج

فردوس میں بھی روح بلالی نظر آئی
کیا مرتبہ خادم نے بھی پایا شبِ معراج

یکتائی کے حجرے میں کہاں دخل دوئی کا
تھا چار طرف ایک ہی جلوہ شبِ معراج

طوفاں شفاعت کی ہوا خوب چلی تھی
تھا جوش پہ رحمت کا جو دریا شبِ معراج

پوچھتے ہیں لبِ جاں بخش سے سرکار مزاج
اب تو اچھا ہوا تیرا دلِ بیمار مزاج

کیا نہ ویں گے مرے نامہ کا جواب اے قاصد
اون کا ایسا تو نہیں ہے کبھی زنہار مزاج

عزت افزائی غلاموں کی ہے منظورِ نظر
پوچھتے ہیں مرے آقا سرِ دربار مزاج

ناز برداریاں کرتے ہیں رسولِ عربی
کیا گنہگاروں نے پایا ہے خوش اطوار مزاج

ایک ہی بات میں روٹھوں کو منا لیتے ہیں
ہے لڑکپن سے محمدؐ کا ملنسار مزاج

اللہ اللہ یہ مدینہ سے خبر آئی ہے
پوچھتے رہتے ہیں ہر دم مرے سرکار مزاج

کیوں نہ **طوفاں** کو رہے ہجرِ پیمبر میں ملال
عشق سے دل جو ہے محرور تو ہے حار مزاج

جو رہے ہر وقت مضطر ایسے دل کا کیا علاج
ہو گیا ہے آپ کا بیمارِ الفت لا علاج

ہے مطب میں آپ کے آزارِ عصیاں کی دوا
اے مسیحائے مدینہ کیجئے میرا علاج

کوئی کر سکتا نہیں حضرت علاجِ دردِ دل
اے طبیبِ مہرباں ہے آپ کا اچھا علاج

خواب ہی میں شربتِ دیدار ہو جائے عطا
عاشقِ نادیدہ کا ہو جائے در پردہ علاج

دل ہی دل میں لے رہے تھے ہم تو الفت کے مزے
سوزِ پنہاں کو نہ کر دے پھر کہیں رسوا علاج

نام سُنکر ہی درِ عالی پہ آیا ہوں حضور
آپ ہی کرتے ہیں بد پرہیز کا عمداً علاج

اے صبا خاکِ مدینہ جلد لا کر دے مجھے
اس سے بڑھکر ہو نہیں سکتا ہے آنکھوں کا علاج

اے طبیبو میری بالین سے نکل جاؤ ابھی
ہے مریضِ عشق احمد کیلئے رونا علاج

رات دن طوفان درودِ پاک پڑھنا چاہیئے
دل کے دھڑکے کیلئے عمدہ یہی پایا علاج

ردیف (چ)

یا رب مری زبان ہے جبتک دہن کے بیچ
پڑھتا رہوں میں نعت ہر اک انجمن کے بیچ

جاتی تھی جان اون کی مدینہ کو ہر گھڑی
مسکن اویس کا تھا اگرچہ قرن کے بیچ

دل میں ہے الفتِ چمنستانِ مصطفےٰ
رکھنا نہ کوئی پھول ہمارے کفن کے بیچ

ہوگا چراغ دینِ محمد کبھی نہ گُل
جبتک یہ ماہ و مہر ہیں چرخِ کہن کے بیچ

بلبل خوشی سے پھول کے پڑھتی ہے جب درود
ہر شاخ جھومتی ہے شجر پر چمن کے بیچ

نعتِ محمدی سے ہے خوشبو کلام میں
نافہ زبان ہے مشک ہے گویا دہن کے بیچ

رہتا ہوں میں جنگلوں میں بھی روضہ کے آس پاس
عقلِ سلیم ہے مرے دیوانے پن کے بیچ

کیونکر ہوں غیر محفلِ میلاد میں شریک
گلشن کی قدر کیا دلِ زاغ و زغن کے بیچ

لفظوں کے گھونگٹوں میں ہے نورِ محمدی
اک تازہ تازہ جلوہ ہے میرے سخن کے بیچ

رونے میں مل ہی جاتا ہے آخر کوئی مزا
نعمت کوئی ضرور ہے رنج و محن کے بیچ

طوفان یہی دعا ہے مری حق سے صبح و شام
ہو خاتمہ محبتِ شاہِ زمن کے بیچ

حشر میں ہوگا مرے اللہ کا دیدار سچ
اور شفاعت بھی کرینگے احمدِ مختار سچ

شربتِ دیدار کا جبتک نہو ساغر عطا
ہو نہ عیسیٰ سے بھی اچھا آپ کا بیمار سچ

پھر ابلاغ رسالت وادیوں میں بھی چلے
ہر قدم پر تھے قدمبوسی کو حاضر خار سچ

خواب کو آنے نہیں دیتی نگاہِ انتظار
اسلئے ہے عاشقوں کا دیدۂ بیدار سچ

چند نیکوں سے بھلا کیا مغفرت کی دھوم ہو
حشر میں ہے عاصیوں سے گرمیٔ بازار سچ

رات دن رہتی تھی حضرت کی یتیموں پر نظر
بیکسوں کے ہیں وسیلہ سیدِ ابرار سچ

مصطفےٰ کا کیا گھرانہ تھا کہ مٹنے پر بھی سب
ہو گیا وہ جنت الفردوس کا گلزار سچ

اسم اعظم کی طرح کیونکر نہو اون کا کلام
محترز رہتے ہیں جھوٹی بات سے دیندار سچ

عاشقِ روئے محمدؐ کی یہی پہچان ہے
جس کی ہو ہر بات سچ گفتار سچ رفتار سچ

کیوں نہ بر آئے شہ عثمان کی منہ مانگی مراد
شیفتہ نور خدا کے ہیں مرے سرکار سچ

جسکو ہے طوفان آداب شریعت کا لحاظ
وہ حبیبِ پاک کا ہے لائق دربار سچ

ردیف (ح)

حضرت مجھے مدینہ بلاتے کسی طرح
ذرّہ کو آفتاب بناتے کسی طرح

ہوتا یقین کہ خواب میں آینگے وہ ضرور
آنکھوں کا ہم بھی فرش بچھاتے کسی طرح

ہوش و حواس ہائے مرے کس کام کے حضور
دیوانہ اپنا مجھکو بناتے کسی طرح

گر انفعالِ جرم سے روتے گناہگار
سینہ سے اپنے وہ بھی لگاتے کسی طرح

ہوتا جو کوئی مانعِ دیدارِ مصطفےٰ
محشر میں ہم بھی دھوم مچاتے کسی طرح

آتی شمیمِ زلفِ محمدؐ جو اسطرف
جامہ میں اپنے ہم نہ سماتے کسی طرح

محشر میں اونکے سامنے جانا ہی شرط تھا
کملی میں اپنی مجھکو چھپاتے کسی طرح

رو رو کے عرض کرتے جو ہم حالِ دردِ دل
آنکھوں سے اشک وہ بھی بہاتے کسی طرح

طوفان یہ آرزو ہے مدینہ میں جا کے ہم
حضرت کو نعت پڑھ کے سناتے کسی طرح

دکھلا دے مجھکو داورِ محشر کسی طرح
دیکھوں گا میں جمالِ پیمبر کسی طرح

یارب یہی ہے دلکی تمنا یہی مراد
دہلیز پر ہو اونکی مرا سر کسی طرح

در پر اسی امید پہ آیا ہوں یا نبی
ٹھوکر تو مار دو مرے سر پر کسی طرح

کرتا ہوں سیدوں کی خوشامد اسی لئے
راضی ہوں مجھ سے مالکِ کوثر کسی طرح

لیجا بہا کے مجھکو تو اے چشمِ اشکبار
آئے نظر مدینہ کا منظر کسی طرح

یارب ہو پھر اندھیرے میں ایمان جلوہ گر
روشن ہو پھر چراغ یہ گھر گھر کسی طرح

بلبل میری طرف سے مزارِ رسول پر
جا کر چڑھا دے پھولوں کی چادر کسی طرح

یارب یہ ہے خیال وہ آجائیں خواب میں
چمکے میرے نصیب کا اختر کسی طرح

طوفان شبِ فراق میں روتا ہوں اسلئے
آئے شمیمِ زلفِ پیمبر کسی طرح

ردیف (خ)

اوس جوانِ ہاشمی کا دیکھکر رخسارِ سرخ
باغ میں رونے لگی شبنم ہوا گلزار سرخ

پان کھا کر آگئی تھی حور جنگِ بدر میں
یا ہوئی کافر کے خون سے آپکی تلوار سرخ

یادِ لب میں رات بھر جب دل لہو رو تا رہے
یا محمد کیوں نہو پھر دیدۂ بیدار سرخ

جب عیادت کو مسیحائے مدینہ آگئے
ہو گیا مارے خوشی کے چہرۂ بیمار سرخ

زرد رو جتنے تھے عاصی سرخرو سب ہو گئے
زعفران کا کھیت اوس گل سے ہوا اکبار سرخ

عاشقِ احمد کی تربت پر چڑہانے کیلئے
پھول لائی ہے چمن سے بلبل نادار سرخ

غازیوں کے زخم گردن سے نہ بہتا تھا لہو
بلکہ تھے گلہائے جنت کے گلے میں ہار سرخ

تھی وہ جنگِ بدر میں شانِ جلالی کی شفق
ہو گیا چہرہ کے ضو سے خیمۂ زنگار سرخ

دولتِ دیدار احمد سے غنی تھے جنکے دل
اون کے قدموں پر فدا تھے درہم و دینار سرخ

حضرتِ عابد وہ خون روتے رہے چالیس سال
جس سے ہوتا تھا غلاف مرقد انوار سرخ

یا نبی خوف و رجا سے ہے یہی طوفان کا حال
زرد چہرہ ہو گیا اکبار تو سو بار سُرخ

اس مطلع میں اوس واقعہ کے طرف اشارہ ہے کہ ایک روز آنحضرت یہودی کے باغ کو مزدوری سے پانی دیرہے تھے کہ اتفاق سے ڈول کنویں میں گر گیا اور یہودی نے ناوانستگی سے آپکے رخسارۂ مبارک سے گستاخی کی بالآخر معجزہ دیکھکر معہ اہل وعیال مسلمان ہو گیا اسکی صراحت کتب میں ہی۔

نعرۂ حق سے نہ خالی رہی کفار کی چیخ
سنتے ہی بند ہوئی مجمع کفار کی چیخ

نہ ملیگا کبھی اوستاد کو تعلیم کا پھل
کب اثر کرتی ہے شاگرد کو ہر مار کی چیخ

حشر میں ساقیِ کوثر ہے شفاعت کا دہنی
سُنکے انجان نہ ہوگا کبھی میخوار کی چیخ

مرضِ ہجر سے بیتاب رہا کرتا ہے
سن مسیحائے مدینہ ترے بیمار کی چیخ

سچ ہے سچ بات ہی لگ جاتی ہے دلکو آدمی
حق سے خالی نہ تھی منصور سر دار کی چیخ

خود نمائی سے بھری ہیں تیری چیخیں واعظ
کیا ڈرائیگی کسی کو دل مردار کی چیخ

اصل میں تلخ نصیحت کا ثمر ہے میٹھا
جیسے بچوں کے لئے مادرِ غمخوار کی چیخ

پنجگانہ یہی سوتوں کو جگائیگی مدام
ہے یہ آوازِ اذاں احمدِ مختار کی چیخ

اوسکو ہی ڈھونڈتے نکلینگے رسولِ عربی
سنتے ہی عرصۂ محشر میں گنہگار کی چیخ

مست ہو جاتے ہیں فولاد کی جھنکار سے مرد
حورِ جنت کی وہ ہے چیخ کہ تلوار کی چیخ

دل میں عاشق کے وہ گھر کیوں نہ کرے اے طوفان
پھر وہ اللہ کے محبوبِ طرحدار کی چیخ

ردیف (د)

گنہگار ہوا پڑھ کے باغ باغ درود
مٹا رہا ہے گناہوں کا دل سے داغ درود

کہاں چھپیگی تو ہم عاصیوں سے اے رحمت
لگائیگا ترا ہر حال میں سراغ درود

چمن چمن ہے درود و سلام کا چرچا
حبیبِ پاک پہ پڑھتی ہیں کوہ و راغ درود

درود پڑھنے سے ہوتی ہے قلب کو تسکیں
ہوا ہے باعثِ آرام و انفراغ درود

اندھیری قبر میں گھبرا گیا جو میں طوفان
ہوا ہے جلوہ نما صورتِ چراغ درود

بڑھ کر ہے دو جہان سے بھی عز و شانِ درد
عالم ہے دل تو ذاتِ محمدؐ ہی جانِ درد

دیکھے گا لامکان کے مکیں کا جمالِ پاک
جسکو ملا ہے نصیب سے گلستانِ درد

لیکر علمِ شریعتِ عظمیٰ کا ہاتھ میں
نکلا ہے لامکاں سے تڑپ کر جوانِ درد

کبتک لئے پھرونگا دلِ بیقرار کو
جز آپ کے نہیں ہے کوئی قدردانِ درد

دیتی ہے دردِ دل کا پتہ چشم اشکبار
ہرگز ریا کو دخل نہیں درمیانِ درد

لکھتا ہوں اسلئے ورقِ گل پہ حالِ دل
ہے عندلیبِ باغ میری رازدانِ درد

کرنا ادب سے حاجیو طوفان کا حال عرض
سنتے ہیں مصطفےٰ ہی میری داستان درد

ہوش میں آ بیمار محمد
ہوتا ہے دیدار محمد

دوش پہ کملی کالی کالی
نور کی وہ دستار محمد

پھول کھلے گلشن میں ہزاروں
دیکھتے ہی رخسار محمد

رحمت نے عصیاں کو خریدا
کھل گیا جب بازار محمد

پڑھنے لگے کفار بھی کلمہ
سن سن کر گفتار محمد

محفل ہے میلاد نبی کی
یا کہ یہ ہے دربار محمد

چل دے مدینہ بلبلِ نالاں
پھولا ہے گلزار محمد

ہے یہ فریضہ بھیج عریضہ
راحم ہے سرکار محمد

قصر شہنشاہوں کو مبارک
بس ہے مجھے دیوار محمد

آساں ہوگا پل سے گذرنا
سیکھ تو لے رفتار محمد

گنبدِ خضرا کو نظر آیا
صلِ علےٰ آثار محمد

شانِ بلالی سب سے عالی
واہ رے خدمتگار محمد

کچھ تو کہو کیا ہوگیا طوفان
ہوش میں آ بیمار محمد

بسم اللہ قرآں ہے ابروئے محمد
اے صلِ علےٰ خال و خطِ روئے محمد

ہم صورتِ قوسین دو ابروئے محمد
دن میں شبِ معراج ہے گیسوئے محمد

لیجائے آہی ہے حنا لدکا مقدر
پلکوں سے اوٹھا لوں جو ملے موئے محمد

یکتا گل توحید ہے ہاشم کے چمن میں
رہتی ہے اسی پھول میں خوشبوئے محمدؐ

ہڈی کو ہما کی نہ کبھی پھول کے سونگھے
فاقوں میں بھی صابر ہے سگ کوئے محمدؐ

لاتا نہ ابو جہل کبھی ہاتھ میں کنکر
گر جانتا ہر شئے پہ ہے قابوئے محمدؐ

وہ معرکۂ بدر میں شمشیر ہلالی
وہ پنجۂ پُرزور وہ بازوئے محمدؐ

کیوں گرم نہو حشر میں بازار شفاعت
ہے رحمت باری کی نظر سوئے محمدؐ

اعمال جو دن بھر کے ہیں سب تولے شب کو
دراصل ہے خود ہوش ترازوئے محمدؐ

یعطیک فترضی کی ہے قرآں میں بشارت
حقا کہ خدا خود ہی رضا جوئے محمدؐ

مومن کی نہ تکلیف کا دیکھے وہ تماشہ
جس دل میں ہو (طوفان) رخِ خوئے محمدؐ

ردیف (ڈ)

ہے دل کو میرے احمد مختار پر گھمنڈ
کیونکر نہ ہو غلام کو سرکار پر گھمنڈ

واعظ مجھے تو اونکی شفاعت پہ ناز ہے
تجھکو ہے اپنے جبہ و دستار پر گھمنڈ

تھا غازیوں کو ابروے خمدار کا خیال
ہو کیوں نہ اونکو جنگ میں تلوار پر گھمنڈ

ہے دل میں میرے الفت نور محمدیؐ
تو اے جحیم کر نہ کبھی نار پر گھمنڈ

کرتا ہے اب تو شربت دیدار سے علاج
عیسیٰ کو خود ہے صحت بیمار پر گھمنڈ

سونے کی خوبیاں ہیں کسوٹی پہ منحصر
رحمت کو اسلئے ہے سیہ کار پر گھمنڈ

ہو کیوں نہ میرے دل کو بھروسہ رسول کا
ہے جنس معصیت کے خریدار پر گھمنڈ

لیجائیگا وہ منزل فردوس تک ضرور
ہے مجھکو اپنے قافلہ سالار پر گھمنڈ

بجلی گری جو دینِ محمدؐ کی بر محل	کسرا کا رہ گیا در و دیوار پر گھمنڈ
رحمت کے فیضِ عام کو قلت سے عار ہے	یوسف کو کیوں ہو گرمیِ بازار پر گھمنڈ
پھولوں میں رنگ و بو جو حسینؑ و حسنؑ کی ہے	بلبل کو اس سبب سے ہی گلزار پر گھمنڈ

طوفان تجھے تو دینِ محمدؐ پہ ناز ہے
اس کے سوا ہے وعدۂ دیدار پر گھمنڈ

اے بےخبر نہ سایۂ خیر البشر کو ڈھونڈ	پہلے تو اپنی آنکھ سے اپنی نظر کو ڈھونڈ
صحبت نہ فاسقین کی عمدہ اثر دکھائے	حنظل کی تلخیوں میں نہ شیر و شکر کو ڈھونڈ
نورِ قمر یہ کہتا ہے چشمِ بصیر سے	مجھکو نہ دیکھ صاحبِ شق القمر کو ڈھونڈ
صحبت میں جسکی یادِ خدا مدام رہے	چل پھر کے ہر دیار میں ایسے بشر کو ڈھونڈ
احساں ہوں بجا تو عدو کی بساط کیا	قبضہ میں تیغ ہو تو نہ پھر کر سپر کو ڈھونڈ
عطرِ گلاب جامۂ ناپاک پر نہ مل	دھو کر عیوب اپنے پھر اہلِ نظر کو ڈھونڈ
روضہ کو دیکھتے ہی تو ایمان مل گیا	طیبہ کی وادیوں میں نہ لعل و گہر کو ڈھونڈ
خود موت ہی حیات ہے طیبہ کی راہ میں	مونس جو عشق ہے تو نہ اب راہبر کو ڈھونڈ
جاتی تو ہے صبا تو مدینہ میں صبح شام	مدت سے گم ہوا ہے مرے نامہ بر کو ڈھونڈ
گل ہو گیا نہ وہ ہوائے رسول میں	گلشن میں عندلیب چراغِ سحر کو ڈھونڈ

کیا خوف جبکہ شوقِ زیارت ہی ساتھ ہے
طوفان نہ خضر کو نہ کسی ہمسفر کو ڈھونڈ

ردیف (ذ)

(۱)

عجب دہانِ محمدؐ کا ہے لعاب لذیذ	نہ ایسا ہوگا کہیں شربتِ گلاب لذیذ

مزا جو اشک نکلنے سے دل کو ملتا ہے
بتا تو دے کوئی ایسا در خوش آب لذیذ

اسی مزے کیلیے کروٹیں بدلتا ہوں
فراقِ زلف سے ہی دل کو پیچ و تاب لذیذ

زبان پر وہ محمدؐ کا نام ہے میٹھا
نہ چاہوں حور سے بھی خلد میں شراب لذیذ

مزا ہے عشقِ محمدؐ کا ضعف پیری میں
نہ تھا جوانی میں ایسا کبھی شباب لذیذ

زہے نصیب کہ کہتی ہیں مجھکو دیوانہ
ملا یہی مجھے سرکار سے خطاب لذیذ

بگڑتے ہیں مرے عصیاں سے جب شہ والا
تو کرتے ہیں کرم آمیزی عتاب لذیذ

نزع کے وقت دکھا دیجئے رخِ روشن
کہ تا ہو دل کو میرے یا نبی عذاب لذیذ

بہا جو آنسو تو دل غم سے بھن گیا طوفان
اسی شراب کی خاطر ملا کباب لذیذ

قاصدا دیتا ہوں خط کا جو بنا کر تعویذ
جا مدینہ تو یہ سینہ سے لگا کر تعویذ

خط کے عنوان پہ لکھے ہیں محمدؐ کے عدد
رکھنا آنکھوں پہ یہ پلکوں سے اوٹھا کر تعویذ

مرقدِ پاک کے تعویذ کو آنکھوں سے ملے
کھدد عامل سے اسی دھن میں لکھا کر تعویذ

لائیو قافلہ والو کہ اثر ہو پورا
مرقدِ پاک کے پھولوں میں بسا کر تعویذ

رزق وافر کی تمنا ہو تو پڑھ پڑھ کے درود
ڈالدو پانی میں آٹے میں ملا کر تعویذ

کیا ملا دشمنِ ایمان کو بجز حسرت کے
تربتِ عاشقِ احمد کا مٹا کر تعویذ

نسخہ لکھہ کے جو دیتے ہیں مریضوں کو طبیب
وہی طیبہ سے کوئی لائے اڑا کر تعویذ

بے ادب کو نہیں اسماء مبارک کا لحاظ
اوسکے سایہ سے کہیں رکھو بچا کر تعویذ

اسم اعظم تجھے طوفان بتا دیتے ہیں
رات دن نام محمدؐ کا لکھا کر تعویذ

ردیف (ر)

ہو درود اوس سید ابرار پر
نور جس کا چھا گیا ہے نار پر

بلبلانِ خلد ہوتے ہیں فدا
دمبدم اوس ہاشمی گلزار پر

وہ کبوتر کیا مدینہ جا کے آئیے
جس کے بازو میں نہوں دو چار پر

یا رسول اللہ انتظر حالنا
زندگی موقوف ہے دیدار پر

وہ نبی جو عمر بھر چلتا رہا
جنگ میں تیغِ دو دم کی دھار پر

سنگدل بھی موم ہو کر رہ گئے
آخر اون کی نرمی گفتار پر

آپ کی فرقت میں تارے رات بھر
لوٹتے ہیں دیدۂ بیدار پر

دل کا دکھڑا کیا لکھوں اے نامہ بر
خوب روشن ہے میری سرکار پر

کیا سہانے ہیں مدینہ کے مکان
ہے نظر قربان در و دیوار پر

اے مسیحائے مدینہ اک نظر
ابتو ہو جائے دلِ بیمار پر

کیا تفنگ و تیر آنکھوں میں سمائیں
دل کا جب قبضہ رہے تلوار پر

بھیجتا ہوں دل سے حضرت کو درود
دمبدم طوفان نفس کے تار پر

سرکشوں کے سر جھکے شانِ رسالت دیکھکر
سنگدل مر مر گئے مہرِ نبوت دیکھکر

باغ میں غنچے چٹکتے تھے کہ پڑھتے تھے درود
اوس جوانِ ہاشمی کی پاک صورت دیکھکر

قاصدا دربار عالی میں ہے لاکھوں کا ہجوم
حال میرا عرض کرنا وقت فرصت دیکھکر

شربتِ دیدار کا اک جام ہو جائے عطا
اے طبیبِ مہربان دلکی حرارت دیکھکر

حشر کے بازار میں پھرتے ہیں اتراتے ہوئے
عاصیانِ پر خطا شانِ شفاعت دیکھکر

عدل سے حضرت کے شرمندہ ہوا نوشیرواں
ملگیا مٹی میں حاتم بھی سخاوت دیکھکر

سیر کے قابل ہے جب ہو جائے دیدارِ خدا
کیا کریں گے زاہد و ہم باغ جنت دیکھکر

شمع روشن ہوتے ہی آتے ہیں پروانے ضرور
آ گئے صحرا نشیں نورِ شریعت دیکھکر

حشر میں پہونچا صفوں کو چیر کر حضرت کے پاس
نیک حیراں ہو گئے بد کی جسارت دیکھکر

زاہدانِ خشک سے حوروں کی آنکھیں پھر گئیں
عاصیوں پر آپ کی چشمِ عنایت دیکھکر

لاکھ پردوں سے نکل آئی تڑپ کر مغفرت
حشر میں طوفان گنہگاروں کی کثرت دیکھکر

آگیا دل مصطفےٰ کے ابروئے خمدار پر
عاشقوں کی جان ہے قربان اسی تلوار پر

دن میں سو سو بار آتے ہیں عیادت کے لئے
ہو گئے عاشق مسیحا آپ کے بیمار پر

جاؤنگا سوئے مدینہ ہی قفس کو توڑ کر
فصلِ گل میں گر نکل آئیں میرے دو چار پر

عاشقوں میں آ گئے منصور بھی اک سور تھا
سنتے ہی حکمِ شریعت چڑھ گیا وہ دار پر

زاہدانِ خشک کرتے ہیں عبادت پر گھمنڈ
ناز ہے مجھکو بھی اپنے سیدِ ابرار پر

اللہ اللہ کیا سہانی ہے مدینہ کی فضا
نور کی بارش برستی ہے در و دیوار پر

آتشِ دوزخ سے ہو ہم عاصیوں کو خوف کیا
نورِ ماہِ مصطفےٰ غالب رہیگا نار پر

ہو سیلوں کے وسیلہ ہیں محمد مصطفےٰ
حال میرے دل کا روشن ہے ہر اک اسرار پر

ہجر میں آنکھوں سے ٹوٹیگی نہ اشکوں کی جھڑی
بڑ گیا پلکوں کا پنجہ ابرِ گوہر بار پر

ہر مسلمان کو نگاہِ بد سے بچنا چاہئے
خیل کی ہر وقت رہتی ہے نظر مردار پر

ہی شریعت آپکی بیشک صراط المستقیم
جو چلا اس پر وہ خنجر کی چلیگا دھار پر

یاد فرمایا ہے طوفان کو رسول اللہ نے
یہ خبر آئی مدینہ سے نفس کے تار پر

نکل آئیگا اے دل بیکسی میں مدعا کیونکر
نگاہِ یاس دیکھیگی دیارِ مصطفےٰ کیونکر

بنایا ضعف نے تنکے کو سِل اب ہل نہیں سکتا — اوڑا لیجائیگی مجھکو مدینہ کی ہوا کیونکر
تعجب کیا نظر ہو آئینوں سے پار ہوتی ہے — نہ پوچھو آسمانوں سے گئے خیر الوریٰ کیونکر
مجسم نور ہیں جو عاشقِ نورِ محمد ہیں — جلائیگی اونہیں نارِ جہنم برملا کیونکر
فراقِ مصطفےٰ میں خود وہ آہِ سرد بھرتی ہے — بھلا نامہ میرا لیجائیگی بادِ صبا کیونکر
خطابِ رحمت اللعالمین ہے آپ کو زیبا — برنگِ نوح دیتے ظالموں کو بددعا کیونکر
خیالِ روئے انور سے میرا دل ہوگیا روشن — نکل آیا شبِ تاریک میں شمس الضحیٰ کیونکر
بھرا رہتا ہے ہر دم آپ کا دربار نیکوں سے — سنینگے دیکھنا ہم عاصیوں کی التجا کیونکر
عطا ہوگا نہ جبتک شربتِ دیدار یا حضرت — مریضِ ہجر کو فرمایئے ہوگی شفا کیونکر
شرابِ الفتِ احمد پلادے آج اے ساقی — برستی آرہی ہے وہ مدینہ سے گھٹا کیونکر

گدایانِ محمد کی غلامی شاہ کرتے ہیں
کریں طوفان پھر ہم خواہشِ ظلِ ہما کیونکر

لوٹتی ہے برق دل کی بیقراری دیکھکر — ابر بھی روتا ہے میری اشکباری دیکھکر
خلد میں روحِ خلیل اللہ پڑھتی تھی درود — آپ کی یا مصطفےٰ مہمانداری دیکھکر
عاصیوں پر بھی غضب کی آنکھ خالق کی مگر — رحم غالب ہوگیا صورت تمہاری دیکھکر
چھپاگیا سایہ سرِ محشر رسول اللہ کا — ہوگیا ظاہر پریشانی ہماری دیکھکر
پھول کر غنچے ہزاروں کہتے تھے صلِ علیٰ — باغِ جنت میں محمد کی سواری دیکھکر
نیک بھی رحمت کی نظروں میں سبک ہونے لگے — معصیت کا عاصیوں پر بوجھ بھاری دیکھکر
کردیا جاری زبانِ پاک پر اپنا کلام — آپ کی باتیں خدا نے پیاری پیاری دیکھکر
عرش تک روشن ہوا شق القمر کا معجزہ — ہوگئی فرشِ زمین مخلوق ساری دیکھکر
ہوگئے بیچین محشر میں محمد مصطفےٰ — عاصیانِ پرخطا کی آہ وزاری دیکھکر
ہائے بد پرہیز پھر بیمارِ عصیاں ہوگئے — اوس رسولِ ہاشمی کی غمگساری دیکھکر

مغفرت نازل ہوئی یٰسین پڑھنے کے لئے
نزع میں طوفان کی بیحد دم شماری دیکھکر

مُستزاد

اے مسیحائے مدینہ میرا دل ہے مضطر — دیکھئے ایک نظر
اپنے بیمارِ محبت کو لگا دو ٹھوکر — کہ پڑا ہے در پر
ہیں خطا وار سبھی آپ خطا پوش تو ہیں — معدنِ ہوش تو ہیں
چاک کر دیجئے للہ میرا دامن تر — شق ہوا جیسے قمر
آپ کے ہجر میں کب تک دلِ بیتاب رہے — مثلِ سیماب رہے
میں وہ ہوں ماہیِ بے آب پھکتا ہے جگر — منہ سے جھڑتے ہیں شرر
وہ بھی دن آئے کہ حج کر کے مدینہ پہونچوں — واں بھی بیچین رہوں
حرمِ پاک پہ سو بار لگاؤں چکر — پھر ہو دہلیز پہ سر
جاؤں کعبہ سے جو میں کوہ مفرح پہ دلا — آئے کانوں میں ندا
روضۂ پاک رسولِ مدنی را بنگر — ہو مبارک یہ سفر
یا نبی آپ کے قدموں سے بہت دور ہوں میں — سخت مجبور ہوں میں
طائرِ شوق کے بازو میں ہوں جبریل کے پر — ہو مدینہ میں گذر
شافعِ روزِ جزا مالک و مختار ہو تم — کل کی سرکار ہو تم
آپکے در پہ نہ آئیں تو بھلا جائیں کدھر — ہے کوئی اور بھی گھر
مصرعہ حضرتِ قدسی ہے بس اب وردِ زبان — ہے یہی مرا بیان
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر — بڑھ گیا ضعفِ بصر

ہے تمنا میری گلیوں میں مدینہ کی پھروں
کوئی دیوانہ سمجھکر مجھے مارے پتھر
اہلبیتِ نبوی کی بھی زیارت ہو نصیب
حالِ دل فاطمہ بی بی سے کہوں رو رو کر
تو ہے عالم کے پرندوں میں بڑا قبلہ شناس
اے کبوتر میرے نامہ سے تو انکار نہ کر
میرے آقا کے بزرگوں کا نہ لے کوئی شکار
میر عثمان علیخان یہ ہو رحمت کی نظر
کیا کہوں اسمِ مبارک کی حلاوت طوفان
کیوں نہ مداحِ محمدؐ کا رہوں شام و سحر

خوب ہو جوشِ جنوں
اوسکا احساں مرے سر
ہیں وہ روضہ کے قریب
نذر دل و دیدۂ تر
جا شہنشاہ کے پاس
ہوں تیرے نور کے پر
اوس کا مطلب ہو بر آ
اے شہِ جن و بشر
ہے یہ ایمان کی جاں
ہے یہ مرغوب بشر

آتشِ عشق میں جلنے کا اثر پیدا کر
سوزِ پروانہ کا اے مرغِ سحر پیدا کر

دل بلالِ حبشی کا سا بنالے پہلے
پھر اویسِ قرنی کا سا جگر پیدا کر

بھول کر قصرِ سلاطین کا نہ لاویں خیال
جس میں ہو ذکرِ محمدؐ وہی گھر پیدا کر

مفت ہوتا ہی نہیں عشقِ محمدؐ حاصل
دردِ دل دردِ جگر دیدۂ تر پیدا کر

خاک ہو جائے شبِ ہجر میں سونا میرا
ایسی بوٹی کوئی اے کیمیاگر پیدا کر

مال و دہن جائے و یا جان بھی جائے لیکن
کوئے احمدؐ میں کسی طرح گذر پیدا کر

ہجر کی رات تو کاٹے سے نہیں کٹتی ہے
تو ہی اے داغِ جگر نورِ سحر پیدا کر

سیرِ گلذارِ مدینہ کی ہو جب تجھکو نصیب
بلبلِ شوق تو جبریل کے پر پیدا کر

لذتِ گریہ کا طوفان تقاضا ہے یہی
قلزمِ عشق میں اشکوں کے گہر پیدا کر

ہے آنکھ میری خوابگہ عرش نشین پر
سو جان سے قربان ہوں مدینہ کی زمیں پر

مداح محمد ہوں سلیمان سخن ہوں
نام آپ کا کندہ ہے میرے دل کے نگیں پر

ہو جائیگا پل پر سے گذرنا بہت آسان
ثابت قدم ہو جائیں اگر راہ یقیں پر

قربان محمد پہ فدا ہوتے ہیں لاکھوں
مرتے ہیں غمگسار بھی حسن نمکیں پر

نعروں سے ضعیفوں کے زمیں ہل گئی ساری
کسریٰ کا محل گر گیا بتخانۂ چیں پر

پھر جاتا ہے آنکھوں میں گلستان مدینہ
عاشق کی نظر پڑتی ہے جب خلد بریں پر

طیبہ کو کبوتر تو گیا پر یہی ڈر ہے
جس پر میں ہو نامہ وہی ٹوٹے نہ کہیں پر

ہر وقت درود آپ پہ پڑھتے ہوئے رہنا
تھی فرض عبادت یہی جبریل امیں پر

سر میرا ہو اور پنجتن پاک کا در ہو
لکھا ہو یہی کاتب قدرت نے جبیں پر

توحید کی تلوار میں دم خم ہے وہ طوفان
بجلی کی طرح گرتی ہے وہ دشمن دیں پر

کیونکر نہ کروں ناز شفاعت کے دھنی پر
نازل ہوئی رحمت میری توبہ شکنی پر

عاصی کے رخ زرد سے خوش ہوتی ہے رحمت
جھکتا ہے خریدار طلائے وزنی پر

بلبل ترے سب پھول گلستاں کے سبک ہیں
طرۂ گل احمد ہے بہار چمنی پر

دھن شہر مدینہ کی لگی رہتی ہے دل کو
ہو کیوں نہ مجھے فخر غریب الوطنی پر

محشر میں گنہگار بھی دیکھیں تو عجب کیا
ہے آنکھ رسولوں کی رسول مدنی پر

الفقر کے فرمان کی کیا شان یہی ہے
ہے ناز فقیروں کو جو رنگین کفنی پر

کیا شان ہے شیدائے رسول مدنی کی
قربان ہوں نعلین اویس قرنی پر

اوس حشم و مروت پہ حیا ہوتی ہے صدقے
قربان خموشی بھی ہے غنچہ دہنی پر

عید رمضان ہوتی تھی سو شوق سے قربان
اللہ کے محبوب کی فاقہ شکنی پر

دیکھے کوئی شہباز شہادت کا نشیمن
تلوار کے سایہ میں ہے برچھی کی انی پر

فانی کو ہے ہر حال میں باقی کا سہارا
مفلس کی نظر پڑتی ہے ہر وقت غنی پر

طوفان عجب نعتِ محمدؐ میں مزا ہے
گلقند فدا ہے میری شیریں سخنی پر

پڑھے کلمہ سبک ہو کر چلے تیغوں کی دھاروں پر
غلامانِ محمدؐ ہو گئے بھاری ہزاروں پر

پہاڑوں پر بھی چڑھ کر دم لیا عاشقِ احمدؐ نے
ضعیفوں کا پڑا پنجہ ہمیشہ تاجداروں پر

سحابِ مکرمت تیرا اگر یارب برس جائے
عجب کیا گلشنِ اسلام پھر لوٹے بہاروں پر

حواسِ خمسۂ اسلام باقی پنجتن سے ہے
فدا ہوتے رہے اربعہ عناصر چار یاروں پر

رہے سالم رہِ بطحیٰ میں پائے شوق کے چھالے
یقین جنت کی کلیوں کا ہوا طیبہ کے خاروں پر

کبوتر لیگیا اس شوق سے نامہ سوئے طیبہ
تفوق لیگیا پرواز میں بجلی کے تاروں پر

میں اوس انگشت پر قربان کہ جس سے شمس ہے لرزاں
فلک پر ہو گیا شق القمر جس کے اشاروں پر

شجاعت کے دھنی ہر معرکہ میں سرخرو نکلے
مسلمان فاقہ کش پیدل ہوئے غالب سواروں پر

جو نخلِ باثمر ہو اوس پہ ہی پتھر برستے ہیں
مصیبت کیوں نہ نازل ہو بھلا ایمانداروں پر

کبھی برباد سبزہ آندھیوں سے ہو نہیں سکتا
کبھی پڑتا نہیں پنجہ غضب کا خاکساروں پر

جو قربانِ محمدؐ مصطفےٰ پر ہو گئے قربان
پڑھے کیونکر نہ طوفان فاتحہ اونکی مزاروں پر

ردیف (ڑ)

بند ہو جائیں نہ جبتک درِ توبہ کے کواڑ
کعبۂ دل سے خدارا بتِ غفلت کو اکھاڑ

دستِ وحشت تجھے لازم ہے مدینہ کا ادب
ٹکڑے دامن کے نہ کر اور نہ گریباں کو پھاڑ

موج اسلام کے دریا کی کسی سے نہ رکی
پڑ گئے سرحدِ کسریٰ کے پہاڑوں میں دراڑ

دانت سب غم سے اویس قرنی نے توڑے
نام کو بھی تو نہ رکھی دہنِ پاک میں داڑ

یہ بھی ایک فرضِ خدا کا ہے ادا کر ہر سال
نفسِ امارہ کو رمضان کے روزوں سے پچھاڑ

شرع سے باغِ حقیقت کی حفاظت ہوگی
ملحدا دیکھ رسولِ مدنی کی ہے یہ باڑ

زاہدا جھوٹ کی آندھی سے بچانا اس کو
دل میں بویا جو گیا ہے تری ایمان کا جھاڑ

دیکھتا رہتا ہوں ہر ذرہ میں اوس کا جلوہ
مثلِ موسیٰ کے نہ جاؤنگا کبھی سوئے پہاڑ

سرمگیں چشمِ محمد جو اشارہ کردے
کیا تعجب ہے کہ ہر پھر کے پھر آجائے براڑ

جھوٹ کی آئے خزاں جائے نہ ایمانکی بہار
جَنّتی ہے تو کبھی دل کے چمن کو نہ اوجاڑ

پیٹ نہ جائیگا کبھی فرشِ زمین ٹھوکر سے
چل اکڑ کر نہ کبھی تجھ سے بھی اونچے ہیں پہاڑ

روز و شب کرتا ہے **طوفان** یہی حق سے دعا
یا الٰہی کسی بندے کو بنا کر نہ بگاڑ

شجرِ عمر میں ہر وقت لگی ہے پت جھڑ
حسرتِ دید مدینے میں نہ دم جائے اوکھڑ

جان پر کھیل کے سر دے مگر ایمان کو نہ ہار
جیتنے کیلئے دنیا کی یہی ہے جو پڑ

کس طرح حق کے مقابل ہو یہ باطل کو فروغ
وہ شجر کیا ہو ہرا جس کی نہ مضبوط ہو جڑ

ضعفِ پیری میں نہو الفتِ دنیا دل میں
اے خدا آخری منزل میں نہ آئے کیچڑ

جشنِ میلادِ نبی فرشِ زمیں پر جو ہوا
عرشیوں میں بھی ہوئی خوب خوشی کی گڑبڑ

انکے گھونگٹ ہی میں رہتی ہے عروسِ توحید
ہے محمد کے فقیروں کی نرالی گودڑ

نعت لکھنی ہے تو آمد رہے آورد نہو
اے دلِ غمزدہ ہجر کوئی بات نہ گھڑ

جس درِ پاک کے جبریل امیں تھے دربان
وہ جو ملجائے کسی روز تو سر اپنا رگڑ

رعب اسلام کا چھایا وہ شہنشاہوں پر
پڑ گئی تخت نشینوں میں غضب کی گڑبڑ

دیکھ اللہ کے بندے کا یہی ہے شیوہ
کبر و کینہ حسد و بغض سے ہر وقت بگڑ

قلزم نعت پیمبر ہی کا طوفان ہوں میں
میری باتوں کو نہ سمجھے کوئی مجذوب کی بڑ

ردیف (ز)

ہے فرض پانچ وقت کی تکبیر پر نماز — کرلے کسی طرح سے ادا وقت پر نماز
روشن اسی سے ہوگیا عالم میں انکا نور — پڑھتے ہیں آسماں پہ جو شمس و قمر نماز
آتا تھا پشت پا پہ ورم تک نماز میں — پڑھتے تھے اسطرح سے وہ خیر البشر نماز
کوہ و شجر قیام میں سبزہ سجود میں — پڑھتا ہے ذرہ ذرہ بھی شام و سحر نماز
نورِ نظر نماز ہے غافل نہ رہ کبھی — دنیا میں دیں کی نعمتِ عظمیٰ ہے ہر نماز
معراج مومنین ہے ایماں کی جان ہے — کرتے نہیں ہیں ترک کسی دن بشر نماز
سجدہ جبین کا داغ ندامت نہ ہو کہیں — ہو جائے مکر سے نہ کہیں بے اثر نماز
ہوگا سوال حشر میں پہلے نماز کا — دیگا جواب کیا نہ پڑھی ہو اگر نماز

قطعہ

داڑھی منڈا کے نہ مونچھیں بڑھا کبھی — ہوگی شبیہہ غیر سے سب بے اثر نماز
خالق کو ہے پسند شباہت رسول کی — کرتی ہے فخر صورتِ اسلام پر نماز

ناداں گذر ہی جائیگی عمر رواں تری — کمبخت کیا کریگا تو پھر چھوڑ کر نماز
نوبت پھر آئیگی نہ سوال و جواب کی — ہوگی اندھیری قبر میں جب جلوہ گر نماز
تیغوں کے چھاؤں میں بھی اسے چھوڑتے نہیں — پڑھتے ہیں سختیوں میں سدا بے جگر نماز

صدقے سے اوس جناب رسول کریم کے
مونس کوئی نہوگا لحد میں مگر نماز

دونوں کو پنجگانہ ملا کر مزے اوڑا
طوفان درود شیر ہے اور ہے شکر نماز

اگرچہ حور کے دل کو ہے رخ کا خال عزیز
پر عاشقان محمدؐ کو ہے ہلال عزیز

خیال ابروے احمدؐ سے دل کو الفت ہے
کہ جیسے عید کا صائم کو ہے ہلال عزیز

کلاہِ گیسوے احمدؐ ہو جسکے سر پہ مدام
تو اوسکو جان سے بڑھکر ہے بال بال عزیز

عجب مزیکا ہے جو دل ہی دل میں رہتا ہے
حبیب پاک کا دربردہ ہے خیال عزیز

مزے فراق میں بھی وصل ہی کے آتے ہیں
ہوا ہے یاد سے محبوب کی وصال عزیز

جو مانگتا ہوں وہی دیتے ہیں حبیبِ خدا
گناہگار کا ہے آپ کو سوال عزیز

مزا وہ عشق محمدؐ سے دل کو ملتا ہے
ہزار عیش سے بڑھکر ہے یہ ملال عزیز

رہے خیال کہ سیدؐ ہیں واجب التعظیم
بہت ہے احمد مرسل کو اپنی آل عزیز

ہم اپنی حال میں ہیں مست رات دن طوفان
ہوا کرے جو ہو واعظ کو قیل و قال عزیز

بلبل کو جس طرح ہے بہار چمن پہ ناز
مجھکو بھی ہے شفاعت شاہِ زمن پہ ناز

جس میں رہا ہو خواجۂ عالم کا جسم پاک
کیونکر نہو اوس کو اوس پیرہن پہ ناز

دراصل گرد راہِ مدینہ ہے پردہ پوش
کیونکر نہ بیکسوں کو ہو ایسے کفن پہ ناز

طیبہ کی وادیوں میں اونہیں ڈھونڈتا رہوں
کرتا رہوں میں اپنے ہی دیوانہ پن پہ ناز

جبریل کو تو جھولا جھلانے پہ فخر تھا
مجھکو بھی ہے ولائے حسین و حسن پہ ناز

جاروب کش ہے روضۂ پرنور کا ضرور
ہو کیوں نہ آفتاب کو اپنی کرن پہ ناز

جس گھر میں شب کو محفل میلاد شاہ ہو
اوس گھر کے ہی چراغ کو بھی انجمن پہ ناز

اللہ کے حبیب کا روضہ ہو جس جگہہ
کیونکر نہو ہراک مدنی کو وطن پہ ناز

ہم رنگ ہے وخونِ شہیدانِ بدر سے
ہو کیوں نہ بادشاہوں کو لعلِ یمن پہ ناز

نیچی نظر پہ شرم وحیا کو ہے افتخار
زیبا ہے گر ہو کم سخنی کو دہن پہ ناز

طوفاں عجب ہے نعت رسولِ کریم کی
دل کو دہن پہ فخر زباں کو سخن پہ ناز

نورِ پاکِ پنجتن اے خواجۂ بندہ نواز
ہو نگاہِ لطف مجھ پر بھی کبھی اے شاہِ ناز

وارثِ علمِ نبی اے کاشفِ اسرارِ حق
بند کب تک چشمِ طالب پر رہیگا بابِ راز

عرض ہے اے گوہرِ تاجِ سلاطینِ دکن
آپ کی درگاہ سے رکھتا ہے عاصی بھی نیاز

خانۂ دل میں مرے کر دیجئے روشن چراغ
ہو عطا نعمت نصیر الدین کی اے شاہباز

آپ کا سایہ جو سر پر ہو تو بیڑا پار ہے
ایک ہی ٹھوکر سے لگجائے کنارہ پر جہاز

المدد اے خضرِ راہِ مصطفےٰ فریاد ہے
رہ نہ جائے دل میں میری حسرتِ ملکِ حجاز

کیا سبب ہے میری ناکامی کا کچھ کھلتا نہیں
آپ کے در پر جو آیا ہو گیا وہ سرفراز

عافیت محمود ہو ایسی دعا فرمایئے
آپ سلطانِ دکن ہیں میں بھی ہوں مثلِ ایاز

آپ چاہیں تو رسول اللہ بھی بلجائینگے
کیونکہ نانا سے بلانے کے نواسے ہیں مجاز

تھام لو کشتی مری بدلی ہے طوفاں کی ہوا
اڈالدو زلفوں کا لنگر اے شہِ گیسو دراز

ردیف (س)

جنسِ عصیاں کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس
قدر ہے اسکی مگر احمدِ مختار کے پاس

جرم کتنے ہی گراں ہوں وہ خریدینگے ضرور
ہے شفاعت کا خزانہ مرے سرکار کے پاس

نیند آنکھوں میں یہ آ آ کے خبر دیتی ہے
خواب میں آئینگے وہ طالبِ دیدار کے پاس

کس خوشامد سے عیادت کو وہ آتی ہی مگر
حور کی قدر نہیں آپ کے بیمار کے پاس

آپ کی نعت مبارک کے تصدق سے حضور
شوق سے آتی ہے رحمت بھی گنہگار کے پاس

غمِ دندانِ مبارک سے اویسِ قرنی
عمر بھر جا نہ سکے سیدِ ابرار کے پاس

قدر سونیکی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے
مغفرت اسلئے آتی ہے سیہ کار کے پاس

آپ کے طالب دیدار کو سونا ہے حرام
نیند آتی ہی نہیں دیدۂ بیدار کے پاس

اوسکے پاسنگ میں آئے نہ گناہوں کے پہاڑ
تھا اگر جنگ احد کا جو خریدار کے پاس

اسلئے چھوڑ دیا قصر شہنشاہوں نے
اون کو آرام ملا آپکی دیوار کے پاس

دردِ دل دردِ جگر دیدۂ تر آہ و فغاں
یا محمد یہی سوغات ہے نادار کے پاس

لوٹ لو راہِ مدینہ میں مرا زادِ سفر
لیچلو مجھکو مگر قافلہ سالار کے پاس

دولتِ عشقِ محمد سے غنی ہے **طوفان**
کیا غرض ہے کہ وہ جائے کسی زردار کے پاس

نامہ بر جا کے مدینہ سے نہ آیا افسوس
کیا یہی تھا مری تقدیر کا لکھا افسوس

ہائے کیوں بند ہوئی جا کے وہاں چشمِ خیال
دیکھنے پایا نہ جی بھر کے وہ روضہ افسوس

عطر مل مل کے مدینہ کو گئے ہیں لاکھوں
ہاتھ ملتی ہی رہی دل میں تمنا افسوس

جیتے جی بھی نہ ہوئی خاک مدینے کی نصیب
نہ ملا چشمِ تمنا کو وہ سرمہ افسوس

پردہ پوشی کا یہی وقت ہے ستارِ عیوب
کھلگیا حشر کے بازار میں پردہ افسوس

نہ ہوا اون سے بھی بیمار محبت کا علاج
دست بردار ہوئے حضرت عیسیٰ افسوس

خواب میں آتے تو کس شوق سے ملتا آنکھیں
ہاتھ آیا نہ کبھی اونکا کفِ پا افسوس

کم نہ تھا ہجر میں ساون کی جھڑی سے رونا
بہگیا دیدۂ بیدار سے دریا افسوس

ہائے ابتک نہ مہیا ہوا سامانِ سفر
کہیں خالی کا نہو حج کا مہینا افسوس

رونق افروز ہوں جس پر وہ رسولِ عربی
نہ ملا وادیِ بطحی میں وہ ناقہ افسوس

دل سے نکلا نہ کبھی شوقِ زیارت طوفاں
دیکھنے پایا نہ گلزار مدینہ افسوس

ردیف (ش)

جنت میں مل بھی جائیں جو مجھکو ہزار عیش
دیدارِ مصطفےٰ پہ کروں گا نثار عیش

دل میں ترے حبیبؐ کی پلکیں چبھا کریں
میرے لئے تو ہے یہی پروردگار عیش

ہر دم تڑپ رہا ہے فراقِ رسول میں
کس وقت پائیگا یہ دلِ بیقرار عیش

تکلیف تیس دن کی ہے بعد اوسکے عید ہے
کرتے رہینگے بعدِ فنا روزہ دار عیش

رو رو کے مر گئے جو فراقِ رسول میں
اونکے لئے ضرور ہے زیرِ مزار عیش

منعم تو عیش ہی میں ہمیشہ درو دڑہ
پائیگا ایک عیش کے بدلے ہزار عیش

کہاتا ہے جو فراقِ محمدؐ میں رنج و غم
رہتا ہے اوسکا خلد میں امیدوار عیش

گر خواب میں فقیر کو شاہی ملی تو کیا
کیا اعتبار ہے جو ملے مستعار عیش

پیدل دیارِ پاک میں جانیکا ہے مزا
اوس راستے کی ہے خلش نوکِ خار عیش

تکلیف کو سمجھتے ہیں سنت رسولؐ کی
کرتے نہیں پسند کبھی دیندار عیش

ہاں ہاں خیالِ ساقیِ کوثر سے مست ہوں
ہاں ہاں نصیب ہے مجھے لیل و نہار عیش

طوفاں عروسِ یادِ خدا کو بغل میں لے
ہوگا نہ اس سے بڑھ کے کوئی زینہار عیش

اے جنوں چاک ہوئی جیب و گریباں خوش باش
نظر آتا ہے مدینہ کا بیاباں خوش باش

ابر رحمت سے گری برق شفاعت اے دل
جل گیا حشر میں سب خرمنِ عصیاں خوش باش

ہی یہ حسرت کہ کہیں مجھکو مدینے والے
تو ہے اللہ کے محبوب کا مہماں خوش باش

سات پردوں میں چھپا کر نہ رکھوں تو مجرم
میری آنکھوں میں ہے تو اے جلوۂ جاناں خوش باش

اون کا مشہور ہے کونین میں وہ خلق عظیم
کبھی ہوتے نہیں وہ جانکے انجان خوش باش

اون کے دربار میں ہے قدر گنہگاروں کی
اے دل سوختہ شرمندۂ عصیاں خوش باش

واں کے ہر قطرۂ شبنم سے یہ کہتے ہیں ملک
آبروئے گہر تاجِ سلیماں خوش باش

مست ہو جاتے ہیں خوشبو سے فدایانِ حبیب
اے رسول مدنی کے چمنستان خوش باش

چشم تر آج ہی رو رو کے بہا دے دریا
ابر تر پر ہے ترا پنجۂ مژگان خوش باش

شوق کے ساتھ اوٹھا اور تڑپ کر دل سے
راہِ طیبہ کے سفر کا ہی یہ ساماں خوش باش

قاصدا اونکی عنایت کا یقیں ہو تو گیا
کرنے پای نہ کبھی منتِ درباں خوش باش

نعت احمد سے نجاتِ ابدی ہی اے دل
مشکلیں سب تری ہو جائنگی آساں خوش باش

تیرے ہی یہ ہیں محشر میں جنابِ شبیرؑ
اے دلِ غمزدہ شاہِ شہیداں خوش باش

عاشقِ زارِ شہنشاہِ دو عالم ہے یہی
یا الٰہی شہ عثمانِ علیخان خوش باش

جوش پر کیوں نہو طوفان کرم کا دریا
اوس کے محبوب کا تو بھی ہے ثنا خواں خوش باش

ردیف (ص)

نیساں کے مقابل ہیں رہے دیدۂ تر خاص
روتا ہوں تو بن جاتے ہیں اشکوں کے گہر خاص

کہتا تھا یہ خود نورِ جمالِ شہِ ابرار
دیکھو شبِ معراج میں نکلا ہے قمر خاص

یارب ترے محبوب کا جلوہ نظر آئے
آجائے کہیں نخلِ تمنا میں ثمر خاص

ہے اوسکا کرم سیدِ ابرار کی خاطر
رہتی ہے گنہگار پہ رحمت کی نظر خاص

دامن پہ ہیں دھبے جو گناہوں کے تو کیا غم
اس عیب کے دہونیکا وہ رکھتے ہیں ہنر خاص

مجھ پر نگہِ لطف و کرم ہو مرے مولا
اس تیر کا مشتاق ہے میرا ہی جگر خاص

اللہ کا گھر یہ تو وہ محبوب کا گھر ہے
کعبہ کا سفر فرض ہے طیبہ کا سفر خاص

عاشق کے عریضہ کو وہ واپس نہیں کرتے
دردِ دلِ بیتاب کا ہوتا ہے اثر خاص

فرماتے ہیں واجب ہوئی زائر کی شفاعت
دیکھی ہے احادیثِ نبیؐ میں یہ خبر خاص

اللہ کو محبوب کی امت سے ہی الفت
بخشش ہے ادہر عام شفاعت سے ادہر خاص

حضرت کی ہمیشہ سے یتیموں پہ نظر تھی
دربار محمدؐ میں ہے بیکس کا گذر خاص

توبہ کا جو در بند ہو کچھ خوف نہیں ہے
ہر وقت کھلا رہتا ہے محبوب کا در خاص

یادِ رخِ پر نورِ محمدؐ ہے عبادت
طوفان کا وظیفہ ہے یہی شام و سحر خاص

یقیناً ششجہت میں پنجتن خاص
پھر اوس میں شانِ سلطانِ زمن خاص

معزز چار یار و پنجتن خاص
یہی اللہ کے ہیں نورِ تن خاص

جہاں میں ہیں ہزاروں باغ لیکن
مہکتا ہے مدینہ کا چمن خاص

رہا فردوس کے پہولوں پہ طرہ
محمدؐ مصطفےٰ کا پاک تن خاص

قیامت تک کبھی میلا نہ ہوگا
ذرا اے مصطفےٰ کا ہے کفن خاص

اوسی کی عاقبت محمود ہوگی
جو اپنی ہو خودی کا بت شکن خاص

جہاں شمع محمدؐ جلوہ گر ہو
وہی کونین میں ہے انجمن خاص

زبان پر جس کی نعت مصطفےٰ ہو
اوسی کا ہے ہزاروں میں دہن خاص

میرا دل اوسپہ لاکھوں بار قربان
ملا ہو جس کو اون کا پیرہن خاص

مدینہ پر نہ کیوں عالم فدا ہو
وہ محبوب خدا کا ہے وطن خاص

خدا کو بھی پسند آیا ہے **طوفان**
جوانِ ہاشمی کا بانکپن خاص

جھوٹ سے کرتی ہے پرہیز زبانِ اخلاص
موم کر دیتا ہے پتھر کو بیانِ اخلاص

خودنمائی کا عدو ہے وہ ریا کا دشمن
کبھی چھپتا نہیں لاکھوں میں جوانِ اخلاص

زالِ دنیا کو تعلق ہے ریاکاروں سے
ہے خداوند جہاں مرتبہ دانِ اخلاص

نکل آتا ہے خزانہ بھی تو ویرانوں سے
بے نشانوں ہی میں رہتا ہے نشانِ اخلاص

رہ گیا تیر سخن دل میں ترازو ہو کر
کھینچی امی لقبی نے جو کمانِ اخلاص

کیوں نہ ہو کلبۂ خس پوش محمدؐ کو پسند
عرش اعظم سے بھی اعلیٰ ہے مکانِ اخلاص

ساتھ اپنے کبھی سایہ کو پھٹکنے نہ دیا
ہمہ تن جسم محمدؐ کا ہے جانِ اخلاص

بکریاں اونکی گئیں خلد کے گلزار کئیں
تھا جو مکے کے پہاڑوں میں شبانِ اخلاص

اپنے رونے پہ جو روتا ہے کہ کیوں روتا ہوں
ہے وہی سب سے جدا مرثیہ خوانِ اخلاص

کبھی فاقہ میں بھی مہمان کو بھوکا نہ رکھا
خوانِ یغما ہی رہا آپ کا خوانِ اخلاص

میر **عثمان علیخان** کا عمل کہتا ہے
دیکھ لے مجھ میں کوئی شوکت و شانِ اخلاص

کیوں نہ تاثیر ہو مخلص کی دعائیں **طوفان**
دل میں گھر کرتی ہے فریاد و فغانِ اخلاص

ردیف (ض)

مے نوش کو تو شیشہ و ساغر سے ہے غرض
مستِ ازل کو ساقی کوثر سے ہے غرض

زاہد کو حور سے ہی تو مجھکو بھی رات دن
نظارۂ جمالِ پیمبر سے ہے غرض

فردوس کی نظر میں سماتی نہیں بہار
مجھکو دیارِ پاک کے منظر سے ہے غرض

اسواسطے ہوں حضرتِ قنبر کا میں غلام
خوشنودیِ طبیعتِ حیدر سے ہے غرض

ہو جبکہ عاصیوں پہ نہیں مغفرت کی آنکھ
اوسکو جنابِ شافعِ محشر سے ہے غرض

خاکِ درِ رسول ہے صندل سے بھی مفید
اس دردِ سر کو اپنے ہی ہمسر سے ہے غرض

کس درد سے فراق میں روتا رہا ستون
کس درجہ اوسکو صاحبِ ممبر سے ہے غرض

جن گلرخوں کی دید سے شادان رسول تھے
مجھکو اونہیں کی کفشِ مطہر سے ہے غرض

کافی ہے سر پہ سایہ جنابِ رسول کا
فرزند و زن نہ خویش برادر سے ہے غرض

پہرا تھا جبریل کا جس در پہ رات دن
ہاں اس فقیر کو بھی اوسی گھر سے ہے غرض

سوئے مدینہ کیوں نہ رہے چشم اشکبار
لائیگا کیا جواب کبوتر سے ہے غرض

چہرہ سے اپنے بردِ یمانی ہٹا تو دو
مجھکو تو یا نبیؐ رخِ انور سے ہے غرض

گلدستۂ جناں کا سنگھاؤ نہ لخلخہ
مجھکو شمیمِ زلفِ پیمبر سے ہے غرض

طوفان کا دل غنی ہے درود شریف سے
اوسکو امیر سے نہ تونگر سے ہے غرض

دردِ فرقت سے بھلا کیونکر شفا پائے مریض
دیکھئے کس دن مدینہ کی ہوا کھائے مریض

اے مسیحائے مدینہ اب تو چل سکتا نہیں
آپ کا در چھوڑ کر کہئے کہاں جائے مریض

یا محمدؐ ہجر میں غم کھاتے کھاتے تھک گیا
آپ ہی فرمایئے اب کیا غذا کھائے مریض

دردِ فرقت کے سوا کوئی بھی اب ہمدم نہیں
کسطرح اپنے دلِ وحشی کو بہلائے مریض

زندگی تو منحصر ہے شربتِ دیدار پر
یا محمدؐ کیا اسی حسرت میں مر جائے مریض

کیا طبیبانِ جہاں سے ہو علاجِ دردِ دل
حضرتِ عیسیٰ بھی ہو جائینگے شیدائے مریض

جلوہ گر ہے خانۂ دل میں خیالِ مصطفےٰ
بنگیا ہے نور کا پتلہ سراپائے مریض

آتی ہیں حوران جنت بھی عیادت کیلئے
کنج تنہائی میں تا اونکا نہ گھبرائے مریض

موت آئی پر مدینہ سے نہ آیا نامہ بر
دل کی دل میں رہگئی طوفان تمنائے مریض

ردیف (ط)

یا رسول اللہ لکھے کیا آپ کا بیمار خط
روتے روتے آنسوں سے مٹگیا ہر بار خط

کیا عنایت رحمت اللعالمین کی مجھپہ ہے
ایک لکھتا ہوں تو آتے ہیں وہاں سے چار خط

سوزش پنہاں کا جس میں لکھدیا تھا ماجرا
وائے قسمت جلگیا وہ راہ میں اکبار خط

شوق سے لکھتا ہوں جب میں وہ ہے پڑھکر درود
کیوں کر پڑھتے ہیں حضرت بھی ہر بار خط

حال دل جب لکھدیا اونکو خط گلزار میں
اس لئے لیکر چلی ہے بلبل بیمار خط

جا ہی جیلہ سے دربار نبی میں قاصدا
فخر سے ہوجائیگا پھر طرۂ دستار خط

میں تو اوسکو جان سے بڑھکر سمجھتا ہون عزیز
بھیجتا ہے جب مدینہ سے کوئی زوار خط

اللہ اللہ نور کی صورت رسول اللہ کی
مرحبا وہ آپکا زیبندہ رخسار خط

ہے یقین اب تو ضرور آجائیگا خط کا جواب
میں نے اونکی چار یارونکو لکھے ہیں چار خط

کرتے ہیں وہ شفاعت اپنے ہاتوں سے ضرور
گرچہ پڑھواتے ہیں اوروں سے میری سرکار خط

دیکھے جو ہر ہیں کہ ہیں یہ شہادت کے خطوط
یوں تو دکھلاتی ہی سب کو ایک ہی تلوار خط

تیغ ابروئے محمدؐ کا ہوں کشتہ اس لئے
پڑ گیا گردن میں میری صورت پرکار خط

جسکو انکار شفاعت ہو وہ کیونکر لکھ سکے
ایسے منکر کا تو وہ لیتے نہیں زنہار خط

طائر جاں کی طرح اوڑکر مدینے کو گیا
بنگیا اک دم ہوائے شوق سے پردار خط

گرچہ ہے مہرِ خموشی پر ہمارا حالِ دل
کر ہی دیتا ہے زبانِ حال سے اظہار خط

کیوں نہ ہوتا سبطِ پیغمبر کو دعوت کا یقین
کوفیوں کے رات دن آتے تھے سو سو بار خط

دائرہ ہر عین کا طوفان ہے جسمِ انتظار
مجھ سے بڑھکر ہو گیا ہے طالبِ دیدار خط

رسول اللہ کو جس دم لکھا خط
پرِ جبریل بنکر اوڑ گیا خط

نہ لیجائے اگر تو قاصدا خط
اوڑا لیگی مدینہ کی ہوا خط

ہما اب کیا مدینہ جائیگا تو
کبوتر آکے میرا لیگیا خط

شفیع المذنبین جس پر لکھا ہو
وہی لیتے ہیں محبوبِ خدا خط

کیا جب چاک حضرت نے لفافہ
تو پھر کہنے لگا صلِ علیٰ خط

کہیں رونے کا اوس میں ماجرا تھا
برستا ابر کی صورت گیا خط

جو قاصد نے کہیں گم کر دیا تھا
مدینہ میں وہی آخر ملا خط

ابھی لکھنے نہ پایا حال پورا
ہوائے شوق سے اوڑنے لگا خط

ثنائے عارضِ گلگوں جو لکھی
خطِ گلزار سارا بن گیا خط

لکھا ہے دل لگا کر میں نے قاصد
نہ کرنا اپنے سینہ سے جدا خط

ملائک آکے لیجائیں گے طوفان
محمد مصطفےٰ کے نام کا خط

ردیف (ظ)

(۱)

کسی صورت سے بھی بیمار کو قرآں سنا حافظ
یہ ہی اللہ کا نسخہ اسی میں ہی شفا حافظ

ترے سینہ پہ شاید بھر گیا ہے ہاتھ حضرت کا
غلامانِ محمد میں ہیں لاکھوں حافظِ قرآن
ہوی لب بند ایسا نام بہٹا ہے محمد کا
سمایا ہے یہ کیونکر بحرِ قرآں کوزۂ دل میں
ہوئی امی لقب سے شانِ اوستادِ ازل روشن
پسِ مردن نہو گا حشر تک تیرا کفن میلا
سنیں گر مصر کے بازار ولے سورۂ یوسف
چمن میں صبحدم ہمکو سناوے سورۂ طٰہٰ
محمد کے عدد سر تاج ہیں عثمان کے سکّے پر

کلام اللہ کا دو سال ہی میں ہوگیا حافظ
کہیں ہوگا نہ کوئی عیسوی انجیل کا حافظ
زبان پر ہوگیا پہیکا بہٹائی کا مزا حافظ
رسول اللہ کا یہ بھی ہی زندہ معجزا حافظ
کلامِ حق کی شاہدی زبانِ مصطفےٰ حافظ
دورِ وزہ عمر گر تو نے گذاری باصفا حافظ
زلیخا کیطرح ہو جائینگے تجھ پر فدا حافظ
مدینہ سے وہاں کچھ آہی جاتی ہی ہوا حافظ
سلف سے اس گھرانے کی ہیں محبوبِ خدا حافظ

خدا دکھلائیگا طوفان کو کس دن گنبدِ خضرا
نہیں معلوم کب ہوگی قبول اوسکی دعا حافظ

اون کا درشن روزِ روشن الحفیظ
مصطفےٰ کا عشق اور جوشِ جنوں
بلبلِ جاں کیوں نہ تڑپے سیر کو
ہجر میں رنج والم کے رات دن
ضعفِ پیری سے ہلا جاتا نہیں
یاد آتا ہے دکن میں صبح و شام
المدد اے سیدِ عالی نسب
ہوگئی راہِ مدینہ پُر خطر
ہجر میں کویل کی کوکو الحذر
یارسول اللہ حالِ من بہ بیں

بجلیاں سوا ایک خرمن الحفیظ
تنگ ہے صحرا کا دامن الحفیظ
دور ہے طیبہ کا گلشن الحفیظ
پڑتے ہیں دل پر مرے گہن الحفیظ
ابتو ماسہ ہوگیا من الحفیظ
باغِ طیبہ کا نشیمن الحفیظ
بنگیا ہے دوست دشمن الحفیظ
گھات میں بیٹھے ہیں رہزن الحفیظ
اور یہ اور بلبل کا شیون الحفیظ
بارِ عصیاں ضعف گردن الحفیظ

ہجر میں اکدم نہیں دل کو قرار
ایک ہے مجھکو گھر انگن الحفیظ

جہاں نکلتے تھے جس سے طوفان اشکو ہم
ہوگیا وہ بند روزن الحفیظ

ردیف (ع)

اپنے سایہ کی نہیں تارِ نظر کو اطلاع
کسطرح پٹکہ کی ہوتی پھیر کمر کو اطلاع

آتشِ فرقت سے ہیں یا مصطفےٰ کبتک جلوں
کب چراغِ شام کی ہوگی سحر کو اطلاع

دیجیئے شیخ الحرم صندل مزارِ پاک کا
سنگِ در کی ہو نہ جبتک دردِ سر کو اطلاع

آبرو ریزی میری ہونے نہ دینگے حشر میں
جنسِ عصیاں کی ہے اوس عالی گہر کو اطلاع

عاصیوں سے آفتابِ حشر یوں تیزی نکر
ہو نہ جائے صاحبِ شق القمر کو اطلاع

وہ مدینہ کو میری جانب سے روتا جائیگا
چشمِ گریاں کی تو کردو ابرِ تر کو اطلاع

ابتدا جن کی انتہا ہے نور ختم المرسلین
ہاں یہی تخمِ شجر نے دی ثمر کو اطلاع

تیر مژگاں کے لئے قابل ہے میرا ہی جگر
درد نے خود اوٹھ کے دی خیر البشر کو اطلاع

عاشقِ تفتہ جگر کے صبر سے وہ شاد ہیں
دی یہ پروانوں نے آکر نوحہ گر کو اطلاع

جالیوں سے میری حالت کو وہ دیکھینگے ضرور
ہوگئی تیرِ نظر کی خود جگر کو اطلاع

ملگیا دربردہ خاطر خواہ طوفاں کو جواب
قافلے والو یہی دو نامہ بر کو اطلاع

جیسے بہارِ آتشِ گل ہے چمن میں شمع
ہے اوس سے بڑھ کے ذکر نبیؐ انجمن میں شمع

الفت ہے جان کو جو سراج المنیر سے
کیوں کر نہ وہ ہے میری فانوس تن میں شمع

سینہ پہ ہے جو داغ غمِ ہجرِ مصطفےٰ
ہو جائیگا یہی پسِ مُردن کفن میں شمع

پڑتی ہے حور نور کی سورت تمام رات
ہے جلوہ گر جو روضۂ شاہِ زمن میں شمع

دل میں بجز خیالِ محمد نہیں کوئی
روشن یہی ہے اک مرے بیت الحزن میں شمع

سب دیکھتے ہیں جلوۂ نورِ محمدی
نورِ سحر او گلتی ہے ہر انجمن میں شمع

پروانے کیوں نہ جائیں زیارت کیواسطے
ہے مرقدِ اویس فضائے قرن میں شمع

مشتاق ہے جمالِ نبیؐ کا دلِ ضعیف
روشن ہوا الٰہی مکانِ کہن میں شمع

طوفان دل کا حال ہے روشن کلام سے
گویا زبان بن گئی میرے دہن میں شمع

ردیف (غ)

بزمِ عالم میں ہوا احمد کا جب روشن چراغ
سب کو دکھلانے لگا پھر نورِ رب روشن چراغ

آ گیا تھا کفر کی ظلمت مٹانے کے لئے
ہو گیا نورِ محمدؐ وقتِ شب روشن چراغ

عاشقو جلدی مدینہ جا کے ہو جاؤ نثار
اپنے پروانوں کو کرتا ہے طلب روشن چراغ

روضۂ خیر البشر کو دیکھکر پیرِ فلک
ماہ کا کرتا ہے ہر شب باادب روشن چراغ

جھومتا رہتا ہے ہر شب مرقدِ انوار پر
وجد کرتا ہے بقصدِ عیش و طرب روشن چراغ

دل کو میرے روتے روتے آنکی لو لگ گئی
ہو گیا آنکھوں کے پانی سے عجب روشن چراغ

یا رسول اللہ قیامت ہے شبِ ہجراں مجھے
رات بھر جلنے کا بتلاتا ہے ڈھب روشن چراغ

نورِ حق کو کیا بجھا دیتی قبیلوں کی ہوا
دیکھتے ہی رہ گئے سارے عرب روشن چراغ

مدح خواں کا دل وہ روشن کر ہی دیں گے ایکدن
ہے رسول اللہ کا میرے لقب روشن چراغ

دیکھئے کب خواب میں تشریف لائینگے حضور
یا الٰہی خانۂ دل میں ہو کب روشن چراغ

ضعفِ پیری میں بھڑک اوٹھا ہی شعلہ عشق کا
ہو گیا طوفان کا آخر جان بلب روشن چراغ

ہے معطر نعتِ احمد سے ثناگر کا دماغ
عرش پر ہے بلبلِ باغِ پیمبر کا دماغ

سنگریزوں نے پڑھا کلمہ رسول اللہ کا
راہ پر آیا نہ لیکن اوس بداختر کا دماغ

اوڑ گیا لیکر جو خط میرا مدینہ کیطرف
ہو گیا شاہین سے اونچا کبوتر کا دماغ

شوق سے دیکھینگے آئینہ کو ختم المرسلین
تہا اسی امید سے روشن سکندر کا دماغ

باغِ عالم میں جو پہیلی اوس گلِ احمد کی بو
بس گیا خوشبو سے آخر ہر گلِ تر کا دماغ

سر رگڑتے ہوں جہاں ہر دم سلاطین زمین
کیوں نہو کرسی نشیں اوس در کے پتھر کا دماغ

تھے جو مالامال دیدارِ پیمبر سے بلالؓ
خدمتِ حیدر سے تہا پُر نور قنبر کا دماغ

راہِ شیطاں کی نہ لے رستہ شریعت کا نہ چھوڑ
پست ہے رہزن کا اور اعلیٰ ہے رہبر کا دماغ

دولتِ نعتِ نبیؐ سے ہو گیا طوفان غنی
مست ہے ہر وقت مداحِ پیمبرؐ کا دماغ

ردیف (ف)

قاصد مدینہ جاکے نہ آیا ہزار حیف
در پر ہی رہگئی نگہِ انتظار حیف

جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پایا کہ چلدیئے
بخشا کے مجھکو شافعِ روزِ شمار حیف

شب بھر برنگ شمع فراقِ رسول میں
پایا نہ میرے دل نے کبھی دم قرار حیف

رہتے تھے جسکے ساتھ سدا حضرت بلالؓ
آیا نہ وہ نظر کبھی ناقہ سوار حیف

حسرت کو میری دیکھکے روتا ہے ابر تر
بہیگا نہ چشم تر سے غلاف مزار حیف

تیر نگاہ کی دل وحشی نہ رکھ امید
ہوتا نہیں حرم کہیں ہرن کا شکار حیف

دکھلادے اے خدا تو مجھے شان مغفرت
سب کہلگئے گناہ میرے بے شمار حیف

یارب ملیگی گنبد خضرا کی چھاؤں کب
ہے مجھ سے دور وہ شجر سایہ دار حیف

خوشبو مزار پاک کی لائی نہ اے نسیم
اوجڑے ہوئے چمن میں نہ آئی بہار حیف

طوفان الٰہی تو خانہ دل میں لگی نہ آگ
کیوں سرد ہوگیا نفس شعلہ بار حیف

نور پاک مصطفےٰ ہے جلوہ گر چاروں طرف
اک گل رعنا مہکتا ہے مگر چاروں طرف

یہ سماں دیکھے کوئی عاشق دیار پاک میں
گنبد خضرا کی رہتی ہے نظر چاروں طرف

آنکھ شاید ساقی کوثر کی ان پر پڑ گئی
جھومتے ہیں جابجا شاخ و شجر چاروں طرف

نخل بستان مدینہ کی یہ ہیں فیاضیاں
دمبدم جس سے ٹپکتے ہیں ثمر چاروں طرف

ختم جسدم معجزہ شق القمر کا ہوگیا
دہوم تھی صل علیٰ کی رات بھر چاروں طرف

کیا غلامان محمد تھے دیانت کے دہنی
ٹھوکروں میں انکے تھے لعل و گہر چاروں طرف

مژدہ جاں بخش تہا اونکے لئے حکم خدا
تھے محمد کے جو شیدا بے جگر چاروں طرف

محفل میلاد میں جو دل سے پڑہتے ہیں درود
گہلتی ہے اونکی زبانوں پر شکر چاروں طرف

باغیوں کا گلشن اسلام میں ہو دخل کیا
باغبان لم یزل کی ہے نظر چاروں طرف

ایک بھی اللہ والا اب نظر آتا نہیں
ڈہونڈتے ہیں روز و شب شمس و قمر چاروں طرف

یا الٰہی اب چلے طوفان رحمت کی ہوا
کفر کا دریا بہت ہے جوش پر چاروں طرف

ردیف (ق)

اللہ غنی بندے کن کا تو ہوا عاشق — نام اونکا محمدؐ ہے جن کا ہے خدا عاشق

محبوب خدا کا وہ بے مثل گھرانہ ہے — جبریل امیں جسکے در کے تھے سدا عاشق

روضہ پہ محمد کے وہ نور برستا ہے — یا عرش معلیٰ کی اوس پر ہے ضیا عاشق

کیا روح بلالی پر بعد مرے تھے قیامت کے — پر عشق محمدؐ کا لیتا تہا مزا عاشق

دیدار کا شربت ہی کرتا ہے مسیحائی — بیمار محبت پر ہوتی ہے شفا عاشق

تہوڑی سی مجھے درباں خاک در والا دے — اس نعمت عظمیٰ کے ہیں شاہ و گدا عاشق

ہر آن زمیں کو تہا کیا شرف قدمبوسی — نیچی نظروں پر تھی ہر وقت حیا عاشق

خاروں کیطرح مجرم ہیں دامن والا میں — ایسا تو کسی گل پر بلبل ہوا عاشق

گو راہ میں کانٹے ہیں پر گل ہے مدینہ میں — کس منہ سے کریگا پھر رستہ کا گلہ عاشق

ساغر مئے الفت کا لے ساقی کوثر سے — چھائی ہے مدینہ پر رحمت کی گھٹا عاشق

بیکار نجائیگی یہ نعت نبیؐ طوفان
ملجائیگا تجھکو بھی اک روز صلہ عاشق

ہے گلشن طیبہ کا جو دل میں اثر شوق — اے بلبل جاں تجھکو اوڑائیگا پر شوق

کس حسن کی اوس گنبد خضرا میں کشش ہے — جاتی ہے تو واپس نہیں آتی نظر شوق

طے ہو گئی اک آن میں سب راہ مدینہ — ہمت نے بسر دست جو باندھی کمر شوق

اس درد سری کا ہے مدینہ میں مداوا — پائے در درباں پہ جو گرجائے سر شوق

گھر کرتی ہے جس دل میں تمنائے مدینہ — ملجاتا ہے اوس شخص کو آخر خضر شوق

ہے شرط نہ دل سے سنیں کان لگا کر — ہاں ذکر محمدؐ ہی سے کہلتا ہے در شوق

کیا حال ہو پھر دیدۂ دیدار طلب کا
طیبہ کے طرف گھر سے برستا ہوا جاؤں
محبوب خدا اوسکی بڑی قدر کریں گے
پڑینگے قدم منزل مقصود یہ اک دن
شہباز و کبوتر سے بلند اوسکی ہے پرواز

دربار محمد میں جو ہوگا گذر شوق
جم جائے جو آنکھوں میں بخار جگر شوق
ملجائے جو قسمت سے کسی کو گہر شوق
ہو جائے ابا ہیچ بھی اگر ہمسفر شوق
تقدیر سے ملجائے اگر نامہ بر شوق

طوفان کو بلائینگے جو سلطان دو عالم
اوڑ جائیگا جبریل کے مانند پر شوق

ردیف (ک)

باقی رہے دم طالب دیدار میں کبتک
ہاتھ آئیگا کب وہ گل گلزار مدینہ
کب برسے گا سر پر مرے نیسان شفاعت
فرمائیے اے شیخ حرم آپ کے قربان
وہ جنس ہوں جز آپ کے لیتا نہیں کوئی
کچھ آپ ہی فرمائیں علاج مرض دل
رکھ دیجئے اب سر پہ مرے دست شفاعت
ہو جائے قدمبوسی عالی کی زیارت

تنکے کی کھٹک دیدۂ بیدار میں کبتک
چلتا ہی رہونگا رہ پرخار میں کبتک
بیٹھا رہوں دربار گہربار میں کبتک
پہونچیگا عریضہ مرا سرکار میں کبتک
پھرتا ہی رہوں حشر کے بازار میں کبتک
آئیگی کمی عشق کے بازار میں کبتک
حسرت ہی رہے قلب گنہگار میں کبتک
بیٹھا رہوں میں سایۂ دیوار میں کبتک

طوفان ترے رونے سے برپا ہو تا طوفان
اشکوں کی ہو برسات شب تار میں کبتک

نگاہِ حسرت کو یا الٰہی رہیگا یہ انتظار کبتک
کہ سات پردوں میں چشمِ تر کے وہ آئیگا پردہ دار کبتک

طواف کرنیکا طرز بھولا بنا کسی دن نہ یہ بگولا
اڑیگا طیبہ کی وادیوں میں مری لحد کا غبار کبتک

میرا تو رونا ہے عمر بھر سے نہ فصلِ ساون کسطرح پر سے
برابری میری چشمِ تر سے کریگا ابرِ بہار کبتک

بنی ہے کیا نزع میں کہ ہچکی گئی نظر نہ آئی وہ پاک صورت
فراق میں مضطرب رہیگی بدن میں یہ جانِ زار کبتک

میٹیگی نجدی کی کب شرارت کب آئیگی دہر میں قیامت
رہیگا یہ خوابِ استراحت رسولِ پروردگار کبتک

شبِ جوانی گئی جو طوفان تو صبحِ پیری بھی آگئی ہے
حرام ہے دیکھ دن کا سونا ہوگا تو ہوشیار کبتک

باعثِ کن فکاں سلام علیک
موجبِ دو جہاں سلام علیک
نورِ دل جانِ جاں سلام علیک

گنجِ مخفی جو کچھ کہ مستور تھا
وہ رسولِ خدا آپ کا نور تھا
بے نشان کے نشاں سلام علیک

دور کعبہ سے سارے صنم ہو گئے
سارے اشرار کے سر قلم ہو گئے
اے شجاعت نشاں سلام علیک

جرم بیحد سے ہے مجھکو شرمندگی
کی نہ حق کی ادا ایک دم بندگی
شافعِ عاصیاں سلام علیک

بے سہاروں کے حضرت سہارے ہو تم
کیوں کہ خلاق عالم کے پیارے ہو تم
مامنِ بیکساں سلام علیک

کیا فصاحت ہے جس پر فدا جان ہے
جانِ ایمان ہے یا کہ قرآن ہے
اے فصیح اللساں سلام علیک

اک نظر مجھ پہ ماہِ مدینہ کبھی
میرے دل کا ہو روشن نگینہ کبھی
اے مرے مہرباں سلام علیک

ایک نکتے میں لاکھوں معانی نہاں | جس طرح تخم میں ہے شجر گلفشاں
اے بلیغ البیاں سلام علیک

اولیا کی تمہیں ذات معراج ہو | چار پیر طریقت کے سرتاج ہو
قبلۂ مرشداں سلام علیک

بھولے بھٹکوں کو رستہ بتاتے رہے | راہ جنت کی سیدھی دکھاتے رہے
رہنمائے جہاں سلام علیک

آپ کی ہے وہ خوشبو چمن در چمن | زلف عنبر فشاں ہے ختن در ختن
اے گل بے خزاں سلام علیک

میرے دل میں بھری ہے ولا آپ کی | پتلیوں میں ہے روشن ضیا آپ کی
راحت جسم و جاں سلام علیک

آپ طوفان کے مالک ہیں مختار ہیں | آپ ہی معصیت کے خریدار ہیں
اے مرے قدرداں سلام علیک

ردیف (گ)

دل میں ہے عشق محمد کہ لگی نور کی آگ | ہو مبارک تمہیں موسیٰ جبل طور کی آگ
مدد اے نکہت گیسوے رسول عربی | پھونک دیتی ہے جگر کو دل محرور کی آگ
زاہدا عشق محمد کا صلہ ہے جنت | کہیں ڈالے نہ جہنم میں تجھے حور کی آگ
جو ازل میں ہوئی روشن وہ ابد میں چمکی | دل عاشق میں لگی آ کے بہت دور کی آگ
سنگساری کی تو عاشق کو خوشی تھی لیکن | ایک ہی پھول سے بھڑکی دل منصور کی آگ

دلِ مہجور کے رونے سے حرارت نہ مٹی / کبھی پانی سے تو بجھتی نہیں کافور کی آگ
لیجئے جلد رسالت کا ستارہ چمکا / گیا ہما یوں ہوئی موسیٰ شبِ دیجور کی آگ
شبِ معراج ہوا جلوۂ یکتا کا ظہور / ایک ہی رنگ میں تھی ناظر و منظور کی آگ
مجھکو جبتک نہ مدینے کا ملیگا پانی / کبھی ٹھنڈی تو نہوگی دلِ محرور کی آگ
زخمِ دل کا یہ اثر ہے کہ ٹپکتے آنسو / اس طریقہ سے نکلتی رہی ناسور کی آگ

دل کو دہن ساقیٔ کوثر کی لگی ہے **طوفان**
پانی پانی ہوئی ساری مئے انگور کی آگ

دیکھا جو خواب میں رخِ خیر البشر کا رنگ / کچھ اور ہو گیا مرے نورِ نظر کا رنگ
پیری میں سوزِ الفتِ احمد نہ چھپ سکا / ہو کیوں نہ زرد زرد چراغِ سحر کا رنگ
آنکھوں میں گھومتا ہے جمالِ محمدی / پھیکا سا ہو گیا شبِ ہجراں قمر کا رنگ
دیکھا جو آستانہ رسولِ کریم کا / کافور ہو گیا ہے مرے دردِ سر کا رنگ
لیکر تو چل چراغِ شریعت کو ہاتھ میں / معلوم تا ہو تجھکو رہِ پرخطر کا رنگ
قاصد اسی پتہ سے مدینہ میں ڈھونڈ لے / ہے سبز اوس حبیب کے دیوار و در کا رنگ
ضعفِ بصر ہے یا کوئی بارش ہے نور کی / آنکھوں میں کیوں سما گیا میری کہر کا رنگ
فاقہ میں صبر صبر میں یادِ خدا رہے / ہاں تھا یہی ہمارے پیمبر کے گھر کا رنگ
مفلس ہوے جو دولتِ اسلام سے غنی / آنکھوں میں اونکی صورتِ یرقان تھا زر کا رنگ
صدقہ سے اوس رسول کی تعلیم پاک کے / طاعت میں تھا غلام سے بڑھکر پسر کا رنگ

طوفان کے دل میں عشقِ محمد نہ چھپ سکا
ظاہر ہوا کلام سے سوزِ جگر کا رنگ

ردیف (ل)

نہ سنا ہجر محمدؐ میں تو نالے بلبل
اور پڑ جاتے ہیں دل پر میرے بھالے بلبل

جان و دل کر دے محمدؐ کے حوالے بلبل
اون کے انداز رحیمی ہیں نرالے بلبل

بیکسی ہیں نظر آئیگا مدینہ کیونکر
مجھکو لیتے نہ گئے قافلہ والے بلبل

لائے گر جا کے مدینہ میرے نامہ کا جواب
ورقِ گل کے اوڑا دونگا دوشالے بلبل

عاشقوں کا درِ احمدؐ پہ جو رہتا ہے ہجوم
مل رہے ہیں اونہیں جنت کے قبالے بلبل

مجھ سے دیکھی نہ گئی خشک زباں خاروں کی
متواضع رہے کچھ پاؤں کے چھالے بلبل

اب کوئی دم میں ہے اوڑنیکو مدینہ کیطرف
طائرِ جاں نے پر و بال نکالے بلبل

گرد اوس روضۂ انور کے پھرا کر دن رات
طائرِ سدرہ کے انداز اوڑا لے بلبل

بجلیاں آنے لگیں ہجرِ گلِ احمدؐ میں
پڑ گئے اب تو میری جان کے لالے بلبل

کسطرح سے ہو مرا شہرِ محمدؐ میں گذر
واں نگہباں ہیں فرشتوں کے رسالے بلبل

تیری چیخوں سے بگڑ جائے نہ **طوفان** کا مزاج
اب تو بیمارِ محبت کی دعا لے بلبل

حسنؑ حسینؑ کے تو ڑ بادِ بہاری چمن میں پھول
دے نذر جا کے روضۂ شاہ زمن میں پھول

فرماتے تھے اویس کی نسبت حبیبؐ پاک
الفت کا میری ایک ہے باغِ قرن میں پھول

پھولوں کی قدر اسلئے کرتے تھے مصطفےؐ
ڈوبے تھے رنگ و بوئے حسینؑ و حسنؑ میں پھول

جاروب اس امید پہ دیتا ہے آفتاب
لے لوں مزارِ پاک کے سارے کرن میں پھول

سونگھے گر اوسکو گلشنِ طیبہ کی عندلیب
پیدا ہوں لاکھ نافۂ مشکِ ختن میں پھول

بہرِ نثار روضۂ والا تمام رات
تارے بنے ہیں دامنِ چرخِ کہن میں پھول

آئینگے بعد دفن یقیناً رسول پاک
تازہ چمن سے توڑ کے رکھنا کفن میں پھول

لکھے پڑے بھی صورت بلبل تڑپ گئے
پیدا ہوئے جو وقت تکلم سخن میں پھول

حلقہ میں عاشقوں کے جمال محمدی
محفل میں شمع پایا ہے شگفتہ چمن میں پھول

ہمت سے غازیوں کی ہے محمود عاقبت
سومن کا گرز بھی ہے کف بت شکن میں پھول

خوشبو چمن چمن میں ہے طوفان کلام کی
نعت محمدی کا ہی میرے دہن میں پھول

ہے ہجر مصطفےٰ میں بہت بیقرار دل
تڑپیگا بعد مرگ بھی زیر مزار دل

پھروں تڑپ تڑپ کے ہوا اشکبار دل
بجلی کبھی بنا کبھی ابر بہار دل

میں کیا ہوں اور دل ہے میرا کس شمار میں
قربان اونپہ ہوتے ہیں لاکھوں ہزار دل

ہردم زبان کو نعت محمد سے کام ہے
رہتا ہے اونکی یاد میں لیل و نہار دل

ملتا ہے جب کوئی مدنی مجھکو راہ میں
ہوتا ہے لاکھ جان سے اوسپر نثار دل

حضرت کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا
عصیاں سے رو رہا ہے میرا زار زار دل

صدقہ حبیب پاک کے حسن و جمال کا
دنیا سے پھیر دے میرے پروردگار دل

آیا خیال روئے محمد جو خواب میں
مارے خوشی کے ہو گیا باغ و بہار دل

اس کو تو بس غرض ہے خدا کے حبیب سے
مطلب کا اپنے ہی یہ بڑا ہوشیار دل

بلبل وہ دل فریب ہے گلزار مصطفےٰ
جاتا ہے اوس طرف ہی میرا بار بار دل

یا مصطفےٰ غلام سے پردہ نہ چاہیئے
ہے مدتوں سے دید کا امیدوار دل

آل نبی پہ ہوتے ہی شیدا ملا خطاب
ذیجاہ و ذی مراتب عالی وقار دل

طوفان سیر باغ مدینہ کے شوق میں
طاؤس بن گیا ہے میرا داغدار دل

جھوم کر آج مدینے سے اوٹھا ہی بادل
بھر دے اے ساقی کوثر مری خالی بوتل

سیر فردوسِ بریں سے مجھے وحشت ہو گی
یاد آئے جو مدینہ کا سُہانا جنگل

آج دل سے حسد و بغض کی آتش کو نکال
سوئیگا قبر میں تُو راحت و آرام سے کل

راہ میں چھوڑ ندے شوقِ زیارت مجھکو
ضعف پیرانہ سری تا نہ مرے پاؤں ہوں شل

روضۂ پاک تو جی بھر کے ذرا دیکھ تو لوں
دلِ بیتاب نہ یوں زور سے سینہ میں اُچھل

ساتھ اپنے نہ لیا قافلہ والوں نے مجھے
دل سے ارمان کے ہمراہ تو اے جان نکل

عاشقِ زار کو جبتک نہو دیدارِ خدا
اوسکو بھاتی نہیں حورانِ بہشتی کی چھُہل

عابدوں کو ہے فقط اپنی عبادت پہ گھمنڈ
مجھ سیہ کار کو ہے زلفِ دوتا ہی پہ بل

اے مسیحائے زماں جلد خبر لے اسکی
ایک مدت سے ہی بیمارِ محبت بے کل

حج کے عظمت کو تو حسنینؑ کے دل سے پوچھو
بار ہا آئے مدینہ سے بہ کعبہ پیدل

فرض ہے حمدِ خدا نعتِ نبیؐ ہی واجب
ہے نفل مدحِ اولی الامر کی لکھنا نہ غزل

یاد آجائیگا جب شہر محمدؐ طوفان
تیرے رونے سے نہ فردوس بریں ہو جل تھل

ردیف (م)

بلبل بولے گلشن گلشن صلے اللہ علیہ سلم
کویل کوکے ہر سو بن بن صلے اللہ علیہ وسلم

بیہوشی کو ہوش جو آیا سوچا پھر تو اپنا پرایا
نورِ محمدؐ ہو گیا روشن صلے اللہ علیہ سلم

کعبہ میں اور تا عرش کا تارا اللہ کا نعرہ مارا
پھر تو بتوں پر پڑنے لگے ہن صلے اللہ علیہ وسلم

حشر میں وہ شدت کی گرمی اور وہ ہماری ابتری
آپ کا وہ پھر سب پر دامن صلے اللہ علیہ وسلم

بعد فنا پہونچی ہے یہ نوبت فاتحہ خوانی ہو لوگوں کی کثرت
تربتِ عاشق ہنگی دولہن صلے اللہ علیہ وسلم

نائی کے دمساز تمہیں ہو۔ ہو ہو کی آواز تمہیں ہو
نے کی ہیں وہ منہ ایک ہے روزن صلی اللہ علیہ وسلم

نسخۂ قرآن سب کو پڑھایا کیوں ٹھ لکھ کر اپنا پایا
بنگیا مس اک آن میں کندن صلی اللہ علیہ وسلم

چمکا جسدم بدر محمد کفر کی ظلمت ہوگئی سب رد
آگیا رہبر گم ہوا رہزن صلی اللہ علیہ وسلم

بول اوٹھے جب ہاتھ میں کنکر پھینکدیا جھنجلا کے زمیں پر
کہنے لگی کہل کر کف دشمن صلی اللہ علیہ وسلم

بجلی جب اسلام کی چمکی جلگئی کھیتی ظلم و ستم کی
جھک گئی ہر مغرور کی گردن صلی اللہ علیہ وسلم

صدقہ تیری اے سبط پیمبر کٹ گیا کنبہ لٹ گیا گھر بھی
سر ہے کہیں پر اور ہے کہیں تن صلی اللہ علیہ وسلم

ای گل احمد گلشن سبحان بلبل نالان ہجر میں طوفان
آپکا در ہو اوسکا نشیمن صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھینگے کب وہ روضۂ خیر الانام ہم
کسدن پڑھینگے جاکے درود وسلام ہم

سیر بہشت تمکو مبارک ہو زاہدو
طیبہ کے باغ ہی میں کرینگے قیام ہم

گو ہیں گناہگار پر اتنا ضرور ہے
لیتے ہیں جان و دل سے محمد کا نام ہم

پڑھتے ہیں صبح و شام وظیفہ درود کا
لیتے ہیں اب تو اپنی زباں سے یہ کام ہم

کیوں بیکسوں سے آنکھہ چراتا ہے قاصدا
بھیجینگے دم کے تار پہ اونکو پیام ہم

ناجی ہیں نامور ہیں سکندر نصیب ہیں
مشہور ہیں حبیب خدا کے غلام ہم

وہ اپنے دل جلوں کو کبھی بھولتے نہیں
روتے اسی امید پہ ہیں صبح و شام ہم

آتی ہے یاد ساقی کوثر کی دمبدم
پیتے ہیں یوں شراب محبت کے جام ہم

کیونکر نہ دل سے حکم شریعت پہ ہوں نثار
کچھ بھی نہ جانتے تھے حلال و حرام ہم

دیدار ہو جو روضۂ پر نور کا نصیب
موسی کیطرح پھر نہ کرینگے کلام ہم

مسجد میں مصطفی کی پڑھیں جاکے یوں نماز
شیخ الحرم کو اپنا بنائیں امام ہم

جنت میں گر طفیل شفاعت ہو بخشئے
جھک جھک کے منکروں کو کرینگے سلام ہم

طوفان اسی میں اب تو ہماری نجات ہے

لکھتے رہینگے نعتِ محمد مدام ہم

ملتا نہیں کسی کو بغیر اضطرابِ علم
کھلتا کلیدِ شوق سے ہی قفلِ بابِ علم

تارا ہے علم چاند ہے علم آفتابِ علم
روشن گر جہان ہے وہ عالیجنابِ علم

عالم میں کوئی شی بھی نہیں علم کے مثال
گویا کہ اس سوال کا نکلا جوابِ علم

وہ علم جس کے سامنے معلوم ہے حجاب
عالم کو ہو رہا ہے خود اپنا حجابِ علم

ہے علم سے فقط حق و باطل کا امتیاز
ہر شئی کی ماہیت کا ہوا انتخابِ علم

آتش ہے علم آب ہے علم اور ہوا ہے علم
پڑھتا ہے روز خاک کا پتلہ کتابِ علم

مرغوب مدرسہ کا نہ کیوں ورد بسر رہے
کرتا ہے میکدہ سے سدا اجتنابِ علم

ہر قطرہ قطرہ علم کا دریائے نور ہے
ہر ذرہ ذرہ میں ہے نہاں آفتابِ علم

ہاں علم ہی سے نفع و ضرر کا تمیز ہے
ہوتا ہے ہر جہم میں سدا یا ترابِ علم

اس شہسوارِ علم سے بڑھتا نہیں کوئی
جسمِ ثقیل ریل کا ہے ہم رکابِ علم

تن علم جان علم ہے ہوش و حواس علم
شر علم خیر علم عذاب و صوابِ علم

حاوی ہے نورِ علم سپید و سیاہ پر
سب پر برس رہا ہے ہمیشہ سحابِ علم

جسکو مذاق علم نہیں زندگی ہے ہیچ
مستِ الست ہو کہیں پیکر شرابِ علم

گھٹتی نہیں ہے علم کی قوت کسی طرح
پیری میں اور زور پہ رہتا شبابِ علم

سچ تو یہ ہے کہ علم کی دولت ہے لازوال
اکسیر سے سوا ہے جو ہو دستیابِ علم

شاہی سے بڑھ کے لطف ہے عالم کو علم سے
لیکن علم نہو تو منقش بر آبِ علم

قطعہ

ظلمات میں یہ علم سراج المنیر ہے
آبِ حیات سے بھی سوا ہے جنابِ علم

اندھیر تھا کسی کو نہ پھر سوجھتا کوئی
ہوتی اگر نہ ذاتِ رسالتمآبِ علم

العلم نکتۃ کی خبر ہم کو کچھ نہیں — ہر ذرہ میں ہے جلوہ نما آفتاب علم
ہر شخص کو خیال کی تصحیح چاہیئے — قائم جو دل ہوا تو ملا بے حساب علم
جاہل کوئی نہ ہوگا زمانہ میں حق شناس — ہے بارگاہ حق میں سدا باریاب علم
حلم و حیا و جود و کرم ہیں دلیل علم — سرسبز باغ خلق ہے ہردم بہ آب علم

علم الیقین کی بحر میں طوفان کا خوف کیا
وہم و گمان کے علم سے ہے انقلاب علم

بیاد مصطفیٰ ہر دم مذاق عاشقی دارم — چو شبنم چشم گریانم مذاق عاشقی دارم
خدارا ساقی کوثر بحال زار من بنگر — بہ چشم مست تو مستم مذاق عاشقی دارم
بگرد گنبد خضرا نمی گردم بلال آسا — کف افسوس میمالم مذاق عاشقی دارم
گہے پابند جولانم گہے از قید آزادم — گہے بر حال خود نازم مذاق عاشقی دارم
جمال آں مہ خوبی چگونہ در نظر آید — دگرگوں می شود حالم مذاق عاشقی دارم
ز رفتن سوے طیبہ ضعف دامن گیر می باشد — نگر از شوق لاچارم مذاق عاشقی دارم
طپیدن پیش آں شاہ مدینہ از دو سو راست — چہ سازم بے پر و بالم مذاق عاشقی دارم
گہے خنداں گہے گریاں گہے بریاں کباب آسا — مپرس اے ہم نفس حالم مذاق عاشقی دارم

بجز شوق مدینہ در دلم دیگر نمی ماند
بہ بحر عشق طوفانم مذاق عاشقی دارم

عطر فشاں ہے باغ میں شبنم صلے اللہ علیہ وسلم — کہتی ہیں کلیاں پھول کے مرہم صلے اللہ علیہ وسلم
آ گیا نزدیک مدینہ روشن ہو گیا دل کا نگینہ — روضہ پہ ہے نور کا عالم صلے اللہ علیہ وسلم
رکے ہیں وہ تلوار کا چلنا نازل ہو گئی انا فتحنا — بجنے لگے نقارے دمادم صلے اللہ علیہ وسلم
ذکر فرشتے کرتے ہیں بے حد ورد زباں ہے نام محمد — رب کا وظیفہ ہے یہی ہردم صلے اللہ علیہ وسلم
آج شب اسرا کی خوشی ہے کون مکاں میں محرم ہے — حور و ملائک ہیں خوش و خرم صلے اللہ علیہ وسلم

بدر کی وہ خون ریز لڑائی آپکی ہمت افزائی
مل گئے قبلۂ حق سے قبیلے ہٹ گئے اپنی ہٹ سے ہٹیلے
میخانوں کی آئی خرابی کوئی رہا باقی نہ شرابی
تھی جو قلیل متاع الدنیا ہر اک تیاگا اللہ کا دُنیا

ہاتھ ہیں وہ تلوار کا جم خم صلے اللہ علیہ وسلم
نورِ ہدایت ہوگیا ہمدم صلے اللہ علیہ وسلم
محفلِ فسق ہوئی سب برہم صلے اللہ علیہ وسلم
مٹی تھے دینار و درہم صلے اللہ علیہ وسلم

بحرِ الم میں غرق ہے طوفاں دست بگیر آ اے حاملِ قرآں
المدد اے سلطانِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم

صوفیانہ

نہ کعبہ ہم نہ مندر ہم نہ منتر ہم نہ سمرن ہم
شعاعِ مہر کو خوشبو و بدبو چھو نہیں سکتی
ہماری (ہم) ہمیں خود جانتے ہیں کوئی کیا جانے
ہمیں ہم ہیں تو پھر سنتے ہیں کیوں قوال کا نغمہ
کوئی گر ہم سے مل بھی جائے تو کہتا ہے کیوں ہم ہا
کثافت پر ہماری ہی لطافت جلوہ فرما ہے
وہ ہم ہیں پاک ہر نسبت سے لیکن چشم عاشق کو
سمجھ سے دور ہیں ہم پر بقا پر ہو نظر جسکی
چڑھا منصور سولی پر نہ چھوڑا حق کے دامن کو
رکھا ہی رطب و یابس حق نے سب قرآن میں لیکن
کسی کا قول گر شرع مبارک سے نہ ملتا ہو

ہر اک شئے سے جدا ہم شئے کو کر دیتے ہیں روشن ہم
تو پھر کیسے مقید ہم بنے کیوں کر برہمن ہم
کہ شہ رگ سے قریں ہم دور سی کرتے ہیں ان بن ہم
کہاں کہتا ہے تن پر منہ سے کہتے ہیں تن تن ہم
سناتا ہے یہ کسکو مارتے ہیں اوس کی گردن ہم
جدا شئے سے نہیں ہم۔ اور نہ شئے ہم۔ پاکدامن ہم
ہم اپنی نورِ ہستی کا کرا دیتے ہیں درشن ہم
جلا دیتے ہیں اک دم میں فنا کا اوسکے خرمن ہم
ملے ٹکڑا نہ کھانیکو تو پھیلاتے ہیں دامن ہم
کبھی ہم رام کے بیرو کبھی بنتے ہیں لچھمن ہم
تو سمجھینگے سدا راہِ خدا کا اوس کو رہزن ہم

ہو حفظ مراتب پر نظر جس شخص کی طوفاں

تو دینِ مصطفیٰ کا اوسکو ہی جانیں گے دشمن ہم

ردیف (ن)

کیسے دیکھوں مدینہ کو زر ہی نہیں — اوڑ کے جاؤں تو بازو میں پر ہی نہیں

عاصیوں کو تو دربار کا ڈر ہی نہیں — اون کے قصرِ ہمایوں میں در ہی نہیں

میرے لختِ جگر میں اثر ہی نہیں — یہ وہ پتھر ہے جس میں شرر ہی نہیں

حسرتِ دیدِ طیبہ نہ نکلی کبھی — شجرِ آرزو میں ثمر ہی نہیں

لیکے چل شوق تو ہی مدینہ مجھے — تجھ سے بہتر کوئی ہمسفر ہی نہیں

دل کا دکھڑا تو لکھا بہت کچھ مگر — وائے قسمت کوئی نامہ بر ہی نہیں

تھی لطافت میں تارِ نظر سے نہ کم — صاف کہتا ہے پٹکہ کمر ہی نہیں

منزلِ خلد راہِ شریعت میں ہے — اس میں رہزن کا خوف و خطر ہی نہیں

تیری صنعت میں خلاقِ کون و مکان — خیر ہی خیر ہے کوئی شر ہی نہیں

کیا نظر آئے نورِ حبیبِ خدا — آنکھ نے دیکھی اپنی نظر ہی نہیں

عاصیوں کے ٹھکانے کا ہے یہ پتہ — اون کے در کے سوا کوئی گھر ہی نہیں

ہم سفر جس کے وہم و گماں بھی رہیں — اوس کا راہِ یقیں میں گذر ہی نہیں

کہتا تھا سن کے قرآن گروہِ عرب — کوئی اُمّی لقب سا بشر ہی نہیں

آئیگا کب مدینہ سے قاصد مرا — میرے عنقا کی کوئی خبر ہی نہیں

المدد اے جمالِ حبیبِ خدا — میری آنکھوں میں نورِ بصر ہی نہیں

تیرِ فرقت سے ہر دم ہو سینہ سپر

ترا طوفان تو ایسا جگر ہی نہیں

تو قادر ہے یارب تو لاچار ہوں میں
خطا پوش تو ہے خطاوار ہوں میں

شفاعت میں بے مثل ہیں آپ حضرت
تو عالم میں یکتا گنہگار ہوں میں

قلم پھیر دے مجھپہ بخشش کا یارب
جو حرفِ غلط ہوں تبہکار ہوں میں

خدا را مسیحائے طیبہ خبر لو
کہ آزارِ فرقت سے بیمار ہوں میں

پچھوڑوں گا محشر میں داماں والا
جو وابستۂ گل ہو وہ خار ہوں میں

چھڑا دے مجھے اس کے پنجہ سے مولا
بہت زالِ دُنیا سے بیزار ہوں میں

مدینہ کو لیجائیگا کون یارب
بہت ناتواں ہوں بہت زار ہوں میں

نہ محشر میں بھولیں یہ روحِ بلالی
غلامِ غلامانِ سرکار ہوں میں

نظر مہر کی مجھ پہ پڑ جائے حضرت
کہ ہر دم طلبگارِ دیدار ہوں میں

گرے کیوں نہ مجھ پر سی رحمت کی بجلی
گناہوں کا محشر میں انبار ہوں میں

کہونگا سرِ حشر چلا کے طوفان
حبیبِ خدا کا طلبگار ہوں میں

بخاراتِ جگر میں حوصلہ ہے کسقدر دیکھوں
برستا ہے کہاں تک آنکھ سے یہ ابرتر دیکھوں

مجھے بخشے نہ بخشے تو مگر یارب یہ حسرت ہے
ہجومِ حشر میں خیر البشر کو اک نظر دیکھوں

یہی خورشیدِ محشر کانپ کر کہتا ہے حضرت سے
تمہیں کس آنکھ سے اے صاحبِ شق القمر دیکھوں

ہزاروں نجد کے ہیں بوم رہزن راہِ طیبہ میں
کبوتر کو نہیں یارب کہیں بے بال و پر دیکھوں

اندھیرے میں الٰہی دیکھ لوں نورِ محمدؐ کو
غلافِ شامِ کعبہ میں مدینہ کی سحر دیکھوں

چلے آہ و فغاں دونوں سوے طیبہ مگر پہلے
ادہیں دردِ جگر کی کون دیتا ہے خبر دیکھوں

یہی ہے زندگی گر دولتِ دیدار ملجائے
نہ چھوکوں آبِ حیواں پر نہ سوئے مال و زر دیکھوں

شبِ فرقت میں تو آ خواب آنکھوں سے خفا کیوں ہے
تمنا ہے کہ اس بیتابیِ دل کا اثر دیکھوں

اسی کی ہے مجھے حسرت یہی آرزو ہے دل میں
رسول اللہ کا یارب کسی صورت سے در دیکھوں

الٰہی گلشنِ دینِ نبی میں پھر بہار آئے
مسلمانوں کو پھر آپس میں میں شیر و شکر دیکھوں

لٹا یا گھر دیا سر راہِ حق میں ابنِ حیدر نے
بہادر ہی جہاں میں کون ایسا بیجگر دیکھوں

نظر اپنی ہی مجھکو جب نظر آتی نہیں طوفان
قدِ بے سایۂ احمد کو کیونکر آنکھ بھر دیکھوں

شفاعت کا گلِ خوبی کھلا جب باغِ امکاں میں
مچی ہے دھوم مولود النبی کی حور و غلماں میں

خریدینگے محمد نقص ہے کو جنسِ عصیاں میں
بھرا گنجِ شفاعت (از طرح) ہی نبی کے جیب و داماں میں

شفاعت کا تقاضا ہے نہ گھبراؤ گنہگارو
جو کچھ اعمالِ بد ہیں پھینک دو سب طاقِ نسیاں میں

سلام حضرت پہ جبریلِ امیں ہر دم (قنوت) پڑھتے ہیں
دیا بلبل چہکتا ہے مدینہ کے گلستاں میں

وہ دنداں منہ میں نورانی لب اور سرخ لاثانی
گہر ایسے عدن میں ہیں نہ لعل ایسے بدخشاں میں

مبارک خال جب دیدارِ احمد کیلئے دیکھی
نظر آتی ہے ہر دم نور کی صورت ہی قرآں میں

چراغِ الفتِ احمد ہے روشن بعدِ مردن بھی
یہی اک نور کی قندیل ہے گورِ غریباں میں

قطعہ

نبی محترم امی لقب ہو یا رسول اللہ
گئے اک روز بھی پڑھنے نہ مکہ کے دبستاں میں

مگر وہ آپ نے قرآں کا اعجاز دکھلایا
فصیحانِ عرب کے آجتک ہیں سر گریباں میں

بلالِ پاک کا کیا مرتبہ ہے کوئی کیا جانے
وہی خالِ رخِ احمد وہ تل ہے چشمِ انساں میں

کھلے جاتے ہیں اعمالِ زبون میدانِ محشر میں
چھپا لو یا محمد مجھکو اپنے پاک داماں میں

ہوس پھر دیکھنے کی ہو تو دیکھیں حضرت موسیٰ
وہی ہے طور کا جلوہ مدینہ کے خیاباں میں

وہ جنت پا نہیں سکتے جو منکر ہیں زیارت کے
کہیں کانٹے بھی رہتے ہیں بھلا گلزارِ رضواں میں

کفِ دستِ رسول اللہ سے تشبیہہ دوں کیونکر
ہے وہ بیضا ماہِ کامل ہیں جلبن مہرِ درخشاں میں

نکلجائیں کہیں ارمان دل سے یا رسول اللہ
دکھادو چاند سی صورت کسی شب خوابِ ہجراں میں

یہی فیضِ اویسی ہے کہ آنسو پیکے جیتا ہوں
کنی ہیرے کی یوں کھانا روا ہے عشقِ وندا میں

وہ سب فیضِ قدم سے بنگئے باغِ خلیل اللہ
کئی صدیوں سے جو آتشکدے روشن تھے ایراں میں

ہماری چشمِ گریاں کو ہے الفت آبِ کوثر سے
یہی چشمہ ابلتا ہے ہمیشہ باغِ ایماں میں

یہی شیخ الحرم کو یا نبیؐ ارشاد ہوجائے
کہ اسکا نام لکھہ دو کفش بردارانِ درباں میں

تصور میں جمے رہتے ہیں سبطینِ رسول اللہ
یہی دو پھول کھلتے ہیں مری آنکھوں کی مژگاں میں

تماشہ ہے کہ غنچہ میں چمن قطرہ میں دریا ہے
دیا عشقِ محمدؐ جلوہ گر ہے قلبِ طوفاں میں

ہزاروں دل سے نبیؐ کا کلام پڑھتے ہیں
درود گل تو ملائک سلام پڑھتے ہیں

زہے نصیب اونہیں کے انہیں کی قسمت ہے
درود پاک جو دل سے مدام پڑھتے ہیں

ادب یہ ہے کہ فرشتے بھی سرنگوں ہوکر
زبان سے مدحتِ خیر الانام پڑھتے ہیں

یہی وظیفہ ہے سب کا یہی عبادت ہے
درود جن و ملک صبح و شام پڑھتے ہیں

عجب درود ہے جسکو خدا بھی پڑھتا ہے
زہے نصیب جو عالیمقام پڑھتے ہیں

پرند باغ میں ہر دم جو چہچہاتے ہیں
حقیقتاً وہ درود و سلام پڑھتے ہیں

جو عاشقانِ رسولِ خدا ہیں اے طوفان
وہی درود بصد اہتمام پڑھتے ہیں

اپنے بیمار کو حضرت یہ دوا دیتے ہیں
خواب میں شربتِ دیدار پلا دیتے ہیں

طور پر حضرتِ موسیٰ کو بھی جانا ہو پہاڑ
وہ جھلک اونکو مدینے میں دکھا دیتے ہیں

کیا غرض ہے مجھے دنیا کے شہنشاہوں سے
میں جو چاہوں وہی محبوبِ خدا دیتے ہیں

ٹکٹکی باندھ کے بیٹھا ہوں در احمد پر
اسی امید پہ دیکھوں مجھے کیا دیتے ہیں

ذکرِ گل کا تو نہ کر بلبلِ شیدا ہم سے
ہمکو حضرت کے فسانے ہی مزا دیتے ہیں

احمدِ پاک دکھاتے ہیں احد کا جلوہ
جس گھڑی میم کے پردے کو اوٹھا دیتے ہیں

دیکھ لیتا ہوں میں جی بھر کے بقا کی صورت
میرے ساقی مجھے جب جامِ فنا دیتے ہیں

کھولدے جلد درِ خلدِ بریں اے رضواں
ورنہ ہم عرش کی زنجیر ہلا دیتے ہیں

عشق کا راز چھپائے سے نہیں چھپ سکتا
دردِ دل اونکا میرے اشعار بتا دیتے ہیں

دردِ دل دردِ جگر ہجرِ محمد میں مدام
مری سوتی ہوئی قسمت کو جگا دیتے ہیں

جو لگا دیتے ہیں پانی کی محرم میں سبیل
جام کوثر او نہیں شاہِ شہدا دیتے ہیں

یہ بھی احسان ہے محبوبِ خدا کا طوفان
مجھکو اپنا ہی وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں

پھونکدے عشق دل نشین نہ کہیں
پھٹ پڑے کوہِ آتشین نہ کہیں

اوس کے محبوب پر دل آیا ہے
دیکھ لے صورت آفرین نہ کہیں

ابرِ رحمت جہاں برستا ہے
وہ مدینہ کی ہو زمین نہ کہیں

یا نبیؐ طالبِ شفاعت ہوں
آپ فرمائیں پھر نہین نہ کہیں

دو۔ طبیبو درود پڑھ پڑھ کر
زہر ہو جائے انگبین نہ کہیں

میرے نالوں کو روز سُن سُنکر
آپ ہو جائیں خشمگین نہ کہیں

لذتِ گریہ کم نہو اے دل
خشک ہو جائے آستین نہ کہیں

دل مرا گم ہوا ہے مدت سے
وہ مدینہ میں ہو کہین نہ کہیں

نزع میں بو گلاب کی آئی
آئے ہوں ختمِ مرسلین نہ کہیں

اونکے دامن کا بھی خیال رہے
خون رونا دلِ حزین نہ کہیں

حشر کے روز یا رسول اللہ
ہوں گنہگار شرمگین نہ کہیں

آپ کو دیکھتا ہوں بے سایہ
اور ہو جائے کچھ یقین نہ کہیں

وہ گنہگار ہوں کہ جنت میں
آنکھ دکھلائے حورِ عین نہ کہیں

ڈھونڈتے جسکو پھرتے ہو طوفاں
وہی شہ رگ سے ہو قریں نہ کہیں

بجز کوے ہمیشہ عاشقوں کے گھر بھی ہوتے ہیں
وہیں رہتے ہیں دل والے جہاں دلبر بھی ہوتے ہیں

بہت کچھ سن چکے فردوس کے اوصاف اے واعظ
مدینہ کیطرح جنت میں کیا منظر بھی ہوتے ہیں

ہمیشہ آپ کے مجرم پڑے ہیں آپ کے در پر
کہ جس جا آپکا در ہے وہی جا بر بھی ہوتے ہیں

میرے اشکوں نے پائی آبروِ عشق محمدؐ سے
کہیں ایسے عدن میں نور کے گوہر بھی ہوتے ہیں

جہاد فی سبیل اللہ پر شیدا شجاعت ہے
کہ ہر دم دست بیعت آپ سے خنجر بھی ہوتے ہیں

نبوت میں برابر سب نبی ہیں شک نہیں اسمیں
مگر وہ صاحب معراج کے ہمسر بھی ہوتے ہیں

پڑے رہتے ہیں محبوب خدا کے آستانے پر
خدا کی شان قسمت کے دھنی پتھر بھی ہوتے ہیں

نہ لاتا ہاتھ ہیں بوجہل گر اوسکو یقین ہوتا
محمدؐ مصطفےٰ کے کلمہ گو کنکر بھی ہوتے ہیں

سخاوت میں جو ہوں مشہور دریا دل زمانے میں
وہی حلیم خدا سے ساقیٔ کوثر بھی ہوتے ہیں

بہت مرغوب ہیں اللہ کو محبوب کی باتیں
اسی امید پر وہ شافع محشر بھی ہوتے ہیں

جوانان بہشتی کیوں نہوں سبطین پیغمبرؐ
دو عالم میں کہیں ایسے پری پیکر بھی ہوتے ہیں

فدا ہوں اسلئے میں سیدوں کے نام پر طوفاں
اسی زمرہ میں اصلی سبط پیغمبر بھی ہوتے ہیں

سچ ہے محبوب خدا کا کوئی ہمتا ہی نہیں
جسم پر نور وہ ایسا ہے کہ سایہ ہی نہیں

لن ترانی تو فقط مد مقابل سے رہی
جلوہ گر ہو گیا جب نور تو موسیٰ ہی نہیں

سیر فردوس سے رضوان کو کوئی حاصل نہوا
گل احمدؐ کیطرح گل کوئی دیکھا ہی نہیں

اے مسافر تو کبھی راہ شریعت کو نہ چھوڑ
یہ وہ ہے راہ کہ جس راہ میں کھٹکا ہی نہیں

لیگئی چھین کے دل باغ مدینہ کی بہار
آنکھ میں گلشن فردوس سماتا ہی نہیں

رحم کر مجھ پہ ذرا تو ہی نسیم سحری
نامہ بر جا کے مدینے سے تو آیا ہی نہیں

ایک یوسف کے ہیں لاکھوں ہی خریدار مگر
نظرِ شوق نہیں چشمِ زلیخا ہی نہیں

امتی ہونیکا دعویٰ وہ کرینگے کیونکر
جنکو حضرت کی شفاعت کا بھروسہ ہی نہیں

چلدیا وہ تو مدینہ کے طرف۔ وزدِ کفن
کھول مت قبر کو مدّاح کا لاشہ ہی نہیں

خواب میں جسکو ہوئی سیرِ مدینہ کی نصیب
اوسکو گلزارِ بہشتی کی تمنا ہی نہیں

لاکھ بیدرد کے اشعار ہوں رنگین طوفان
گلِ کاغذ کبھی محفل میں مہکتا ہی نہیں

تم شفیع المذنبین ہو میں گنہگاروں میں ہوں
تم گلِ یکتا چمن میں ہو تو میں خاروں میں ہوں

معصیت میں چور ہوں ہمشکل عاصی ہوں مگر
عاشقانِ مصطفےٰ کے کفش برداروں میں ہوں

خواب میں وہ نور کی صورت تو دکھلا دیجئے
صورتِ گیسو پریشاں ہیچ کاروں میں ہوں

آتشِ ہجرِ پیمبر سے ملے کیونکر نجات
میں کباب آسا ہراک پہلو سے انگاروں میں ہوں

کیوں نہیں لیتے خبر اپنے مریضِ عشق کی
اے طبیبِ مہرباں میں بھی تو بیماروں میں ہوں

کہتا تہا شوقِ شہادت غازیوں کو جنگ میں
حوریو کیسے جھمکتے میں ہوں کہ تلواروں میں ہوں

توہی اپنے ساتھ مجھکو لیکے چل بہرِ خدا
میں تو اے شوقِ زیارت سخت لاچاروں میں ہوں

اے زلیخا عشقِ احمد نے بڑہائی آبرو
میں بھی یوسف کیطرح محشر کے بازاروں میں ہوں

یادِ دندانِ مبارک میں ہے اشکوں کی جھڑی
ابرِ نیساں کیطرح میں بھی گہرباروں میں ہوں

نور کی صورت محمد کی ہے یا قرآن ہے
کہتی ہی ہر سطر زلفوں کے طرفداروں میں ہوں

کیوں نہ شیدا ہو بھلا حضرت پہ صورت آفرین
شانِ محبوبی یہ کہتی ہی طرفداروں میں ہوں

قید میں سجّاد کہتے تھے زبانِ حال سے
اونکے گیسوے معنبر کے گرفتاروں میں ہوں

عشق کی دولت نے طوفان کو تونگر کر دیا
زر درنگت اوسکی کہتی ہی کہ زرداروں میں ہوں

جہاں بیٹھے اوٹھے چلے رہے سلطانِ دین کسوں
رہیگی وہ زمین ہمپایۂ عرشِ برین برسوں

وہ باغ اپنا پریشان کیوں نہو گلگشت جنت سے
کہ اکثر خواب میں سونگھی ہے زلفِ عنبریں برسوں

رہی اشکِ مسلسل کی جھڑی گریوں ہی فرقت میں
تو سوکھے گی نہ پھر اے ابرِ تر یہ آستیں برسوں

یہی ایمان کی جان ہے اسی میں نورِ عرفان ہے
رہی دل میں الٰہی عشقِ ختم المرسلیں برسوں

ملا کرتے تھے آنکھوں سے ملک جسکی کفِ پا کو
قیامت ہے کہ کانٹوں پر چلا وہ نازنیں برسوں

جب اپنی آئینہ میں دیکھتے تھے شانِ محبوبی
کہیں ہے دیکھتا تھا اونکو صورت آفریں برسوں

مدینہ کو تو لاکھوں جا رہے ہیں یا رسول اللہ
زیارت کیلئے تڑپا کرینگے کیا ہمیں برسوں

ہزاروں خوبیوں کے پھول تھے باغِ محمد میں
معطر جنکی خوشبو سے رہا خلدِ بریں برسوں

وہ اخلاقِ الٰہی سے تھی مملو شانِ حضرت کی
کسی نے بھی نہ دیکھا آپکو چیں بر جبیں برسوں

غذا کیا پوچھتے ہو اوس شہنشاہِ دو عالم کی
پسند خاطرِ اقدس رہی نانِ جویں برسوں

شہیدِ کربلا کی یاد جب جلد سے گذرتی ہے
تو پھر بیساختہ روتے تھے زین العابدیں برسوں

اونہیں کے آستانہ پر رہینگے جا کے ہم طوفان
رہی خدمت میں جنکی رات دن روح الامیں برسوں

میں بندہ تو مولا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
میں ادنیٰ تو اعلیٰ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں جنسِ مقید ہوں تو سب سے منزہ ہے
ہر جا تیرا جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر موج کو دریا کی دریا نہیں کہہ سکتے
میں موج تو دریا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

جو کچھ تو کرے دعوے زیبا ہے تجھے مولا
لازم مجھے سجدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

مانا کہ تو سورج ہے اور دھوپ ہوں میں لیکن
تو اصل میں یکتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں عینِ کثافت ہوں تو عینِ لطافت ہے
مجھ پر ترا جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

تو قادرِ مطلق ہے میں عاجز بیحد ہوں
تو عالم و دانا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں خاک کا پتلا ہوں تو نور کا دریا ہے
مٹی میں رکھا کیا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر ذرہ میں گو تابان خورشید منور ہے
ہر حال یہ کہتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر چند کہ قطرہ بھی دریا کا نمونہ ہے — پر تول میں ہلکا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
میں ذات سے فانی ہوں تو ذات سے باقی ہے — تو سب سے نرالا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
تو وہ گل یکتا ہے ہر جا پہ جھلکتا ہے — پھر سب سے علیحدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
ہوں ہوں جو میں کہتا ہوں یہ تو بھی تو تیری ہے — پر اس میں بھی پردہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

صوفی وہ نہیں طوفان جو شئی کو خدا سمجھے
اپنا یہی کہنا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

یا محمد حال دل اظہار کے قابل نہیں — کیا کہوں منہ میں زبان گفتار کے قابل نہیں
نذر دیتا ہوں دل پر داغ اے شیخ الحرم — پر نہ کہنا یہ رقم سرکار کے قابل نہیں
آپ کا دست شفاعت کھینچ لے تو کیا عجب — ورنہ یہ عاصی تو اب دربار کے قابل نہیں
محفل میلاد میں کب غیر پڑتے ہیں سلام — نالۂ زاغ و زغن گلزار کے قابل نہیں
دل کے کھٹکے کی خبر ہو جائیگی سرکار کو — درد کی جو کیفیت ہے تار کے قابل نہیں
عشق کی بھٹی میں سونے کو گلانا چاہیئے — سرخروی حشر میں زردار کے قابل نہیں
خواب ہی میں شان محبوبی کی جھب دکھلایئے — دیدۂ بیدار گر دیدار کے قابل نہیں
بدر کے دن کہتے تھے آنکھیں بچھا کر جبرئیل — پائے نازک وادی پرخار کے قابل نہیں
ناریوں سے جنگ میں کہتا تھا اکبر کا جمال — مصطفٰے کی شکل ہوں میں وار کے قابل نہیں

زہد و تقوے پر ہوا ہے جسکو طوفان کچھ گھمنڈ
بالیقین وہ رحمت غفار کے قابل نہیں

گلاب جیسے ہی یکتا چمن کے پھولوں میں — یہی ہے شان محمد کی سب رسولوں میں
حلیمہ سعدیہ تو جسکو ڈھونڈنے نکلی — وہ لعل ہے جبل ثور کے ببولوں میں
دلوں میں گھس گئے سینوں کو تان کر غازی — ڈٹے چلے ہی گئے برچھیونکی ہولوں میں
خبر کرے کوئی طیبہ کے خشک خارونکو — بھرا ہے پانی بہت پاؤں کے پھپھولوں میں

نہ چھیڑ غنچۂ دل کو مرے نسیمِ سحر
نہیں ہے مجھسا کوئی غمزدہ ملولوں میں

عجب تھی شانِ حسین علیہ السلام و حسن علیہ السلام کی صلِ علیٰ
جھلاتے رہتے تھے جبرئیل جنکو جھولوں میں

نکل ہی جائیگی حسرت طواف کی طوفانؔ
ملیگی خاک مری ایک دن بگولوں میں

چشمِ پُرخواب میں وہ کاشفِ راز آتے ہیں
سات پردوں میں شہنشاہِ حجاز آتے ہیں

اے بتو جلد نکل جاؤ خدا کے گھر سے
آج کعبہ میں وہ پڑھنے کو نماز آتے ہیں

ہم جو مانگیں وہی دیتے ہیں رسولِ مدنی
خوگرِ خلق کہیں رحم سے باز آتے ہیں

نامے لے لیکے اُڑے تھے جو مدینہ کیطرف
وہ کبوتر مرے سب صورتِ باز آتے ہیں

بادشاہوں کو ہے دربارِ محمدؐ محمود
ہاتھ باندھے ہوئے سب مثلِ ایاز آتے ہیں

بیخودی میں نہیں تکلیفِ شریعت ساقی
ہوش کے ساتھ ہی اندازِ نیاز آتے ہیں

گنجِ مخفی سے نکلکر جو بنے تھے مدنی
لامکاں میں وہی سرمایۂ ناز آتے ہیں

آمنہ بی بی رضؓ کے گھر مہرِ رسالت چمکا
عرش سے فرش پہ وہ ذرہ نواز آتے ہیں

بحرِ عصیاں کے تلاطم سے نہ گھبرا طوفانؔ
تیرے لینے کو شفاعت کے جہاز آتے ہیں

جہاں میں کوئی بے سایہ بشر ہوئے تو میں جانوں
برنگِ صاحبِ شق القمر ہوئے تو میں جانوں

تصور رو بمدم جا جا کے آتا ہے مدینہ سے
کوئی ایسا کبوتر نامہ بر ہوئے تو میں جانوں

براقِ تیز پر معراج میں کہتا تہا حضرت سے
خیالِ خضر میرا ہمسفر ہوئے تو میں جانوں

زبان پر نزع میں کیا نام میٹھا ہے محمدؐ کا
جہاں میں با مزا ایسی شکر ہوئے تو میں جانوں

یتیم امی لقب وہ چھا گیا صدہا قبیلوں پر
محمدؐ سا کوئی پیغامبر ہوئے تو میں جانوں

چراغِ شام کے پرتو سے کہتا تہا یہ پروانہ
مدینہ کا جو تو نورِ سحر ہوئے تو میں جانوں

نہیں ہے محفلِ میلاد سے دلبستگی جس کو
تو پھر اشکوں سے اوسکی چشم تر ہوئے تو میں جانوں

ہزاروں سختیوں میں جمگیا اسلام کا پودا — شجر پتھر پہ ایسا بار ور ہوئے تو میں جانوں
تو اے تارِ نفس اپنا اثر ایسا تو دکھلاوے — او نہیں بیتابیِ دل کی خبر ہوئے تو میں جانوں

ملے جس شخص کو صندل مزارِ پاک کا طوفان
پھر اوسکو عمر بھر بھی دردِ سر ہوئے تو میں جانوں

میں رہوں ہوش میں خلوت کا یہ دستور نہیں — غیر کے سامنے آنا او نہیں منظور نہیں
حسرتِ شربتِ دیدار نہ رہجائے کہیں — چشمِ مشتاق ہے لیکن دلِ مخمور نہیں
کب تو سو جائیگا اے دیدۂ دیدار طلب — سات پردوں میں وہ آجائیں تو کچھ دور نہیں
میں وہ غازی ہوں کہ تلوار ہے معشوق مری — کون کہتا ہے کہ پہلو میں میرے حور نہیں
رات بھر رہتا ہے وہ ماہِ مدینہ دل میں — لیلۃ البدر سے کچھ کم شبِ دیجور نہیں
یا الٰہی کبھی آجائے مدینہ کی ہوا — خلد کی سیر سے بھی دل مرا مسرور نہیں
آنکھ میں جسکی حیا ہو نہ مروّت باقی — بالیقین اوس میں محمّد کا بھی نور نہیں
اے فرشتو نہ رکھو سر پہ میرے بارِ گناہ — امتیِ احمدِ مرسل کا ہوں مزدور نہیں
میرے اشکوں سے نہ دامن کو بچا اے زاہد — آبِ کوثر ہے یہ کچھ بادۂ انگور نہیں
میں جو چاہوں وہی دیگا میرا خالق مجھکو — کیونکہ وہ قادرِ مطلق کبھی مجبور نہیں

بے سبب آنکھ سے آنسو نہیں گرتے طوفان
پھر یہ کیا ہے جو جگر میں کوئی ناسور نہیں

میں مدح خوانِ رسالت مآب ہو کے رہوں — اگرچہ خار ہوں لیکن گلاب ہو کے رہوں
کٹے نہ تارِ نفس حسرتِ زیارت میں — الٰہی ہند میں کبتک خراب ہو کے رہوں
یہی طریق ہے در پردہ اونکے آنیکا — خیال میں یہی آتا ہے خواب ہو کے رہوں
ہر اک چراغ حرم کا ہوا سے کہتا ہے — جو گل ہوا بھی تو میں آفتاب ہو کے رہوں
کب اوسکا فضل گناہونکا وزن کرتا ہے — وہ بے شمار ہے میں بے حساب ہو کے رہوں

جلا کے آتشِ فرقت مجھے تو خاک نہ کر
مزا تو جب ہے کہ بوئے کباب ہو کے رہوں

اسی امید پہ خوشبو بسی ہے پھولوں میں
پسندِ خاطرِ عالیجناب ہو کے رہوں

امنگ عشقِ محمدؐ کی دل سے کہتی ہے
ضعیف عمر میں زورِ شباب ہو کے رہوں

احد سے کہتی تھی احمدؐ کی شانِ محبوبی
تو بیمثال ہے میں لاجواب ہو کے رہوں

بہا دے اشکِ مسلسل مجھے مدینہ تک
دیارِ پاک میں میں آب آب ہو کے رہوں

فروغِ حسن یہ اونکا نظر سے کہتا ہے
میں اپنی شکل کا خود ہی حجاب ہو کے رہوں

یہی ہے دولتِ عظمیٰ اسی میں ہے اکسیر
کہ خاکِ پائے سگِ بوتراب ہو کے رہوں

مجھے تو نام و نشاں سے ہے ننگ اے طوفان
یہی خطاب ہے میں بے خطاب ہو کے رہوں

سنا دے ہمکو واعظ احمدِ مختار کی باتیں
پسند آئیں گنہگاروں کے دل کو پیار کی باتیں

کہینگے نفسی نفسی وہ تو یہ بھی امتی ہر دم
نبیوں سے نرالی ہیں مرے سرکار کی باتیں

مری آنکھوں میں دل میں جمگیا نقشہ مدینہ کا
مجھے بھاتی نہیں رضوان گلِ گلزار کی باتیں

تصدق دمبدم ہوتا ہوں میں ذکرِ اویسی پر
خوش آتی ہیں دلِ بیمار کو بیمار کی باتیں

ہجومِ حشر میں رحمت جھکے کیا چند نیکوں پر
ہزاروں میں نہیں سنتا کوئی دو چار کی باتیں

مذاقِ لنترانی کا مزا کیا بوالہوس جانے
کوئی پوچھے کلیم اللہ سے دیدار کی باتیں

حفاظت شرع کی موقوف تھی مہرِ خموشی پر
کہیں منصور نے جو کچھ وہ سب تھیں دار کی باتیں

رہِ حق میں یتیمِ پاک پر کیا کیا ستم توڑے
سنی جاتی نہیں کفارِ ناہنجار کی باتیں

بھلا وہ معرکہ میں آکے کیوں جان نہ دے تیغِ ہلالی پہ
لڑکپن ہی سے جو سنتا رہا تلوار کی باتیں

ہلالِ عید کا جلوہ نظر آئیگا عاشق کو
سنائے گر کوئی اوس ابروئے خمدار کی باتیں

مخالف ہی رہا بوجہل اوس نورِ الٰہی سے
کہاں بھاتی ہیں دل آزار کو دلدار کی باتیں

لگے رہتے ہیں جنکے کان ہر دم دل کے کھٹکے پر
سمجھتے ہیں وہی عاشق مزاج اس تار کی باتیں

نہ بھولینگے کبھی ہم قصرِ جنت میں بھی اے طوفاں
محمد مصطفیٰ کے سایۂ دیوار کی باتیں

شفا پائیگا یہ بیمار اک دن — ملیگا شربتِ دیدار اک دن
درِ دیدہ کھلا رکھوں نہ کیونکر — مرے گھر آئینگے سرکار اک دن
چھپائیگا گناہوں کو کہاں تک — کھلے گا حشر کا بازار اک دن
پریشانی کریں گے دور میری — میرے آقا میرے غمخوار اک دن
تمنائے شہادت کہہ رہی ہے — گلے ملجائیگی تلوار اک دن
یقین ہے خوابِ راحت سے ملیگا — ہمارا دیدۂ بیدار اک دن
وہی ہے میرے سونے کی کسوٹی — ملیگی رحمتِ غفار اک دن
دکھا دے زندگی میں یا الٰہی — مدینہ کا مجھے گلزار اک دن

میسر نزع میں طوفاں کو ہوگا
رسول اللہ کا دیدار اک دن

بلبلِ جاں وہ مدینہ کا چمن دور نہیں — قفسِ تن سے نکل جا کہ وطن دور نہیں
اب بھی سن لے کوئی آوازِ اویس قرنی — جذب کامل ہے تو صحرائے قرن دور نہیں
نور کی مہ نے پسِ مرگ اڑائی چادر — بیکسوں سے رہِ طیبہ میں کفن دور نہیں
شبِ معراج میں کہتا تھا براقِ نبوی — اک طرارہ جو بھروں چرخِ کہن دور نہیں
چشمِ تر اشکِ مسلسل کے عطا کر موتی — تجھ سے کچھ دامنِ دریائے عدن دور نہیں
گرچہ آیا ہے مدینہ سے تسلّی کا جواب — کیا سبب دل سے مرے رنج و محن دور نہیں
ابھی آثار مدینہ تجھے آئینگے نظر — اے مسافر درِ سلطانِ زمن دور نہیں
مغفرت کہتی ہے ہل جل کے خطا واروں سے — اے غزالانِ خطا مشکِ ختن دور نہیں

دل میں جو بات ہو نکلے وہی منہ سے طوفاں

ایک ہی رنگ ہے دل سے دہن دور نہیں

نہ چھپی حقیقتِ بحر ہو نظر آئی سبیلِ مجاز میں
جو سجود تحفۂ ناز تھے ہوئے پیش موج نیاز میں

یہ چراغ ہی کا تھا نور سب ہوا جلوہ گر جو مجاز میں
کہ دکھا کے شکل چھپا رہا وہ خود اپنی پردۂ راز میں

تھا عجیب سایۂ مصطفےٰ شبِ قدر میں بھی نہ رہ سکا
رخِ پاک پر تھا فریفتہ وہ چھپا تھا زلفِ دراز میں

ہے درود پاک وہ دل نشین کہ خدا بھی پڑھتا ہے بالیقین
وہ نماز تحفۂ حق نہیں جو درود ہو نہ نماز میں

یہ امید تھی کہ ہر آئینہ وہ حبیب کو دیکھینگے آئینہ
یہ خیال ہو گیا آئینہ دلِ پاک آئینہ ساز میں

اونہیں ڈالیو نہیں وہ پھول تھا وہیں پاک حق کا رسول تھا
چمنِ قبیلۂ ہاشمی جو مہک رہا تھا حجاز میں

میں نثار اپنے خیال کے کہ مدینہ جا کے وہ آ گیا
نہ کبوتر ایسا کبھی اڑا نہ مجال بازوئے باز میں

دلِ پاک ابنِ سبکتگین کبھی آتا او سپہ نہ بالیقین
وہ چھپائے دیدۂ تر کہیں جو نہ ہوتی چشم ایاز میں

جو بڑھا تلاطمِ عاصیان یمِ حشر میں تو نہ تھی امان
نہ ملے فرشتوں کو مدح خوان تھے وہ مغفرت کے جہاز میں

وہ خیالِ خالِ رخِ صفا ہوا جیسے دل میرا مبتلا
اسی تل کی کھب گئی خوش ادا وہ نگاہ نکتہ نواز میں

کبھی تھے وہ کعبہ میں بت شکن کبھی تھے پہاڑوں پہ نعرہ زن
رفقائے احمدِ مجتبیٰ نہ رکے نشیب و فراز میں

یہی طوفان دل کا بخار ہے تو جو رو رہا زار و نزار ہے
تو دیدہ ابر بہار ہے یہ اثر ہے سوز و گداز میں

وفورِ عشق سے روتا ہوا پہنچا مدینے میں
نظر آئی بہارِ خلد ساون کے مہینے میں

مہکتے تھے عروسانِ عرب کے گھر مہینوں تک
گلِ فردوس کی خوشبو تھی حضرت کے پسینے میں

فراقِ مصطفےٰ میں کیا کہوں کیونکر گذرتی ہے
دکن میں ہے جسمِ خاکی مگر ہے جان مدینے میں

غریقِ بحرِ عصیان وہ کسی دم ہو نہیں سکتا
محمد مصطفےٰ سا ناخدا ہو جس سفینے میں

نہ ہو جب تک نگاہِ مہر مجھ پر یا رسول اللہ
دلِ بیتاب کو کیونکر قرار آئیگا سینے میں

الٰہی میں نہ بھولوں کوئی دم کلمہ محمد کا
یہی اک ذکر ہو کندہ ہے دل کے نگینے میں

جما رہتا ہے ہر شب آنکھوں میں حلیہ محمد کا
اسی صورت سے قرآں ختم کرتا ہوں شبینے میں

رسول اللہ کے احکام پر وہ جاں دیتے ہیں
ضعیفی میں نہ غم کھانا نہ آنسو پینا آتا ہے
اگر ہے علم کا طالب تو کوسوں دور جاجا کر

اسی کی عاشقوں کو دھن لگی رہتی ہے جینے میں
مزا باقی رہا کوئی نہ کھانے میں نہ پینے میں
کسی صورت سے حاصل کر اگرچہ ہو وہ سینے میں

میرے مدفن میں بجز عشق محمد کچھ نہیں طوفان
یہی اک لعل آتش رنگ رہتا ہے دفینے میں

اس شعر میں حدیث شریف۔ اطلب العلم ولو کان بالسین کی طرف اشارہ ہے اگرچہ علماء مقدس نے سین سے مراد ملک چین کی لی ہے لیکن دل کو اس تاویل سے تسکین نہیں ہوتی اسواسطے قرآن پاک میں س طب ویابس سب موجود ہے قطع نظر اس کے سرکار کی ذات عین علم ہے تو ایسا نبی چین میں کرا دیں وقت تک چین میں اسلام نہ تہا۔ جانے کی ہدایت کیوں دیتا بلکہ خاص آیات قرآنی کے اسرار و معانی سے آپ نے جن اشخاص کو تعلیم دی ہو ان کے سینے سے حاصل کرنیکے طرف اشارہ ہے اور اسی سے راقم کو تسکین ہوتی ہے۔

نازل ہوا ہے قرآں اے جان تری گلی میں
فاقوں میں بھی وہی تہا خوانِ خلیل تیرا
مشہور ہے جہان میں خلقِ عظیم تیرا
اے خاتم الرسالت وای معدنِ شفاعت
تو علم اولین ہے، تو شمعِ بزمِ دین ہے
جس ہٹ پہ بیٹھے ہیٹلے آخر وہی قبیلے
بعد از سلام خالق تجھ پر درود بھیجے
تیرے فقیر کیونکر چھوڑیں دیار تیرا
ہی رحمت خدا بھی ہر دم تری رضا جو

لاکھوں کو مل رہا ہے ایمان تری گلی میں
بھوکا رہا نہ اک دن مہمان تری گلی میں
رہتے ہیں دوست دشمن شادان تری گلی میں
دشواریاں ہوئیں سب آسان تری گلی میں
تیرا ہے سب اوجالا اے جان تری گلی میں
بگڑے ہوئے بنے سب انسان تری گلی میں
جبریل آ رہے ہیں قرآن تری گلی میں
جنت تری گلی ہے رضوان تری گلی میں
بخشش کا ہے مہیا سامان تری گلی میں

بوجہل جان کر کیوں انجان ہو گیا تھا
نکلے قمر کے ٹکڑے جانان تری گلی میں

تیری زبان سے باتیں کرتا ہی حق تعالیٰ
سن سن کے ہو گئی سب حیران تری گلی میں

آ آ کے ابر سر پر تجھکو چھپا رہا تھا
سائے کو ڈھونڈتی تھیں پریاں تری گلی میں

اترا رہے ہیں دونوں تیری عنایتوں پر
دانا تیری گلی میں ناداں تری گلی میں

دل میں سما گئے جب ذہنی نکات تیرے
اک طفل بن کے بیٹھا لقمان تری گلی میں

کب تک یہ خواب راحت دکھلائے پاک صورت
برپا ہے عاشقوں کا **طوفان** تری گلی میں

غافل نے عمر کھوئی ہیں تو کی گفتگو میں
مرنے سے پہلے مر کر گم ہو گیا نہ ہُو میں

باغ جنان میں گلشن ہو کیوں نہ رح پرور
احمد کی خوبیاں ہیں پھولوں کے رنگ و بو میں

یہ اور دل جلوں کو بھڑکا کے چھوڑتی ہے
آتش بھری ہوئی ہے کوئل کے خوش گلو میں

مرنے سے پہلے توبہ لازم ہے عاصیوں کو
کافی یہی ہے صابن عصیاں کے شست و شو میں

سینہ میں ہے جو نافہ خود اوس سے بیخبر ہے
بن بن پھرے ہے آہو خوشبو کی جستجو میں

جنگ و جدل کی نوبت آتی تھی آخری پر
حضرت کی عمر ساری گذری ہے صلح جو میں

دیدار روز محشر اول اونہیں کا ہو گا
اوٹھینگے جو زمیں سے ڈوبے ہوئے لہو میں

اخلاص میں سر مو شامل ریا نہوئے
ہر گز خلل نہ آئے موتی کی آبرو میں

معنی میں ڈوبنے کو کافی ہی راگ صوفی
یہ ہائے ہائے تیری ہو گی حجاب ہو میں

تاروں میں ماہ کامل پھولوں میں پھول یکتا
یا ذات پاک احمد یاران نیک خو میں

میں حور اوسکو سمجھوں جو تیغ ہو بغل میں
اوٹھوں بروز محشر ڈوبے ہوئے لہو میں

نکلے نہ دل کے ارمان کیوں رو رہا ہے **طوفان**
ستر برس تو گذرے طیبہ کی آرزو میں

مجرئی تھے تشنہ لب آلِ پیمبر دھوپ میں
اور پلاتے تھے ستمگر آب خنجر دھوپ میں

آب پیکان سے کیا جب حرملہ نے حلق تر
تلملا کر رہ گیا بے شیر اصغر دھوپ میں

جس گھڑی چہرِ امامت ہو گیا پیوند خاک
خونِ ناحق کی شفق پھولی برابر دھوپ میں

دامنِ رحمت سے ڈھانکا اونکو پھر اللہ نے
جو کہ بے گور و کفن تھے تن بہتر (۷۲) دھوپ میں

ایک صدمہ کو ہی مشکل سے اوٹھاتا ہی بشر
تھا نیا صدمہ پہ صدمہ شہ کے دلبر دھوپ میں

بعد مدت کے جو چمکی رن میں تیغ حیدری
کانپتے تھے خوف سے جبریل کے پر دھوپ میں

پونچھتے جاتے تھے منہ رومال سے محبوبِ حق
لاشۂ اکبر پہ روتے تھے جو سرور دھوپ میں

یہ غذا پائی سفر میں حضرتِ سجاد نے
چلتے چلتے ٹھوکریں کھاتے تھے اکثر دھوپ میں

رن میں ضربِ حیدری سے ہو گئے شامی کباب
جھڑتے تھے تیغ دو پیکر سے جو اخگر دھوپ میں

کیا یہی تھا تفرقہ منظور تجھکو اے فلک
اشقیا ہوں چھاؤں میں آلِ پیمبر دھوپ میں

قطعہ

نہر پر روکا ستمگاروں نے جب عباس کو
یوں ہوا رطب اللسان وہ ماہ پیکر دھوپ میں

ختم حجت کیلئے آیا تھا یاں تک ورنہ آج
صابر و شاکر کہیں ہوتے ہیں مضطر دھوپ میں

مالکِ کوثر اگر چاہیں تو آہ سرد سے
سب کے سب مفلوج ہو جائیں بداختر دھوپ میں

تحتہا الانہار جری کا ہی کھلجائے حال
برف بن بن کر پگھل جائینگے پتھر دھوپ میں

دامنِ آلِ نبی کو ہاتھ سے جانے نہ دے
کام آئیگا یہ **طوفان** روزِ محشر دھوپ میں

ردیفِ (و)

اے شاہِ عرب حسن خداداد دکھادو
چہرہ سے ذرا بُردِ یمانی تو ہٹادو

چھوڑو نہ مجھے راہ میں اے قافلہ والو
گھر پھونک دیا جس نے اویسِ قرنی کا
لکھے سے زیادہ جو خطا کی ہو تو مجرم
بلبل نہ کبھی بھول کے پھر پھول کو دیکھے
تم شمعِ شبستانِ الٰہی ہو محمد
دل میں مرے آگ عشقِ محمد کی بھری ہے
محشر میں درود آپ پہ پڑھتا جو رہونگا
جو شخص ادب سے نہ سُنے نعتِ پیمبر
اللہ کے محبوب ذرا خواب میں آکر
جز ذکر محمد مجھے بھاتا نہیں کوئی
ہو جائے عطا الفتِ حسنین کا صدقہ

اشکوں کیطرح مجھکو نہ آنکھوں سے گرا دو
سرکار وہی آگ میرے دل میں لگا دو
کچھ ایسے فرشتو مرے اعمال بتا دو
خاکِ درِ پاک آنکھ میں اوسکی جو لگا دو
لو اپنی لگا کر مجھے پروانہ بنا دو
اِس شمع کو لیجاکے مدینہ میں جلا دو
پھر کون کہیگا کہ گناہوں کی سزا دو
واجب ہے یہ سب پر اوسے محفل سے اُٹھا دو
سوتی ہوئی قسمت میری للّٰہ جگا دو
لیلیٰ کا فسانہ کسی مجنوں کو سنا دو
اے ساقیِ کوثر مجھے دو جام پلا دو

پڑھ پڑھ کے قصیدہ کوئی اِی حضرتِ طوفان
ہنگامہ محشر میں نئی دھوم مچا دو

کھڑا ہوں میں بحالِ زار دیکھو
بھلا ہوں یا بُرا ہوں آپکا ہوں
کیا بدنام مجھکو نفسِ بد نے
ازل سے آپکے دامن میں ہوں میں
خبر لو اے مسیحائے مدینہ
بہارِ بوستاں ہے روئے احمد
ذرا چشمِ عنایت سے ادھر بھی
عزیزو بزمِ میلاد النبیؐ میں

ادھر بھی احمدِ مختار دیکھو
میری جانب ذرا سرکار دیکھو
ہوا رسوا سرِ بازار دیکھو
جو تم ہو گل تو میں ہوں خار دیکھو
پڑا ہے آپ کا بیمار دیکھو
شگفتہ ہیں گلِ رخسار دیکھو
غریبوں کیطرف اکبار دیکھو
نزولِ رحمتِ غفار دیکھو

تمہارا یا محمدؐ عاشق زار
ہوا ہے جان سے بیزار دیکھو

خبر دی خواب میں ہاتف نے طوفاں
رسول اللہ کا دیدار دیکھو

آپ اپنے نامہ بر ہو فخر اسکندر بھی ہو
سامنے نوشابۂ عالم کے پیغمبر بھی ہو

آپ علم الاولین ہو عالم و معلوم ہو
نام کے امی لقب ہو خضر کے رہبر بھی ہو

اول و آخر تمہیں ہو ظاہر و باطن ہوا تم
گنج مخفی میں جو زر تھا اوسکے تم زیور بھی ہو

یا نبیؐ تم دن کے سورج ہو تو شب کے چاند ہو
ذرہ پرور بالیقین نور مہ و اختر بھی ہو

قلزم رحمت ہو تم میں قطرۂ ناچیز ہوں
میں تو مجرم ہوں مگر تم شافع محشر بھی ہو

تشنہ کامان محبت کیوں نہ دیکھیں آپکو
مالک فردوس ہو اور ساقی کوثر بھی ہو

خانہ عالم کے ہو تم یا نبیؐ روشن چراغ
کچھ مدینہ میں نہیں ہو جلوہ گر گھر گھر بھی ہو

سبز گھوڑوں پر اترتے تھے ملائک جنگ میں
مختصر سے بیدلوں میں صاحب لشکر بھی ہو

یا رسول اللہ دل اسلام کی ہمت ہو تم
غازیوں کی تیغ ہو اور اوسکے تم جوہر بھی ہو

آپ کا در چھوڑ کر جائینگے اب مجرم کہاں
عاصیوں کے بخشوا دینے کی تم خوگر بھی ہو

لحمک لحمی کے وہ ہیں لفظ تو معنی ہیں آپ
آپ ہی زور علیؑ ہو فاتح خیبر بھی ہو

کیوں نہو ہر علم سے اللہ کے انکو خبر
جن کا قاصد تیز دم جبریل سا شہپر بھی ہو

ہے یہی حسرت مرے دل کی تمنا ہے یہی
آپ کے در پر ہو سر پھر آپکی ٹھوکر بھی ہو

غرق کر سکتی نہیں کشتی کو طوفاں کی ہوا
ہے سہارا آپ کا جب اوسکے تم لنگر بھی ہو

تمنا ہے کہ میں جی بھر کے دیکھوں اونکی صورت کو
خدا جانے کہ کتنے سال باقی ہیں قیامت کو

سنا ہے بے ادب بھی چوم کر مہر نبوت کو
خدا کی شان ہاتوں ہاتھ لے لیتا ہے جنت کو

میرے نزدیک تو ای خوف محشر آ نہیں سکتا
رسول اللہ کی دل سے لگا رکھا ہے الفت کو

بلا اذنِ محمد صور اسرافیل کیا پھونکیں
ادب سے دیکھتے ہیں اونکے خوابِ استراحت کو

نبیوں کو تو روزِ محشر اپنی ہی پڑی ہوگی
مگر ڈھونڈینگے محبوبِ خدا اپنی ہی امت کو

چراغِ شرع جسنے چھوڑ کر راہِ طریقت لی
نہ پائیگا کبھی وہ عمر بھر شہرِ حقیقت کو

ہوا وہ لاکھ پردوں ہی میں صورت آشنا ہم سے
ہوئی بے پردہ گی جب ہم نے چھپایا اپنی صورت کو

ہوا ہوں یا انہیں ہیں شربتِ دیدار کی قابل
مسیحائے مدینہ دیکھئے دلکی حرارت کو

سدا بہرِ زیارت آسمانوں سے اوترتے ہیں
بناتے ہیں ملائک حرزِ جاں تعویذِ تربت کو

وہ بیمارِ محبت کو بھلا کیا بھول جائیں گے
کہ جو صبح و مسا جاتے تھے دشمن کی عیادت کو

زمانہ کیوں نہو اوسپر سے قربان کیوں نہو صدقے
کہ جسنے وقتِ رحلت بھی نہ بھولا اپنی امت کو

تم کو اسلئے ہیں دیکھتا ہوں شوق سے طوفان
کہ اس نے بھی تو تریسٹھ سال تک دیکھا ہی حضرت کو

جنت کی آرزو نہ تمنائے حور ہو
دل ہے وہی کہ جس میں ولائے حضور ہو

افشائے رازِ عشق نکر چشمِ اشکبار
کچھ میرے حال پر بھی عنایت ضرور ہو

ہی مغفرت ضرور خطا وار کے لئے
حور و قصور کے لئے کوئی قصور ہو

جن کو ازل سے شافعِ محشر کا ہو خطاب
کیونکر گناہگار سے اون کو نفور ہو

میں ہوں دکن میں آپ مدینہ میں ہو حضور
ایسا نہو کہ شمع سے پروانہ دور ہو

آتے ہیں صبح و شام مضامین عرش سے
کیونکر نہ مجھکو نعتِ نبی پر غرور ہو

رونا میرا فراق میں خالی نہ جائیگا
اشکوں کے موتیوں میں محمد کا نور ہو

دیکھوں مدینہ جاکے میں بارانِ نور کو
سر پر سحابِ رحمتِ ربِ غفور ہو

محروم ہو نہ جاؤں میں کوثر کے جام سے
ایسا نہو کہ شیشۂ دل چور چور ہو

دیدار کے لئے تو ہزاروں پہاڑ ہیں
دل سے خیالِ طور اگر دور دور ہو

مارے خوشی کے شہرِ مدینہ کو دیکھکر
آنکھیں ہوں اشکبار تو دل میں سرور ہو

طوفان یادِ ساقیٔ کوثر میں رہ مدام
گر دل میں آرزوئے شرابِ طہور ہو

اک نظر مجھپر بھی محبوبِ خدا ایسی تو ہو
لوٹ جائے جسپہ رحمت بھی ادا ایسی تو ہو

عشق میں حضرت کے مرجائیں فنا ایسی تو ہو
دم بھریں اللہ کا ہر دم بقا ایسی تو ہو

بوسۂ مہر نبوت لے لیا کس شوق سے
جنّتی ہو جائے مجرم بھی خطا ایسی تو ہو

سر کے بل جاؤں مدینہ کو زیارت کیلئے
میری قسمت یا محمّد مصطفےٰ ایسی تو ہو

ہو گیا ہوں مثل تنکہ میں اسی امید پر
لے اوڑے مجھکو مدینہ کی ہوا ایسی تو ہو

رکھ توکّل پر نظر چلدے مدینہ کیطرف
ہمتِ مردانہ اے مردِ خدا۔ ایسی تو ہو

بعد مردن قبر پر ہو فاتحہ خوان ماہتاب
دل میں میرے الفتِ بدر الدجیٰ ایسی تو ہو

خواب میں آ کر کہیں سحبانِ وائل مرحبا
اے زبان ممدوح کی مدح و ثنا ایسی تو ہو

اشک ہوں آنکھوں سے جاری اور زبان پر ہو درود
عابدِ نادان عبادت بے ریا ایسی تو ہو

ہو زبان پر نام احمد دل میں ہو یادِ خدا
عشق کہتا ہے کہ **طوفان** کی قضا ایسی تو ہو

کافور دل سے عشق حبیبِ خدا نہو
اس پہول سے الٰہی یہ خوشبو ہوا نہو

کیونکر لحد میں اوسکے رہے چاندنی کا فرش
جس دل میں سوز الفت بدر الدجیٰ نہو

لذت فراق مصطفوی میں ہے بے شمار
صحت ہوئی کہ درد کی کوئی دوا نہو

اوسکا وہ فضل بخشدیا مجھکو بیحساب
میری یہی خطا ہے کہ مجھسے خطا نہو

آنکھوں میں ہے وہ نور محمد بسا ہوا
حوران خلد پر بھی مرا دل فدا نہو

رونے میں جو مزا ہے ہنسی میں ملا نہیں
شادی وہ عین غم ہے کہ جسمیں مزا نہو

گلشن میں بس گئی ہے شمیم مزار پاک
دولہن بنی ہوئی کہیں بادِ صبا نہو

پھرتا رہا ہو وہم جو مدینہ کا عمر بھر
ہندوستان میں اوسکی الٰہی قضا نہو

شیدا جو دل سے چشمِ محمد پہ ہو گیا / کیونکر نہ اوسکی آنکھ میں شرم و حیا نہو
سچ ہے کہ اوس بشر کے دہن میں زباں نہیں / جس پر رسولِ پاک کی مدح و ثنا نہو

روتے رہو گے یوں ہی جو فرقت میں ہر گھڑی
طوفان یہ خوف ہے کہیں طوفاں بپا نہو

کر دے ای وحشتِ دل آج ہی بیکل مجھکو / سوئے صحرائے مدینہ کہیں لیچل مجھکو
ہوں سیہ کار یہ کرتا ہوں شفاعت پہ غرور / الفتِ زلفِ نبی پر ہی رہا بل مجھکو
تشنہ لب رہ کے پریشان نہ پھروں محشر میں / آبِ کوثر کی عطا کیجیے چھاگل مجھکو
اوسکی کو کو سے تو آتا ہے کلیجہ منہ کو / آپ کے ہجر میں تڑپاتی ہے کویل مجھکو
یاد آئی جو مجھے گلشنِ طیبہ کی بہار / اپنے ہمراہ اوڑا لیگئے ہریل مجھکو
مجھ سیہ کار کے اعمال نہ کھلجائیں کہیں / حشر کے روز اوڑا دیجیے کمبل مجھکو
حوضِ کوثر پہ تو رحمت کی گھٹا چھائی ہے / ہو عطا ساقیِ کوثر کوئی بوتل مجھکو
جب سے سودا زدۂ زلفِ محمد ہوں میں / شوق سے لیتا ہے آغوش میں جنگل مجھکو
شوق سے جاتا ہوں طیبہ کو مگر خوف یہ ہے / راہ میں کر دے نہ پیرانہ سری شل مجھکو
وہ گنہگار نظر کردۂ رحمت ہوں میں / کہ ہر اک حور اوڑا دیتی ہے آنچل مجھکو

رنگ لائیگا غمِ ہجرِ محمد طوفان
آج کے رونیکا آئیگا مزا کل مجھکو

ردیف (ہ)

اللہ سے بندے کو نسبت ہے رقیبانہ / وہ جس کا ہے شیدائی یہ اوسکا ہی دیوانہ

موسیٰ کو بنانا تھا اپنے ہی کو بیگانہ | پھر دیکھتے جی بھر کے وہ جلوۂ جانانہ

بلبل نہ چمن میں ہے محفل میں نہ پروانہ | عالم میں جسے دیکھو احمد کا ہے دیوانہ

اوس ساقیِ کوثر نے دیکھا جو حقارت سے | شیشہ سے اوڑی صہبا ٹکڑے ہوا پیمانہ

یہ نعت محمد ہے عشاق سنیں دل سے | فرہاد کا قصہ ہے مجنوں کا نہ افسانہ

دل دہلگیا کافر کا دہویا جو لباس اوسکا | اللہ رے حضرت کے اخلاق کریمانہ

گر شمعِ رسالت کے پروانے نہ ہم ہوتے | اپنا دل ویرانہ ہوتا نہ خداخانہ

کشکول مرے دل کا بھردے مئی الفت سے | آباد رہے ساقی ہردم ترا میخانہ

دندانِ مبارک کی جب یاد رولاتی ہے | آنسو جو ٹپکتا ہے بن جاتا ہے دُردانہ

خدامِ حرم مجھکو روکو نہ زیارت سے | حاضر ہے یہ نقدِ دل لے لیجئے ندرانہ

دیدار کی دولت ہے دربار محمد میں | ہم کاسۂ دل لیکر جائینگے فقیرانہ

ہیں سر نہ اوٹھاونگا قدموں سے محمد کے | کرلونگا ادا یوں ہی اک سجدۂ شکرانہ

دولت سے توکل کی کچھ ایسا غنی دل ہے | احمد کے فقیروں کا ہے ٹھاٹ امیرانہ

طوفان کا پتہ کوئی پوچھے تو یہ کہدینا
گلیوں میں مدینہ کی پھرتا ہے وہ دیوانہ

طرح

روشن ہوئی جب شمع شبستانِ مدینہ | ہر بزم میں تھا جلوۂ جانانِ مدینہ

دیتا ہے زبان کو وہ مزا نام محمد | ہے منہ میں مرے دانۂ رمانِ مدینہ

کیونکر نہ تڑپنے میں گذر جائیں شب و روز | ہے دل میں ترازو مرے پیکانِ مدینہ

دولت پہ شہنشاہونکی وہ تف نہیں کرتے | کیسے ہیں غنی دل کے فقیرانِ مدینہ

جب سے ہوا اللہ کے محبوب کا مسکن | ہیں حضرت جبریل مگس رانِ مدینہ

خدمت تمھیں اے حضرت ایوبؓ مبارک | اللہ کا محبوب ہے مہمانِ مدینہ

اے دشمنِ دین جا نہ کبھی ملکِ عرب میں | جاگے نہ کہیں شیرِ نیستانِ مدینہ

پہیلی ہے دو عالم میں شمیم گل احمد / اے صلِّ علیٰ نکہتِ بستانِ مدینہ
چوکھٹ پہ شہنشاہِ دو عالم کی پڑے ہیں / کیسے ہیں جوان بختِ ضعیفانِ مدینہ

کچھ اور کہوں نعت مدینہ کی زمیں ہیں
طوفان ابھی نکلا نہیں ارمانِ مدینہ

کس منہ سے کہوں میں صفت و شانِ مدینہ / صنّاعِ ازل خود ہے ثنا خوانِ مدینہ
یارانِ وفادار کے حلقہ میں وہ گل ہے / تاروں میں ہے روشن مہِ تابانِ مدینہ
اللہ کے محبوب کے جلوے کا تماشہ / دکھلاتا ہے ہر وقت بیابانِ مدینہ
شہباز جھجکتا ہے کبوتر سے وہاں کے / شیروں پہ ہے غالب سگِ دربانِ مدینہ
دارین کی دولت سے وہ کچھ ایسے غنی ہیں / شاہوں کے ہیں سرتاج گدایانِ مدینہ
جو دل کا ہو اندھا اوسے کر دیتے ہیں بینا / ہیں اہل نظر سرمہ فروشانِ مدینہ
وان جاتے ہی جنّت کا بتا دیتا ہے رستہ / ہے خضر ہر اک طفلِ دبستانِ مدینہ
حضرت کے سبب اونکو ملا رتبۂ عالی / ہیں عرش پہ سب خاک نشینانِ مدینہ
سب رسم بدی ہوگئے فاروق کے خط سے / دریا پہ بھی جاری ہوا فرمانِ مدینہ
اک ایک مہاجر پہ فدا ہوتے تھے سو سو / کیسے متواضع تھے غریبانِ مدینہ
حیدر کے پسر احمدِ مرسل کے نواسے / جنّت کے یہ دو گل ہیں جوانانِ مدینہ
روزے کا مزا ملتا ہے محبوب کے گھر میں / اے شوکت و شانِ مہِ رمضانِ مدینہ
بہلاتے ہیں دامانِ نظر چرخ کے تارے / جب نور اوگلتے ہیں چراغانِ مدینہ
وہ پیرس و برلن پہ کبھی رخ نہیں کرتے / ہوتے ہیں شب و روز جو قربانِ مدینہ

بلبل کی طرح روح تڑپ جاتی ہے طوفان
یاد آتا ہے جسدم چمنستانِ مدینہ

یاد آتا ہے یارب مجھے دربارِ مدینہ / دکھلا دے جمالِ رخ سرکارِ مدینہ

ہے کوہِ مفرّح جبلِ طور کی چوٹی
آتے ہیں وہیں سے نظر آثارِ مدینہ

ہوتا ہے وہاں عشق محبت ہی کا سودا
عاشق کے لئے خوب ہے بازارِ مدینہ

رہتے ہیں ملائک بھی لباسِ عربی میں
رہتا ہے اسی شان کا دربارِ مدینہ

پڑھتا ہے کوئی شوق سے جب نعتِ پیمبرؐ
سُن سُن کے تڑپ جاتے ہیں زوّارِ مدینہ

میلادِ نبیؐ کی ہے وہ تعظیم حرم میں
ہر وقت کھڑے رہتے ہیں اشجارِ مدینہ

جب درود سے پڑھتے ہیں سلام آپؐ پر عشاق
سینہ سے لپٹ جاتے ہیں ابرارِ مدینہ

جبتک نہ ملے شربتِ دیدار کا ساغر
عیسیٰ سے بھی اچھا نہو بیمارِ مدینہ

آنکھوں میں رکھوں پنجۂ مژگاں سے اوٹھا کر
کلیوں سے بھی بڑھکر ہے مجھے خارِ مدینہ

وہ چار طرف جلوۂ پُر نور حرم کا
اور بیچ میں وہ خیمۂ زنگارِ مدینہ

جنّت کا محل بھی مجھے ملجائے جو طوفان
یاد آئینگے ہر دم در و دیوارِ مدینہ

آئی شمیمِ روضۂ انور صبا کے ساتھ
غنچوں کے منہ بھی کھل گئے صلِّ علیٰ کے ساتھ

ہمدم ہے آہِ سرد فراقِ رسولؐ میں
ہے زندگی چراغ کی ہر دم ہوا کے ساتھ

وہ اپنے عاصیوں سے ملاتے نہیں نظر
آنکھوں میں بسگئی ہے مروت حیا کے ساتھ

شہباز ہیں وہ گنبدِ خضرا کے چھاؤں میں
پھر کیوں رہیں حرم کے کبوتر ہما کے ساتھ

جبتک ملے نہ گوشۂ دامانِ مصطفےٰ
جنّت میں جاؤنگا نہ کسی پارسا کے ساتھ

جو بے خطا رہا وہ خطا وار ہے ضرور
بندہ کا ہے خمیر مرکب خطا کے ساتھ

واعظ نہ کر ذلیل کہ ہم عاصیوں کا حشر
ہوگا جوانِ ہاشمی خوش ادا کے ساتھ

پڑھکر درود مانگی جب اللہ سے مراد
بابِ قبول کھلگیا عزمِ دعا کے ساتھ

دریا دلی پہ ساقیِ کوثر بھی آگیا
رحمت اوٹھی ہے جھوم کے کالی گھٹا کے ساتھ

یارب یہی دعا ہے تیری بارگاہ میں
ہو جائے حشر میرا شہِ کربلا کے ساتھ

طوفان زندگی کا اسی میں ہے لطفِ خاص
کٹ جائے عمر ذکرِ حبیبِ خدا کے ساتھ

ردیف (ی)

کاش ہم بھی روضۂ خیر البشر کو دیکھتے
کس نگاہِ شوق سے دیوار و در کو دیکھتے

کیا بگڑتا آپ کا گر ہم بھی اے شیخ الحرم
خوابگاہِ صاحبِ شق القمر کو دیکھتے

دولتِ دیدارِ احمدؐ سے غنی تھے جنکے دل
بھول کر بھی وہ نہ مڑ کر مال و زر کو دیکھتے

جس گھڑی مہرِ رسالت ہو رہا تھا جلوہ گر
کاش ہم بھی اوس زمانہ کی سحر کو دیکھتے

دعوتِ جابر میں ہوتے گر مسیحا بھی شریک
اوس لبِ جان بخش کے زندہ اثر کو دیکھتے

قافلے والو مدینہ میں وہ ملجاتا ضرور
ڈھونڈ کر گلیوں میں میرے نامہ بر کو دیکھتے

بوریہ سے بھی تو کم قیمت تھی کسرا کی بساط
کیوں غلامانِ نبیؐ لعل و گہر کو دیکھتے

صولتِ توحید پہ جنکی نظر تھی دمبدم
وہ شہنشاہوں کے کیونکر کر و فر کو دیکھتے

حضرتِ ایوبؑ بھی بیتاب ہو جاتے ضرور
کربلا میں گر وہ حیدرؓ کے پسر کو دیکھتے

جس نظر سے دیکھتے تھے نورِ پاکِ مصطفےٰ
ہم بھی اون اللہ والوں کی نظر کو دیکھتے

دل جلے گر دیکھ لیتے دل سے طوفان کا کلام
دردِ دل کو دیکھتے سوزِ جگر کو دیکھتے

مدینہ میں جس روز جاتے بنیگی
نئی چوٹ پھر دل پہ کھاتے بنیگی

تڑپ جاؤنگا دیکھکر جب مدینہ
حرم کے کبوتر اوڑاتے بنیگی

ہوا گر مدینہ کی آئے چمن میں
تو کلیوں کو بھی مسکراتے بنیگی

شبِ ہجر گر آنکھ لگ جائے میری
تو پھر خواب میں اون کو آتے بنیگی

سرِ حشر اے مالکِ حوضِ کوثر
مجھے جامِ کوثر پلاتے بنیگی

نہ دیکھو میرے خرمنِ معصیت کو
تبسم کی بجلی گراتے بنیگی

کمی کی جگر نے جو رونے میں اے دل
لہو آنکھ سے پھر بہاتے بنیگی

دہنی ہو شفاعت کے یا مصطفےٰ تم
گنہگار کو بخشواتے بنیگی

اگر بھول جاؤں بھی میں یا محمد
دمِ نزع کلمہ پڑھاتے بنیگی

یہ مداح محشر میں گھبرا نہ جائے
شفاعت کا مژدہ سناتے بنیگی

سرِ حشر عصیاں کی شرمندگی سے
پسینہ میں **طوفان** نہاتے بنیگی

دلِ بیتاب میں یارب خیالِ مصطفےٰ ٹھہرے
یہی شمس الضحیٰ ٹھہرے یہی بدر الدجیٰ ٹھہرے

جو شیدائے نبی طیبہ میں جاکر جابجا ٹھہرے
میری آنکھوں کا سرمہ یارب اونکی خاکِ پا ٹھہرے

رہِ حق میں کوئی رہزن مقابل آکے کیا ٹھہرے
چراغِ عشقِ احمد جب ہمارا رہنما ٹھہرے

عجب کیا ہے کہ آکر خلد سے حوریں بلائیں لیں
شبِ ہجراں مری گر آپکی زلفِ دوتا ٹھہرے

جسے چاہو گے تم اوسکو خدا بھی بخش ہی دیگا
مسلماں ہے وہی جسکو بھروسہ آپ کا ٹھہرے

بچی ہے نوح کی کشتی فقط نامِ محمد سے
وہ ڈوبے ناؤ کیونکر جسکے خود ہی ناخدا ٹھہرے

کفِ افسوس ملتے رہ گئے زہاد محشر میں
گنہگاروں کے پلہ پر جو آکر مصطفےٰ ٹھہرے

وہی جنت ہے جس جا آپکا دیدار ہو جائے
وہی محفل ہے جس میں آپ ہی کا تذکرہ ٹھہرے

کسی صورت سے اے ماہِ مدینہ شکل دکھلادو
دلِ بیمار کا کچھ تو علاج اے مہ لقا ٹھہرے

ترا محبوب کملی پوش یارب یوں نظر آئے
کہ جیسے چودویں کے چاند پر کالی گھٹا ٹھہرے

شہ گل سے ہمارا حال بھی کچھ عرض کر دینا
مدینہ کے چمن میں تو جو اے بادِ صبا ٹھہرے

وہ آئے شافعِ محشر عیادت کو دمِ آخر
اجل بھی آئے تو کہدو کہ بالیں پر ذرا ٹھہرے

قصیدہ پڑھتے ہی محشر میں محشر ہوگیا برپا
کہو صلّ علیٰ **طوفان** کہ شور مرحبا بھر دے

میرا دل ہے کہ شیدائے رخ محبوب داور ہے
تڑپتا لوٹتا ہے دمبدم بیتاب و مضطر ہے
ازل سے کشتۂ شمشیر ابروئے پیمبر ہے
چمن میں بلبلوں کو آج دیدار گل تر ہے
مسیحائے مدینہ لو خبر بیمار الفت کی
یہی شوق زیارت کہہ رہا ہی لوٹتے چلئے
اذاں کا بول بالا ہوگیا ناقوس سے بڑھکر
ہمیں ہے سابقہ محشر میں یارب و کریموں سے
تمازت ہوگئی کافور دیدار محمدؐ سے
نہ آیا زغۂ کفار میں اسلام کا غازی
مدینہ کے چمن میں جاکے سو سو بار آتا ہوں
تصدّق ہو چکے گھر پر خدا کے حاجیو لیکن
وہی مومن ہی جسکے قلب میں شوق زیارت ہے

ہزاروں میں یہی اک باغ جنت کا گل تر ہے
میرے سینہ میں دل ہے یا مدینہ کا کبوتر ہے
دل صد چاک میرا گنبد خضرا کا جھومر ہے
مبارک کیوں نہو (طرح) یہ جشن میلاد پیمبر ہے
مہینوں سے تمہارے ہجر میں بیتاب و مضطر ہے
کہاں خار مغیلاں جا بجا پھولونکا بستر ہے
یہ اعجاز نبیؐ جاری موذّن کی زباں پر ہے
محمدؐ کی شفاعت سے خدا بھی بندہ پرور ہے
ورق سونیکا ہے یا آفتاب روز محشر ہے
کلاہ گیسوئے خیرالوریٰ خالد کے سر پر ہے
وہ بلبل ہوں کہ بازو میں مرے جبریل کا پر ہے
چلو واں بھی جہاں اللہ کے محبوبؐ کا در ہے
نہو جس دل میں الفت مصطفےٰ کی وہ تو پتھر ہے

خیال کوئے احمدؐ جنت الفردوس سے **طوفان**
جسے کہتے ہیں کوثر وہ ہمارا دیدۂ تر ہے

محمد مصطفےٰ جب باندھکر تیغ دو دم نکلے
فقیرانہ گئے بنکر امیر محترم نکلے
سُنا جب کوئی مداح رسول اللہ آتا ہے
کسی جا بھی نکل جائیگا اسکا کیا بھروسہ ہے

ہوجاری ہوگئے کافور کعبہ سے صنم نکلے
در محبوب حق سے جھولیاں بھر بھر کے ہم نکلے
تو اوسکی پیشوائی کے لئے شیخ الحرم نکلے
تمنا ہے رسول اللہ کی چوکھٹ پہ دم نکلے

ہمیں رسوا نہ کر ستار تو بازارِ محشر میں
کہیں ایسا نہو ہم عاصیوں کا واں بھرم نکلے

زیارت سے مشرف ہو کے نکلے ہم مدینے سے
نکلنے کو تو نکلے ہم مگر باصد الم نکلے

ہمارا عشق کامل نزع میں بھی رنگ لائیگا
دہن سے شوق سے نامِ محمد دمبدم نکلے

رہِ الفت میں صد ہا رنج کیونکر بوالہوس جھیلے
غلامانِ محمد ہی مگر ثابت قدم نکلے

غمِ ہجرِ محمد کا اثر خالی نجائیگا
پس مردن مرے داغِ جگر شمعِ حرم نکلے

وہی مردِ خدا ہے اور وہی شیدائے احمد ہے
زیارت کے لئے گھر سے جو بیدام و درم نکلے

پڑے تھے بیخبر آرام سے آغوشِ ساقی میں
جب آیا ہوش تو میخانۂ وحدت سے ہم نکلے

طفیلِ نعتِ احمد سب یہی کہتے ہیں طوفان کو
ثنا خوانِ محمد میں یہی معجز رقم نکلے

شوق کہتا ہے مدینہ مجھے چلنے کے لئے
جان پہلے ہی سے حاضر ہے نکلنے کے لئے

یا نبی آپکے بیمار کی لے کون خبر
درد اٹھا مری کروٹ کو بدلنے کے لئے

وہ بھی دن آئے کہ طفلانِ مدینہ یارب
دوڑے آئیں مرے سر کو کچلنے کے لئے

خونِ دل خونِ جگر بہگیا آنسو ہو کر
اے فراق ہوئی دم ہے نکلنے کے لئے

رخ پہ ابروئے محمد کا اشارہ ہے یہی
بدر میں تیز ہے تلوار یہ چلنے کے لئے

حاجیوں نے درِ احمد کو تو آنکھوں سے ملا
رہگئے ہم کفِ افسوس ہی ملنے کے لئے

داغِ دل میں رہا خالِ رخِ احمد کا خیال
میرے گلشن میں بلال آئے ٹہلنے کے لئے

آتشِ ہجرِ محمد سے کہاں نیند آئے
ہے اسی آگ میں سونا مرا گلنے کے لئے

گرمیِ الفتِ احمد سے بڑھی سوزشِ دل
اور شعلہ یہ بھبھوکا ہوا جلنے کے لئے

اللہ اللہ وہ مدینہ کا سہانا جنگل
خوب ہے اس دلِ وحشی کے بہلنے کے لئے

مجھ پہ احسان ہے اے نعتِ پیمبر تیرا
بھر دئے دل میں مرے لعل اوگلنے کے لئے

شبِ معراج نکل آئے ہزاروں مطلب
بیل منڈوے پہ چڑھی پھولنے پھلنے کے لئے

ہو گیا وردِ زبان نامِ محمد طوفان
یہ عصا خوب ہے گرتے کو سنبھلنے کے لئے

حاجیو تم جو مدینہ سے ہو آتے جاتے
کچھ میرا حال بھی حضرت کو سناتے جاتے

خاکِ پاکِ درِ اقدس جو کبھی مل جاتی
ہم بھی کس شوق سے آنکھوں میں لگاتے جاتے

ہے یہ سودا زدۂ زلفِ معنبر کا علاج
لخلخہ سنبلِ طیبہ کا سنگھاتے جاتے

ہم اگر چاہیں تو مشکل ہے مدینہ جانا
آپ گر چاہیں تو کیا دیر ہی آتے جاتے

وہ بھی دن آئے کہ حج کر کے مدینہ کیطرف
وجد کرتے ہوئے ہم دھوم مچاتے جاتے

لامکاں تک گئے اک آن میں محبوبِ خدا
طورِ موسیٰ پہ گراں ہو گیا جاتے جاتے

بلبلانِ چمنِ خلد بھی ہر شام و سحر
تربتِ پاک پہ ہیں پھول چڑھاتے جاتے

دل کو ملتا جو کبھی شوقِ شہادت کا مزا
ہم بھی تلوار کے پھل منہ سے چباتے جاتے

یا نبیؐ جس نگہِ ناز کے زخمی تھے بلالؓ
میرے دلبر بھی وہی تیر لگاتے جاتے

چلتے پھرتے رہے جس جا پہ مدینہ میں حضورؐ
فرش آنکھوں کا ہیں ہم بھی بچھاتے جاتے

غنچہ منہ کھول کے پڑھتے جو ثنائے احمدؐ
صحنِ گلزار میں بلبل کو لٹاتے جاتے

آتشِ ہجر سے دیدیجیے طوفان کو نجات
یا نبیؐ دل کی لگی کو تو بجھاتے جاتے

کیا نامِ خدا ایک جوانِ مدنی ہے
وہ نور کی صورت ہی کہ اللہ غنی ہے

عشقِ درِ دنداں میں عجب جاں شکنی ہے
پیتا ہوں جو آنسو وہی ہیرے کی کنی ہے

ڈھونڈینگے کہاں دولتِ دیدار تونگر
دربارِ محمد میں فقیروں کی بنی ہے

اک تیرِ نظر ہی نہیں کچھ کھب گیا دل میں
جو نوک ہے مژگاں کی وہ برچھی کی انی ہے

یہ ماہِ مدینہ کی محبت کا ہے جلوہ
تربت پہ میری چادرِ مہتاب تنی ہے

جس دل میں رہے الفتِ گیسوئے محمدؐ
سینہ میں وہ دل نافۂ مشکِ ختنی ہے

جو چیختا رہتا ہو فراقِ نبوی میں | وہ طائرِ صحرائے اویس قرنی ہے
لب بند ہوئے سُنکے فصیحانِ عرب کے | کیا نامِ خدا شہرتِ شیرین سخنی ہے
دے صاف وہ ساقی تو مئے عشقِ محمدؐ | بھٹی سے نکل کر جو صراحی میں چھنی ہے
دیدار کے طالب کا یہ موجود ہے سامان | اک ہاتھ میں کاسہ ہے گلے میں کفنی ہے
گر ہم نہ گئے روح تو جائیگی مدینہ | دل میں کششِ صادقِ حبّ الوطنی ہے
کیونکر نہ کریں حضرتِ جبریل خوشامد | محبوبِ خدا ہے وہ شفاعت کا دھنی ہے
ہے تارِ نظر سے بھی سوا نور کمر کا | پٹکہ نکل آیا ہے وہ رمزِ بدنی ہے
کیوں خون نہ رلائے دُرِ دندانکی شہادت | ہیرے کا جو ٹکڑا تھا وہ لعلِ یمنی ہے
کی عرض گنہگار بھی ہے دید کا طالب | طیبہ سے ندا آئی کہ یہ تو شدنی ہے

طوفان مرے دل میں ہے مدینہ کی محبت
گو جسم دکن میں ہے مگر دل مدنی ہے

جوشِ عشقِ نبوی گر پسِ مُردن مارے | نور کی لہر چراغِ سرِ مدفن مارے
جلوۂ نورِ نبیؐ ہوتا نہ لیلیٰ میں اگر | قیس پھرتا نہ کبھی بھول کے بن بن مارے
دلِ پُرداغ میں یوں زلفِ نبیؐ کا ہے خیال | جیسے گلزار میں لہریں کوئی ناگن مارے
آپ کے روضہ کی جالی پہ جو پڑ جائے نظر | تیرِ عاشق کو ہر اک دیدۂ روزن مارے
سامنے جسکے ہو قندیلِ شریعت روشن | راہِ فردوس میں کیونکر اوسے رہزن مارے
آپ کے سامنے خورشیدِ قیامت بھی جو آئے | سو طمانچے اوسے نورِ رخِ روشن مارے

کیا شفاعت کے طلبگار ہو تم اے طوفان
درِ احمدؐ پہ جو یوں بیٹھے ہو آسن مارے

بلبل جو کہیں نعتِ نبیؐ بول رہا ہے | غنچہ بھی ثنا کہنے کو منہ کھول رہا ہے
تنکے سے بھی ہلکا ہے گناہوں کا ذخیرہ | بازارِ شفاعت میں یہی مول رہا ہے

نیند آئے کہاں عاشقِ حسنِ نمکین کو
بیدار ہے آنکھوں میں نمک گھول رہا ہے

اوس شمعِ نبوت پہ تو پروانہ ہے بلبل
جل جانیکو تیار ہے پر تول رہا ہے

عصیاں سے ہمارے نہوئی چین جبین آپ
دامانِ شفاعت میں کہیں جھول رہا ہے

غنچہ کی طرح چاندسی صورت پہ بھویں ہیں
اس بدر میں اوس بدر کا رن بول رہا ہے

مستی میں بھی حضرت کی شریعت کو نچھوڑا
ہر حال میں دانا دلِ بہلول رہا ہے

لبریز رہی دل میں مئی عشقِ محمد
خالی نہ فقیروں کا یہ کشکول رہا ہے

فرقت میں ٹپکتے ہیں دُرِ اشک جو **طوفان**
دامن میں وہ جبریل امیں رول رہا ہے

جان تن سی نکل کر میری آنکھوں میں اڑی ہے
دیدار دکھادو یہ مصیبت کی گھڑی ہے

گھر کرلیا دل میں غمِ دندانِ مبارک
ہیرے کی کنی لعلِ بدخشاں میں جڑی ہے

ہی دل میں میرے اوس قدِ بیسایہ کا جلوہ
لو شمع کی آئینہ میں بے سایہ کھڑی ہے

کیا شان ہے بیمارِ رسولِ مدنی کی
بالیں پہ عیادت کے لئے حور کھڑی ہے

گل شمع سے جھڑتے ہیں دمِ نعتِ پیمبر
پروانہ ہے بلبل کہ عجب پھول جھڑی ہے

باغوں میں تو اک باغ ہی پھولوں میں تو اک پھول
اے شہرِ محمد تری کیا شان بڑی ہے

تلواروں کی دھاروں میں بھی جاؤنگا مدینہ
دل بھی میرا فولاد ہے منزل جو کڑی ہے

خدامِ حرم آپکے اس مار کے صدقہ
یہ ہاتھ میں درّہ ہے کہ پھولوں کی چھڑی ہے

بجلی بھی تڑپ جاتی ہے بیتابی دل سے
طوفان ترا رونا ہے کہ ساون کی جھڑی ہے

زہے قسمت کہ کس راحت میں امت ہے محمد کی
خدا کا رحم ہے شامل شفاعت ہے محمد کی

نہ جانا تم سیہ کاری پہ میری حضرتِ واعظ
برا ہوں یا بھلا ہوں پر محبت ہے محمد کی

جو موسیٰ نے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا آپ نے جلوہ
نظر بازو جدا ست ہے بصارت ہے محمد کی

بچانا۔ نار سے آزاد کرنا بخشوا دینا
یہ خصلت ہے محمد کی یہ عادت ہے محمد کی

کھنچا رہتا ہے ہر دم آنکھ میں نقشہ مدینہ کا
ہمارے کعبۂ دل میں زیارت ہے محمد کی

درِ فردوس پہ حائل ہوا رضواں تو کہدو نگا
اجارہ کیا کسی کا ملکِ جنت ہے محمد کی

جو فرمانِ خدا ہے بس وہی فرمانِ احمد ہے
خدا کی بادشاہت (طرح) وزارت ہے محمد کی

نکل جا دور ہو چل سامنے سے اے غمِ عقبیٰ
یہاں پیشِ نظر ہر وقت صورت ہے محمد کی

گنہگاروں کی جانب جب بڑھا شعلہ جہنم کا
ندا مالک نے دی ہاں ہاں یہ امت ہے محمد کی

گذرتی ہے مزے میں فکرِ دنیا ہے نہ عقبیٰ ہے
خدا کی مہربانی ہے عنایت ہے محمد کی

جہاں میں جشنِ میلاد النبی کی دھوم ہے **طوفان**
زمیں سے عرش تک پہونچی وہ شہرت ہے محمد کی

نزع میں عشقِ محمد کی جزا آتی ہے
حور بنکر مری بالیں پہ قضا آتی ہے

دلِ بیمار شفا ہوگی پریشاں مت ہو
فرحت افزا وہ مدینہ سے ہوا آتی ہے

ہو کسی دن ترے محبوب کا دیدار نصیب
یا الٰہی مجھے اتنی ہی دعا آتی ہے

عطر کھنچوائینگے اک روز مدینہ والے
مری مٹی سے انھیں بوئے وفا آتی ہے

نہ کرو امتِ محبوب سے سختی کا سوال
اے فرشتو تمہیں کچھ شرم و حیا آتی ہے

غنچے منہ کھول کے پڑھتے ہیں محمد پہ درود
مرحبا کی لبِ بلبل سے صدا آتی ہے

وجد میں جھوم کے کرلیتا ہوں دل ہی کا طواف
یاد جب صورتِ محبوبِ خدا آتی ہے

ناز برداریاں عاشق کی جو کرتے ہیں حضور
نہ ستم آتا ہے انکو نہ جفا آتی ہے

یوں بکھر جاتے تھے گیسوئے مبارک رخ پر
جسطرح چاند پہ ہر سو سے گھٹا آتی ہے

نہ مچل اے دلِ نالاں کہ مدینہ ہی ضرور
اب کوئی خوشخبری لیکے صبا آتی ہے

یاد فرمایا ہے حضرت نے چلو آؤ **طوفان**
ہاتفِ غیب کی کانوں میں ندا آتی ہے

حضرت کی جب جلال سے رنگت بدل گئی ابرو کھنچے تو بدر میں تلوار چل گئی
شق القمر سے چرخ کی آفت جو ٹل گئی دستار آفتاب کے سر سے اوچھل گئی
رونے سے رک سکی نہ تپش دل کی ایکدم بجلی تڑپ تڑپ کے گھٹا سے نکل گئی
برسوں کے بعد کھائی مدینہ کی جب ہوا بیمار مصطفےٰ کی طبیعت سنبھل گئی
صد حیف جیتے جی نہ زیارت ہوئی نصیب ارمان خاک ہوگئے اور جان نکل گئی
لکھنی ہے اور نعتِ پیمبر ابھی مجھے اسواسطے اجل بھی مرے سر سے ٹل گئی
روشن ہوا جو نورِ سراج المنیر کا نارِ حسد سے جان جہنم کی جل گئی
کافی ہے ہمکو سایۂ دیوارِ مصطفےٰ اے آفتابِ حشر تری دھوپ ڈھل گئی
چھڑکی کسی نے خاکِ مدینہ جو بعدِ مرگ مارے خوشی کے نعش ہماری اچھل گئی
جب آگیا خیال شفاعت بروزِ حشر دہشت عذاب کی مرے دل سے نکل گئی

طوفان شبِ فراق میں نیند آئی کسطرح
سونے کی جان عشق کی بھٹی میں گل گئی

اوس شافع محشر نے شان اپنی جو دکھلائی غش کھا گئے موسائی حیران ہوئے عیسائی
اے بادِ صبا کہدے چپکے سے اونہیں جا کر فرقت میں تڑپتا ہے وہ آپ کا شیدائی
حورانِ بہشتی بھی زلفوں سے قدم جھاڑیں گیسوئے محمد کا مل جائے جو سودائی
ہاں کاسۂ دل ساقی بھر دے مئے وحدت سے بارش ہے شفاعت کی رحمت کی گھٹا چھائی
فرقت کے ستم دیکھوں یہ تاب نہیں مجھکو روتے ہوئے برسوں سے کم ہوگئی بیتابی
نقاش نے سایہ کو حضرت کے جو رکھا تھا گودی میں اوسے لیکر معراج کی شب آئی
اک چاند کے دو ٹکڑے جب کردئے حضرت نے گرنے لگے قدموں پر فلک کے تماشائی
بیدرد نہیں سنتا افسانۂ دردِ دل دربارِ محمد میں ہوگی مری رسوائی
خالق سے دعا کرکے بے فکر مجھے کردو ملجائے مجھے حضرت اک گوشۂ تنہائی

میں فخر گناہوں پر کیوں کر نہ کروں طوفان
اوس شافع محشر تک پہونچی مری رسوائی

دل مستمند کی خواب میں جو خوشی سی وہ آگئے
عربی عبا مدنی ادا انکھیں جمال دکھا گئے

کوئی تہا بتوں پہ فریفتہ کوئی چاند تارونپہ شیفتہ
کہ خدا سے بندے جو دور تھے اونہیں آپ کے ملا گئے

نئی اوسکی شان ہے ہر زمان کیا ناتوان کو نگاہبان
دیا جالا مکڑی نے بے گمان جو وہ سوئے غارِ حرا گئے

ہی عجیب دینِ محمدی کہ یہی ہی دولت سرمدی
درِ پاک کے جو فقیر تھے وہی بادشاہوں پہ چھا گئے

تہا جو سر پہ چتر پیمبری تو علی سے ڈر گئی خیبری
وہ جو مارا نعرۂ حیدری تو زمین خیبر کی ہلا گئے

وہی رہتی خواب خیال میں جو ہیں بے نظیر جمال میں
میرے دل میں سینہ میں آنکھ میں وہ حبیب پاک سما گئے

وہ کمال خلق عظیم کا وہ کرم رسول کریم کا
نئی شان اپنی دکھا گئی کہ گدا کو شاہ بنا گئے

کوئی پوچھتا ہی نہ تہا پتہ کہ کہاں ہے مسکن مصطفےٰ
اوسی گھر سے آتی تھی بوئے گل کہ جہاں رسول خدا گئے

دل و جان اونپہ نثار ہیں جو شفیع روز شمار ہیں
میری بگڑی بات بنا گئے میرے جرم سارے مٹا گئے

کوئی بات ایسی بتائے تو کہ عطائے تو بہ لقائے تو
دل طوفان اونپہ نثار ہے جو سبق ثنا کا پڑہا گئے

بلبل وہ نہیں ہم کہ جو گلشن میں رہینگے
یارب تیرے محبوب کے مسکن میں رہینگے

محبوب خدا ہیں وہ دکھاتی نہیں صورت
وہ مثل نظر آنکھ میں یا من میں رہینگے

نیکوں کی نظر حشر میں فردوس پہ ہوگی
کس شوق سے ہم آپکے درشن میں رہینگے

کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشوں کا ٹھکانا
طیبہ ہی کے ہم کوچہ و برزن میں رہینگے

کیا غم جگر و دل میں ہیں داغ غم فرقت
یہ پہول ہمیشہ مرے مدفن میں رہینگے

جائینگے کہاں آپکا در چھوڑ کے عاصی
گو خار ہیں پر گل ہی کے دامن میں رہینگے

جنت میں بھی حوروں کا جو گھرا ہو تو تماشہ
ہم واں بھی خیال رخ روشن میں رہینگے

جو ذہن میں ہیں نعت پیمبر کے مضامین
ایسے نہ جواہر کسی معدن میں رہینگے

لاغر بھی ہوئے ہجر محمدؐ میں اگر ہم — تنکے کی طرح دیدۂ دشمن میں رہینگے
لیجائینگے کیا دیدۂ خونناز سے بازی — گو ابر برستے ہوئے ساون میں رہینگے
مجرم ہوں مگر حلقۂ گیسوئے محمدؐ — یہ طوق کی صورت مری گردن میں رہینگے

جو راہِ شریعت سے جدا ہو گئے **طوفان**
اک روز وہی پنجۂ رہزن میں رہینگے

جشن میلاد النبی کی دو جہاں میں دھوم ہے — ہر مکاں میں دھوم ہے اور لامکاں میں دھوم ہے
آج تارا عرش کا آیا ہے فرش خاک پر — آمد آمد کی زمین و آسماں میں دھوم ہے
گر گئے لات و ہبل ٹوٹا ہے کسرا کا محل — برق دیں کی زمرۂ نوشیرواں میں دھوم ہے
ہو گیا مکے میں خورشید رسالت جلوہ گر — جا بجا ہر مجمعِ پیر و جواں میں دھوم ہے
بج رہی ہے عرش پر نوبت رسول اللہ کی — قدسیوں میں شور ہے کون و مکاں میں دھوم ہے
چشمۂ کوثر میں ہے کس زور کا جوش و خروش — ساقیِ کوثر کی آمد سے جناں میں دھوم ہے
ذکر علم الاولین پر بخش ہے سلطانِ العلوم — جسکے علم و فضل کی ہندوستان میں دھوم ہے

آگیا دریائے رحمت جوش پر طوفان آج
نعتِ احمدؐ کی گروہِ عاشقاں میں دھوم ہے

(طرح)
اسلام کی حضرت نے جسوقت بِنا ڈالی — کعبہ میں بتوں کی پھر بنیاد ہلا ڈالی
بلبل نے نہ سونگھا ہو اُس پھول کی لا ڈالی — حضرت کیلئے مالی کشتی میں لگا ڈالی
تنکے سے بھی ہلکا تھا کیا بارِ امانت کا — کیوں حضرت انساں نے سر اپنے ہلا ڈالی
گو نخلِ محبت میں آنے ہیں ثمر لیکن — بیدار دکے پتھر سے مالی تو بچا ڈالی
کیا نام محمدؐ کا میٹھا تھا لڑکپن سے — رحمت نے یہی مصری گھٹی میں ملا ڈالی
کیا نخلِ شہادت کا پھل قند سے میٹھا تھا — تلوار کو حمزہ نے دانتوں سے چبا ڈالی
کیوں جھومتی رہتی ہے ہر وقت شجر پر تو — کیا آج مدینہ کی کھائی ہے ہوا ڈالی

تھی راہ مدینہ میں جو خاک مری باقی
صد حیف کہ آندھی نے اوسکو بھی اوڑا ڈالی

میزان میں تو بھاری تھے پر ایسے سبک نکلے
قیمت ہی گناہوں کی رحمت نے گھٹا ڈالی

اے عشق نبی تو نے چھوڑا نہ شریعت کو
اللہ کے بندے کی تصویر مٹا ڈالی

کیا روح نہ جائیگی طوفان کی مدینہ کو
کیوں نعش وہ بیکس کی مٹی میں دبا ڈالی

یا الٰہی شاد ہوگا یہ دلِ ناشاد بھی
کیا حبیبِ پاک عاجز کو کریں گے یاد بھی

مغفرت نے دیکھکر محشر میں شانِ مصطفےٰ
عاصیوں کو دی شفاعت کی مبارکباد بھی

میں وہ بلبل ہوں کہ پڑھتا ہوں محمد پر درود
نذر دیگا پھول لالا کے مجھے صیاد بھی

بعد مرُون اونکے کوچہ تک گیا اوڑ کر غبار
کیا ٹھکانے سے لگی مٹی میری برباد بھی

صبر تھا وہ معجزہ روشن رسول اللہ کا
دیکھکر ایمان لاتے تھے ستم ایجاد بھی

غازیوں کی سخت جانی سے خمیدہ ہوگیا
اونکا لوہا مانتا تھا خنجرِ فولاد بھی

اوس یتیمِ پاک سے سُن کر کلام اللہ کا
شوق سے شاگرد ہوتے تھے بڑے اوستاد بھی

کھینچکر تصویر نقاشِ ازل نے آپکی
دیکھکر چہرہ کو آنکھوں پر کیا ہی صاد بھی

حشر میں شانِ جمالِ مصطفےٰ کو دیکھکر
قیس لیلیٰ سے تو شیریں سے پھرا فرہاد بھی

دمبدم دیتا ہے ساقی مجھکو صہبائے طہور
کیا مزے کی ہے محبت میں خدا کی یاد بھی

حضرتِ عابد رہے زندانِ غم میں عمر بھر
ہوگئے تھے گرچہ قیدِ شام سے آزاد بھی

ہم تو ایسے دل کو طوفان کہتے ہیں جہان سرا
جس میں ہو الفت بتوں کی اور خدا کی یاد بھی

(مطلع)
خواجہ ترے گنبد پر کیا نور برستا ہے
میزاب کے پانی کو ہر شخص ترستا ہے

اے ہجر معین الدین مجبور نہ کر مجھکو
دُوری کے شکنجہ میں کیوں تو مجھے کستا ہے

اے بے سروسامانی کی راہزنی تو نے
حالانکہ بہت آسان اجمیر کا رستہ ہے

کس شان کا وہ گل ہے جانِ دلِ بلبل ہے
اجمیر میں رہتا ہے باغوں میں مہکتا ہے

قوال کے نغموں میں تیرا ہی ترانہ ہے
سُن سُن کے ہر اک شیدا محفل میں تڑپتا ہے

کیوں ہاتھ پڑا اُلجھا تیرا شۂ اجمیری
اب تک وہ تیرا کشتہ مقتل میں سسکتا ہے

ساقی نے سمجھکر ہی جی بھر کے نہ دی مجھکو
وہ خوب سمجھتا ہے کم ظرف بہکتا ہے

جب جلتے ہوے دل کا تھم تھم کے بخار اُٹھا
بن بن کے وہی آنسو آنکھوں سے ٹپکتا ہے

خواجہ کی عنایت سے کچھ دور نہیں طوفان
خورشید کے پرتو سے ذرہ بھی چمکتا ہے

کوشش مری بخشش کی وہ کیا کیا نہ کرینگے
پر اپنے گنہگار کو رسوا نہ کرینگے

ہاتھ آئیگا جسدم گُلِ گلزار مدینہ
ہم بھی خلشِ خار کا شکوہ نہ کرینگے

دندانِ مبارک کی شہادت سے قیامت
عاشق کبھی قدرِ دُرِ یکتا نہ کرینگے

دلکش ہے وہ اللہ کے محبوب کا روضہ
جنت کیطرف رخ کبھی شیدا نہ کرینگے

اوڑتا ہے پرِ شوق مدینہ کی ہوا پر
سامانِ سفر ہمتو مہیا نہ کرینگے

ہم دیکھ چکے روضۂ پُر نور کا جھومر
نظارہ ہوئے عقد ثریا نہ کرینگے

ہر چند کہ دیوانے ہیں پر حسنِ ادب سے
گلیوں میں مدینہ کی تماشا نہ کرینگے

محبوبِ خدا کو کوئی کیا دیکھ سکیگا
پر اپنے غلاموں سے تو پردہ نہ کرینگے

دیدار الٰہی جو میسر ہو تو پھر ہم
دوزخ میں بھی جنت کی تمنا نہ کرینگے

اس شرط سے زہاد کو مل جائیگی جنت
گر اپنی عبادت پہ وہ نخرا نہ کرینگے

کیوں ابر بہاری کیطرح روتے ہو طوفان
صحرائے مدینہ کو تو دریا نہ کرینگے

اپنے پلہ پر رسول اللہ کو پاتے ہوئے
شرم آتی ہے گنہگاروں کو شرماتے ہوئے

قافلے والے مدینہ کو تو جا کر آ گئے
رہ گئے ہم یاں دلِ وحشی کو بہلاتے ہوئے

دیکھکر حسن تکلم کو فصیحانِ عرب
سامنے آکر نکل جاتے تھے کتراتے ہوے

مژدۂ لاتقنطوا سنکر ہوئے ہم باغ باغ
اور تازہ ہو گیا ہر پھول کھلاتے ہوے

بیکسی جانے نہیں دیتی مدینہ کو حضور
آپ کو کیا دیر ہے پھر خواب میں آتے ہوے

جائینگے پیشِ خدا یوں حشر میں سلطانِ دین
بہرِ تسکین عاصیوں کو شکل دکھلاتے ہوے

ہے یہی احسان ترا مجھ پر مزارِ پاک سے
لائیو وہ پھول اے بادِ صبا آتے ہوے

یوں رخِ پرنور پر تھے گیسوئے عنبر فشاں
شمع کے سر سے دھواں نکلا ہے بل کھاتے ہوے

حشر کے میدان میں وہ رحمت اللعالمین
آئینگے ابرِ شفاعت سب پہ برساتے ہوے

عاشقوں کو کیوں نہو شمعِ رسالت کی تاب
کچھ نہ نکلا منہ سے پروانوں کی جلجاتے ہوے

مغفرت کا مژدۂ جان بخش سنکر خواب میں
آج **طوفان** صبح سے پھرتا ہے اتراتے ہوے

جب شمعِ محمد کی لَو دل سے لگا بیٹھے
ہم صورتِ پروانہ تن اپنا جلا بیٹھے

اوس شانِ کریمی نے محشر میں چنا ہمکو
ہر چند کہ نیکوں کے مجمع سے جدا بیٹھے

ہیبت سے لگے ملنے سب تختِ سلاطیں کے
خرمے کی چٹائی پر جب نورِ خدا بیٹھے

خدامِ حرم ہمکو کیوں پاس سے اوٹھاتے ہو
ہم اپنے ہی آقا کی دہلیز پہ آ بیٹھے

اے دردِ جگر نکلے منہ سے مرے وہ نالہ
جو عرشِ معلی کی زنجیر ہلا بیٹھے

حضرت ہی نہ آئیں تو کیا خاک شفا ہوگی
بیمارِ محبت سے سب ہاتھ اوٹھا بیٹھے

آذر کے وہ بت سارے ترشے ہوئے پتھر کے
کعبہ میں معاذ اللہ وہ بن کے خدا بیٹھے

گھر پاک نہیں دل کا ہرگز وہ نہ آئینگے
کسطرح سے لو ہے پر کندن کی جلا بیٹھے

کیا درد بھرے دل کی آواز رلاتی ہے
یارب کہیں کوئل کا کو کو سی گلا بیٹھے

افسوس تپش دل کی ٹھنڈی ہوئی رونے سے
بھڑکے ہوئے شعلہ کو پانی سے بجھا بیٹھے

ہم خاک نشینوں کو کیا کام پہ چھپر کھٹ سے
اک دم بھی نہ راحت سے محبوبِ خدا بیٹھے

شرمندۂ عصیاں پر رحمت کا بڑا پانی ہم اپنے پسینہ میں خود آپ نہا بیٹھے
گیسوئے پیمبرؐ کی الفت میں پریشان ہے بلبل ترے گلشن میں کیا بادِ صبا بیٹھے
جو فخرِ سلاطیں تھے اور وہ بھی جو حق ہیں تھے کوچہ میں محمدؐ کے وہ مثلِ گدا بیٹھے

طوفان کی طبیعت بھی ہے نعت سے شاہانہ
کچھ فخر نہیں اوسکے بازو پہ ہما بیٹھے

بروں کو کچھ ایسی بھلی سوجھتی ہے مدینہ کی ہر دم گلی سوجھتی ہے
فراقِ محمدؐ میں روتی ہے شبنم غضب ہے گلوں کو ہنسی سوجھتی ہے
عبث روتے رہتے ہیں پاؤں کے چھالے زیارت کی دل کو خوشی سوجھتی ہے
شفاعت کی امید میں یا محمدؐ بدوں کو بھی نیکی بدی سوجھتی ہے
وظیفہ ہے نامِ مبارک کا ہر دم ہمیں تو یہی یا نبیؐ سوجھتی ہے
مرے دل میں وہ عشق کی دوربیں ہے کہ جب دیکھئے دور کی سوجھتی ہے
مبارک ہو کعبہ کا حج حاجیوں کو ہمیں راہ کچھ اور ہی سوجھتی ہے
جو روشن ہوئی بزمِ امکاں میں پہلے اوسی شمع کی روشنی سوجھتی ہے
فراقِ محمدؐ میں تڑپا رہا ہے عجب درد کو دل لگی سوجھتی ہے
سر آنکھوں سے جائینگے سوئے مدینہ جو کچھ سوجھتی ہے یہی سوجھتی ہے
فقط آرزوئے شہادت ہے دل میں گنہگار کو خوب ہی سوجھتی ہے
یہی سلطنت ہے کہ در پر پڑے ہیں غلاموں کو شاہنشہی سوجھتی ہے
بچا ذالِ دنیا کی الفت سے مولا یہ کالی بلا اک بری سوجھتی ہے
گنہگار کو بخشوا کر ہی چھوڑا یہی تجھکو اے ہاشمی سوجھتی ہے

جوانی تو عصیاں میں گذری ہی طوفان
بڑھاپے میں امرِ دینی سوجھتی ہے

دھوم ہے مصر میں یوسف کا جمال اچھا ہے
غل ہے کونین میں اللہ کا لال اچھا ہے

ذکر وہ ذکر کہ جس ذکر سے مذکور ملے
جلوہ گر حال ہو جس سے وہی قال اچھا ہے

یہی قاصد یہی دمساز ہے میرا ہر دم
جا کر آتا ہے مدینہ سے خیال اچھا ہے

قدر مداحِ پیمبر کی بڑھی روزِ جزا
آئی رحمت بھی مرے پاس یہ مال اچھا ہے

ہجر میں یادِ محمد بھی نہیں وصل سے کم
عاشقوں کیلئے یہ رنج و ملال اچھا ہے

نہ رہے ناظر و منظور نہ حیرت نہ نظر
جب نہ میں تو کا ہو جھگڑا تو وصال اچھا ہے

جب دلخواہ وہ دیتے ہیں تسلی کا جواب
میری جانب سے شفاعت کا سوال اچھا ہے

مثلِ طوبیٰ ہے ہرا دینِ محمد کا علم
باغِ عالم میں یہ سرسبز نہال اچھا ہے

کلمہ گو کی شفاعت تو یقینی ہے ضرور
جسکا آغاز ہو نیک اوسکا مآل اچھا ہے

حسن پر اپنے تو اے حور کبھی ناز نکر
خالِ رخ سے ترے حضرت کا بلال اچھا ہے

دیکھکر خلد میں طوفان کو کہا حضرت نے
ابتو بیمارِ محبت ترا حال اچھا ہے

دلا صبح و مسا جوئندہ باشی
نشان بے نشان یابندہ باشی

زبان تا در دہن زیبندہ باشی
ثنائے مصطفےٰ خوانندہ باشی

خدا را در دلم اے عشقِ احمدؐ
چو خورشیدِ فلک تابندہ باشی

بکن گریہ چو بلبل در فراقش
لبانِ گل بہ فردا خندہ باشی

خطابِ تو شفیع المذنبینی
زعصیانم چرا شرمندہ باشی

ندائے غیب می آید بگوشم
بعشقِ مصطفےٰ پائندہ باشی

اگر تو بایزید وقت ہستی
بہ پیشِ مصطفےٰ چون بندہ باشی

طوافِ تو باین امید کردم
کہ بر من مہربان آئندہ باشی

خدا را او بکن چشمِ بصیرت
بہ ہر سو نورِ او بینندہ باشی

فدایم بر تو اے نام محمد
خوشا وقتیکہ بر دل کندہ باشی

چو خواہی لذت عشق محمد
کباب آسا دلا سوزندہ باشی

کلامم تو جوان شد در ضعیفی
طفیل نعت طوفان زندہ باشی

کعبہ جا کر جو مدینہ کی زمیں دیکھ چکے
زندگی میں وہی فردوس بریں دیکھ چکے

رہ گئے اپنا سا منہ لیکے حریصان عذاب
جب گنہگار کو حضرت کے قریں دیکھ چکے

کیوں نہو فخر حضوری سے اونہیں شام و سحر
آپ کی شان کو جبریل امیں دیکھ چکے

قدم پاک سے سر پیر اوٹہاتے کیونکر
کیونکہ خدام ادب نقش جبیں دیکھ چکے

بہول کر بھی تو وہ حور و نکو نہ دیکھینگے کبھی
جو مدینہ میں وہ حسن نمکیں دیکھ چکے

قافلے والو ہے کیا عرض کریں حال اپنا
مبتلائے غم و اندوہ حزیں دیکھ چکے

قد بے سایہ یہ کہتا تہا نظر بازوں سے
لامکاں جسکا مکاں ہے وہ مکیں دیکھ چکے

بزم میثاق میں بیہوش جو ہوشیار ہوے
چشم مشتاق سے حضرت کو وہیں دیکھ چکے

حسن اخلاق پہ حضرت کے فدا ہیں لاکہوں
کسقدر شمع کو پروانے حسیں دیکھ چکے

اپنے مداح کو ممدوح طلب کرتے ہیں
عرصۂ حشر میں طوفاں کو کہیں دیکھ چکے

ہر دو عالم میں ہوئی جلوہ نمائی اونکی
وہ ہیں محبوب خدا کہے تو خدائی اونکی

جہاڑ کر پلکوں سے ہر صبح بہا جاتے تھے
چومتے رہتے تھے جبریل چٹائی اونکی

ہوگیا ایک اشارہ سے قمر دو ٹکڑے
پنجۂ مہر کو پہیرے گی کلائی اونکی

قدسیوں نے بھی نہ پایا کہیں سایہ کا پتہ
ہے وہ دربار الٰہی میں رسائی اونکی

مغفرت حشر میں ڈہونڈیگی اوسی کو ہر سو
سوختہ دل کوئی دیگا جو دوہائی اونکی

لات و عزیٰ کی زبان پر ہوا جاری کلمہ
عین کعبہ میں جو صورت نظر آئی اونکی

دامنِ پاک سے ہوتی تھی کسی دم نہ جدا
ہم سے بہتر ہے مقدر میں بلائی اونکی
عاشقوں کا وہ مدینہ میں سلام رخصت
کس قیامت کی قیامت سے جدائی اونکی
روزہ داروں نے بھی لاکھوں سے نہ ہمت ہاری
جنگ ایسی کہ پہاڑوں پہ چڑھائی اونکی
آئینہ دل کا نہ داراسے مکدر ہوتا
دیکھ لیتا جو سکندر بھی صفائی اونکی
امتی آپکے کتنے ہی برے ہوں طوفان
پر محمد کو ہے منظور بھلائی اونکی

آئی دم بھر میں غلافِ شاہ سی ملتی ہوئی
ہے نسیم صبح میری آہ سے ملتی ہوئی
خضر بھی راہِ مدینہ دیکھکر کہنے لگے
ہاں یہی فردوس کی ہے راہ سے ملتی ہوئی
عاشقوں کے قبر کی مٹی اوڑ گئی عرش پر
خاک نعلینِ رسول اللہ سے ملتی ہوئی
اللہ اللہ مغفرت کی ہی خبر کس شان کی
آگئی پیغمبرِ ذیجاہ سے ملتی ہوئی
داغ اوسمیں ہے تو انکے حسن سے دل باغ باغ
پاک صورت بھی کہیں ہے ماہ سے ملتی ہوئی
ہوگیا تنک شفاعت سی گناہونکا پہاڑ
کوہ کو نسبت نہ تھی کچھ کاہ سے ملتی ہوئی
کیوں نہ ہوئی مجھکو طوفان ساقیِ کوثر کی دہن
اونکی الفت ہے خدا کی چاہ سے ملتی ہوئی

رحمتِ خاص جہاں روز برستی ہوگی
وہی اللہ کے محبوب کی بستی ہوگی
حاجیو دیکھ تو لو قبلۂ کونین کا گھر
ختم کب حج کی یہ ارکان پرستی ہوگی
رہ گئی در پہ نظر حیف نہ آیا قاصد
آنکھ ایسی تو کسی کی نہ ترستی ہوگی
ہے خریدار گناہونکی فقط رحمتِ عام
جنس مہنگی ہے مگر حشر میں سستی ہوگی
ہر دو ابروے محمد سے عیاں ہوتا ہے
یہی ہر جنگ میں اک تیغ دو دستی ہوگی
مئی انگور ہوئی مستِ محبت پہ حرام
اوسکے فاقہ میں کوئی اور ہی مستی ہوگی
رنگ لائیگا جنوں حشر میں جبدم طوفان

الفت زلفِ محمد مجھے کستی ہو گی

چالیس برس میں نورِ خدا دکھلا دیا کملی والے نے
قرآن کا نسخہ پڑھ پڑھ کر تڑپا دیا کملی والے نے

عشاق کو اپنے ذکرِ جلی بتلا دیا کملی والے نے
ہُو ہُو کی پھونک سے شعلہ کو بھڑکا دیا کملی والے نے

کعبہ سے نکل گئے لات و ہبل سب گونج گئی مکے کی جبل
نقارۂ انا فتحنا کا بجوا دیا کملی والے نے

کنگھی سے سلجھ کر گیسوئے سر لٹکے جو سمٹ کر بینی پر
یوں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیا کملی والے نے

لکھا ہوا کلکِ قدرت کا حسنین کے خونِ شہادت کا
امت کو قبالہ جنت کا دلوا دیا کملی والے نے

بے کھٹکے راہِ شریعت سے اوس پر چلنا ہی طریقت ہے
بعد اوس کے مقامِ حقیقت ہے فرما دیا کملی والے نے

اوٹھا جو مدثر کا گھونگٹ حوروں نے بلائیں لیں جھٹ پٹ
بلبل کی ہوئی گل سے کھٹ پٹ ترسا دیا کملی والے نے

تلوار سے کاٹا ڈھالوں کو توڑا فولادی جالوں کو
محلوں میں اللہ والوں کو بٹھلا دیا کملی والے نے

حالِ شہ عثمان اعلیٰ ہے لاکھوں نیکوں میں نرالا ہے
شاہوں میں اللہ والا ہے سمجھا دیا کملی والے نے

اپنے ہی رکھا بیماروں میں اپنے ہی رکھا لاچاروں میں
طوفان کا ستارہ تاروں میں چمکا دیا کملی والے نے

عرض میری پیشِ محبوبِ خدا اچھی رہی
گو مرض اچھا نہ تھا لیکن دوا اچھی رہی

بعد مرون قبر میں ہر سو اوجالا ہو گیا
دل میں شمعِ آرزو جلوہ نما اچھی رہی

ہجر کی شب یوں تو کاٹے سے نہ کٹتی تھی کبھی
پر موذن کی صدائے جانفزا اچھی رہی

کس خوشی سے مرے ارمانوں کی کلیاں کھل گئیں
باغِ دل میں کیا مدینہ کی ہوا اچھی رہی

ذکر اللہ محمد ہی رہا رطب اللسان
کیا زبان پر لذتِ حمد و ثنا اچھی رہی

اصل میں سارا یہ خیالِ ازل کا تھا کمال
جسم پر امت کے شفاعت کی قبا اچھی رہی

راہِ طیبہ کے ہیں رہزن بھی بڑے مہمان نواز
مفلسوں کی قدر بیحد جابجا اچھی رہی

انبیا میں منتخب ہیں خاص محبوبِ خدا
کیا جوانِ ہاشمی کی ہر ادا اچھی رہی

راحت افزا صبحدم آئی مدینہ سے ہوا
نیم شب کی آج تاثیرِ دعا اچھی رہی

کیوں نہو مہر نبوت کی زیارت عام کو
لاکھ نیکوں سے عکاشہ کی خطا اچھی رہی

مژدہ لا تقنطوا سن کر ہوا دل باغ باغ
یہ خبر طوفان طفیل مصطفےٰ اچھی رہی

حشر کا روز ہے محبوب طرحدار بھی ہے
جلوۂ طور بھی ہے لذت دیدار بھی ہے

رخ پرنور پہ وہ گیسوئے خمدار بھی ہے
شعلۂ طور ہے پھر اوس پہ دہواں دہار بھی ہے

اسلیئے خلد میں جانیکی دعا کرتا ہوں
بزم افروز وہاں جلوۂ سرکار بھی ہے

صلح جو آپ سا ہوگا نہ زمانہ میں کوئی
ختم حجت کے لئے ہاتھ میں تلوار بھی ہے

یاد نیکوں کی جو دربار محمد میں ہوئی
عرض کی میں نے کہ حاضر یہ گنہگار بھی ہے

دم رحلت بھی رہا امت عاصی کا خیال
انبیا میں کوئی اسطرح کا غمخوار بھی ہے

ختم ہے اوسپہ جمالی و جلالی اوصاف
رحم پرور بھی ہے اور قاتل کفار بھی ہے

قاصدا کیسے یقین ہو کہ ملا صاف جواب
اونکے انکار میں پنہاں کوئی اقرار بھی ہے

المدد اے شہ کونین رسول عربی
ضعف پیری بھی ہے اور عشق کا آزار بھی ہے

اے شب ہجر نبی اپنے کو تنہا نہ سمجھ
ترے ہمراہ مرا دیدۂ بیدار بھی ہے

دیکھ لے بلبل جان باغ مدینہ کی بہار
خواب راحت میں وہاں سید ابرار بھی ہے

عاصیوں کے لئے اونکا ہے سہارا کافی
ابر رحمت کے سوا سایۂ دیوار بھی ہے

اللہ اللہ وہ نبی ہمکو ملا ہے طوفان
سب کا ہادی بھی ہے رہبر بھی ہے مختار بھی ہے

حسن یوسف اور حسن مصطفےٰ کچھ اور ہے
اے زلیخا طرز محبوب خدا کچھ اور ہے

زاہدان خشک تو جنت کے خواہشمند ہیں
یارسول اللہ میری التجا کچھ اور ہے

اپنے عاشق کو وہ دیدار خدا دکھلائینگے
اے نظر باز و محمد کی عطا کچھ اور ہے

خوبیوں سے متصف تھے گرچہ سارے انبیا
پر جوان ہاشمی کی بھی ادا کچھ اور ہے

عاصیوں کو دیکھتے ہی مسکرا کر رہ گئے
آپ کی چشمِ مروت میں حیا کچھ اور ہے

مسندِ نوشیرواں کا ہے تکلف ہر طرف
سادگی کہتی ہے فرشِ بوریا کچھ اور ہے

ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی ہے کیا ہوائے مغفرت
وہ مدینہ ہے جو اُٹھی ہے گھٹا کچھ اور ہے

گلۂ اُمت کے چرواہے سبھی ہیں سرسبز یان
جبتو مکے کے پہاڑوں پر فضا کچھ اور ہے

کفر اور اسلام میں ہے ایک ہی نقطہ کا فرق
ہے دعا کچھ اور تاثیرِ دعا کچھ اور ہے

سب سخنور کہتے ہیں سن کے طوفان کا کلام
بلبلِ باغِ پیمبر کی صدا کچھ اور ہے

دیکھکر شمعِ رسالت کو جلے گھر والے
مثلِ پروانہ فدا ہوگئے باہر والے

اللہ اللہ وہ طرحدار جوانِ مدنی
بال شانوں پہ وہ لٹکے ہوئے گھونگر والے

دل و جاں آپ کی تعلیمِ مبارک کے نثار
ہو ورود آپ پہ اے گنبدِ اخضر والے

جنکی آنکھوں میں ہو آئینہ رخسارِ نبیؐ
وہ بھی ہیں اپنے نصیبے کی سکندر والے

فقر نے توڑ دیا کفرِ شہنشاہونکا
گر گئے آپ کے قدموں پہ بڑے سر والے

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
ہم بھی اک جام کے محتاج ہیں کوثر والے

بے پروبالی نے ہمکو نہ کہیں کا رکھا
اُڑ گئے گلشنِ بطحیٰ کی طرف پر والے

اے جوانِ مدنی کیوں نہ بھروں دم تیرا
مرے ایمان کی جان جانکے جوہر والے

میں ترے صبر کے صدقہ ترے فاقوں کے نثار
شکمِ پاک پہ باندھے ہوئے پتھر والے

ہمتو بیتاب رہے ہجر ہی میں طوفان
آگئے جاکے مدینہ سے مقدر والے

بابِ جبریلِ امیں پر اپنا مسکن چاہیئے
پھر نگاہِ منتظر کو اونکا درشن چاہیئے

ہے یہی یارب تری شانِ کریمی سے امید
روزِ محشر مصطفےٰ کا سر پہ دامن چاہیئے

یاالٰہی میں ہوں دیوانہ رسول اللہ کا
بعد مردن وادیِ طیبہ میں مدفن چاہیئے

عاشقانِ مصطفیٰ کی آرزو جنت کو ہے
کہتی ہے دوزخ کہ مجھکو اونکا دشمن چاہیئے

ابرِ رحمت میں ہوا نورِ محمدؐ جلوہ گر
ایسی بجلی کو مرے عصیان کا خرمن چاہیئے

بعدِ مُردن بھی خیالِ مصطفیٰ دل میں رہے
میری تربت میں یہی اک شمعِ روشن چاہیئے

ان دریچوں میں تو محبوبِ خدا ہیں جلوہ گر
کیوں نہ پھر آنکھہ پر پلکوں کی چلمن چاہیئے

جسکے دل میں ہوں ہزاروں خواہشوں کی مورتیں
اوسکی پوجا کو تو کاسی کا برہمن چاہیئے

ہجرِ احمدؐ میں جو تم طوفان لہو رونے لگے
کہتی ہیں حوریں انہیں لعلوں کا جوشن چاہیئے

کون سے مست نے نظر ڈالی
جھومتی ہے چمن کی ہر ڈالی

نام میٹھا جو ہے محمدؐ کا
حق نے مُنہ میں یہی شکر ڈالی

ہیں اوس انگشتِ پاک پر قربان
جسنے ٹکڑے قمر کے کر ڈالی

خاک میری اوڑا کے آندھی نے
لو مدینہ کی راہ پر ڈالی

کیا سبک بار تھا امانت کا
یہہ بلا کیوں ہمارے سر ڈالی

جب ہوا کھائیگی مدینہ کی
لائیگی پھول کر ثمر ڈالی

حشر میں گرمیِ شفاعت نے
آگ دوزخ کی سرد کر ڈالی

غمِ شبیرؑ سے گلستان میں
خاک پر لوٹتی ہے ہر ڈالی

ہمنے دریائے عشق میں طوفان
ناؤ دل کی تو بے جگر ڈالی

دل و جان تجھ پہ فدا تاجِ شفاعت والے
دے سندِ خلد کی اے مُہرِ نبوت والے

کبھی فاقوں سے شکستہ نہوا دل اونکا
کبھی لاکھوں سے نہ لیا ہوئے ہمت والے

ساتھ اللہ کے پڑھتے ہیں فرشتے بھی درود
ہو سلام آپ پر اے نور کی تربت والے

قبر سے جھومتے اوٹھینگے بروزِ محشر
ہم تو اے ساقیِ کوثر ہیں تری مت والے

قابلِ دید ہے گلزار مدینہ کی فضا
تکتے ہیں کس نگہ شوق سے جنت والے

ہے مثل جسکو پیا چاہے سہاگن ہے وہی
متکلم ہوئے اللہ سے لکنت والے

لامکاں سے یہی معراج میں آتی تھی ندا
مرحبا اے نمکین حسن کی صورت والے

عاصیوں سے نہ تجھے آنکھ پھراتے دیکھا
اے جوانِ مدنی چشمِ مروت والے

بجھگیا جھوٹ کی آندھی سے جو ایکا انکا چراغ
اٹھ گئے محفلِ عالم سے صداقت والے

نارِ دوزخ سے نہیں کم حسد و بغض کی آگ
قبر میں سوتے ہیں راحت سے محبت والے

ہوگیا بعد فنا انکے فقیروں کو عروج
ملگئے خاک میں سب دولت و حشمت والے

آرزوئے عشق محمد سے نہ گھبرا طوفان
پیتے ہیں شربت دیدار حرارت والے

مدینہ کے طرف عاشق کوئی پیدل جو چلتا ہے
ید بیضا کی صورت پاؤں سے چھالا نکلتا ہے

خبر لے کون حضرت آپکے بیمار الفت کی
مگر اک دردِ دل ہر دم مری کروٹ بدلتا ہے

دکن سے کھینچکر سوئے مدینہ اے جنوں لیچل
عرب کی وادیوں ہی میں اول وحشی بہلتا ہے

وہ دندانِ مبارک کی شہادت رنگ لائی ہے
قرن کا لعل منہ سے دمبدم موتی اوگلتا ہے

مجھے جب ساقیِ کوثر کی صورت یاد آتی ہے
تو ان آنکھوں سے پھر دل چشمۂ کوثر ابلتا ہے

تپ عشقِ نبی عشاق کو سونے نہیں دیتی
اسی آتش میں سونا چاہنے والونکا گلتا ہے

تری رحمت شفاعت مصطفےٰ کی دیکھکر یارب
برنگِ طفلِ محشر میں ہر اک عاصی مچلتا ہے

شب شق القمر کا خوف ایسا چھا گیا دلبر
کہ خورشید فلک بھی زرد رو ہوکر نکلتا ہے

رسولِ ہاشمی امی لقب کی نعت سن سنکر
برنگِ شمع سینہ میں دلِ مومن پگھلتا ہے

ملیگا گو مرا ایمان تصدیق رسالت سے
شہادت کا وہی تلوار کے سایہ میں پلتا ہے

گروہِ مشرکیں غارِ حرا کو گھیرتا کیونکر
کبوتر پاسبان مکڑی کے جالے میں نکلتا ہے

بحرارت جگر آنکھوں میں ہم جگر ٹپکتے ہیں

وہی روتا ہے طوفان جسکا دل سینہ میں جلتا ہے

حسن محبوبِ خدا میں وہ ملاحت ہوگی
جسپہ نازل ہوا قرآن وہی صورت ہوگی

عاشقوں کو یہی کہتی ہے مدینہ کی فضا
جس جگہ نورِ خدا ہو وہی جنت ہوگی

کیا ملیگی ہمیں فردوس میں وہ آو اعظم
اونکے دیوار کے سایہ میں جو راحت ہوگی

عاصیوں کو جو محمدؐ کا ہو دیدار نصیب
دیکھنا حشر میں پھر اور قیامت ہوگی

مغفرت کہتی ہے محشر میں گنہگاروں سے
دیکھو تم آج تمہاری ہی شفاعت ہوگی

احمدِ پاک ہیں محبوب خدا کے تو ضرور
اونکی اُمت بھی نظر کردۂ رحمت ہوگی

کھینچکر حشر سے جنت میں جو لیجائیگی
وہ رسولِ مدنی کی ہی محبت ہوگی

دیکھکر بن گئی خاموش قبیلوں کی ہوا
واہ کس شان کی وہ شمع رسالت ہوگی

اپنی امت کو وہ جنت کے قبالے دینگے
پُشت پر جنکی عیاں مہر نبوت ہوگی

سنگریزوں کو ابوجہل تو خالی نہ سمجھ
اِن میں پیغمبرِ برحق کی شہادت ہوگی

خوانِ نعمت کا وہی شخص وہی ہی طوفان
جسپہ سر پوشِ مصیبت یہ مصیبت ہوگی

باغوں میں مدینہ کا چمن اور ہی کچھ ہے
اللہ کے پیارے کا وطن اور ہی کچھ ہے

رخ پر جو بکھر جاتے تھی گیسوئے معنبر
ماہِ مدنی کا وہ گہن اور ہی کچھ ہے

نازاں نہو روغن پہ چراغِ شبِ ہجراں
دل میں میرے الفت کی جلن اور ہی کچھ ہے

اس بھیس میں ہوگا کوئی شیدائے محمدؐ
صحرائے مدینہ کا ہرن اور ہی کچھ ہے

ہیں ایک خموشی میں ہزاروں گلِ خنداں
غنچوں میں محمدؐ کا دہن اور ہی کچھ ہے

ہوتا ہے یقین بدر میں تلوار چلے گی
ابروئے محمدؐ پہ شکن اور ہی کچھ ہے

گو عشق کے گلشن میں کھلے پھول ہزاروں
لیکن وہ گلِ باغِ قرن اور ہی کچھ ہے

گردِ رہِ طیبہ نے مزار کھ لیا پردہ
شیدائے محمدؐ کا کفن اور ہی کچھ ہے

شیدائے رسولِ مدنی ہیں شہِ عثمان
شاہوں میں یہ سلطانِ دکن اور ہی کچھ ہے

مداحِ محمدؐ کے تو لاکھوں ہوئے لیکن
طوفانؔ کا اندازِ سخن اور ہی کچھ ہے

میکشوں کی بزم ہے گردش میں پیمانہ بھی ہے
بادۂ توحید سے معمور میخانہ بھی ہے

کیا نہ ہوگا حشر میں بیمارِ عصیاں کا علاج
دان محمدؐ کی شفاعت کا شفاخانہ بھی ہے

المدد اے قبلۂ کونین شاہِ انبیاؐ
کعبۂ دل کے قریں کاسی کا بتخانہ بھی ہے

دیدۂ مشتاق کیا دیکھے مدینہ کی فضا
ہوش میں جا کر وہاں بیہوش ہو جانا بھی ہے

آئیے خلوت سرائے دل میں محبوبِ خدا
آپ کا شیدا تو اب اپنے سے بیگانہ بھی ہے

کہتا تھا جبریل سے اونکا براقِ تیز پر
لامکاں تک جا کے پھر اک آن میں آنا بھی ہے

آب و دانہ بلبلِ باغِ نبیؐ کا ہے یہی
اشکِ حسرت بالیقین پانی بھی ہے دانہ بھی ہے

گر ہو دیوانہ سلیمانِ مدینہ کا کوئی
اوسکے بہلانے کو جنت میں پریخانہ بھی ہے

مرتے ہیں بندے بھی لو اللہ کے محبوب پر
عاشقی میں انکی اک شانِ رقیبانہ بھی ہے

خاک میں ملکر بھی ہو جاتا ہے دانا پھر نہال
مر مٹے گر ہم مدینہ میں تو کچھ پانا بھی ہے

عاشقوں کی خستہ حالی پر نہ جا طوفاںؔ کبھی
ہے خزانہ بھی وہیں جس جا کہ ویرانہ بھی ہے

خدام الیکے کبوتر جو ہوا ہوتا ہے
وہ مدینہ میں پہونچتے ہی ہما ہوتا ہے

جب کوئی عشقِ محمدؐ میں فنا ہوتا ہے
وہی ہر وقت ہم آغوشِ بقا ہوتا ہے

اے فراقِ نبوی جان لبوں پر آئی
اب مسیحا بھی جو آ جائیں تو کیا ہوتا ہے

تو سلامت رہے اے دیدۂ دیدار طلب
ترے رونے میں نرالا ہی مزا ہوتا ہے

حشر میں رحمتِ باری نے منادی کر دی
آج ہی وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے

طور سے کم نہیں کچھ وادیِ طیبہ کی فضا
اس کا جلوہ بھی نیا ہوش ربا ہوتا ہے

کیوں نہ رحمت کی رہے آنکھ سیہ کاروں پر — قابلِ قدر کسوٹی سے طلا ہوتا ہے
کیوں نہ رونے سے ہو سر سبز نہالِ امید — جس میں پانی ہو وہی کھیت ہرا ہوتا ہے

وہی ہو جاتا ہے مدّاحِ محمدؐ **طوفان**
روزِ اوّل سے جو مقبولِ خدا ہوتا ہے

جو دل میں یادِ رسالت مآب کی آئی — دماغ میں مرے خوشبو گلاب کی آئی
کریم نے مجھے ہاں بیحساب بخشدیا — جو میری حشر میں باری حساب کی آئی
زباں پہ نامِ محمدؐ تو دل میں یادِ خدا — اجل بھی آئی تو کس آب و تاب کی آئی
بہار لوٹ رہی ہے خوشی سے پھولوں پر — چمن میں جب سے سواری جناب کی آئی
اثر یہ ہے مرے ساقی کے حسنِ نمکیں کا — کبھی نہ کیف میں تلخی شراب کی آئی
خیال آیا جو نعتِ نبیؐ کا پیری میں — تو ذہن میں مرے قوت شباب کی آئی
کسی سے بارِ امانت نہ اوٹھ سکا جس دم — خرابی اس دلِ خانہ خراب کی آئی
جب آئے دھوم سے محشر میں شافعِ محشر — ہوا یہ غل کہ تباہی عذاب کی آئی
سنی جو نعت نکیرین لاجواب ہوئے — کوئی گھڑی نہ سوال و جواب کی آئی
نظر پڑا جو سراج المنیر کا جلوہ — تو آفتاب کو نوبت حجاب کی آئی

چھپا کبھی نہیں **طوفان** دل جلے کا کلام
دہن سے وقتِ سخن بو کباب کی آئی

ہو گیا ٹکڑے جگر اس میں نہ کوئی راز ہے — اون کی محبوبی ادا کا نام ہی اعجاز ہے
یا الٰہی کس طرح دیکھوں دیارِ مصطفےٰؐ — ضعف دامنگیر ہے طاقت پر پرواز ہے
اللہ اللہ کیا جمالِ مصطفےٰؐ ہے دلربا — سادگی میں بانکپن ہے ہاشمی انداز ہے
اے کبوتر خط مرا لیجا مدینہ کو ابھی — تو پرندوں میں بڑا شاہین ہی شہباز ہے
جس نے دیکھا بعد حج گھر قبلۂ کونین کا — درحقیقت حاجیوں میں وہ بڑا ممتاز ہے

پڑھتے ہی کلمہ ملے کیوں کر نہ جنت کی سند / خیر ہے انجام اوسکا جسکا نیک آغاز ہے
اوسمیں ہے مژگاں کی خوبی اسمیں ہے رخسار کی / خار و گل (طرح) دونوں کو اپنے بانکپن پر ناز ہے
آرہی ہے دمبدم وہ خوشنما دلکش صدا / میرے کانوں کو بھی در پردہ کسی سے ساز ہے
یاس و حسرت درد فرقت کے سوا کچھ بھی نہیں / نعتِ احمدؐ میں جلے دل کا یہی انداز ہے
وہ نہیں ہیں جو کروں اپنی عبادت پر گھمنڈ / میں وہ عاصی ہوں تری رحمت پہ مجھکو ناز ہے
قافلہ تو بڑھ گیا رستہ میں تنہا چھوڑ کر / بیکسی میں عشق احمدؐ ہی مرا دمساز ہے
شاعری کا زمزمہ میری ترانے میں نہیں / وہ صدا قوال کی بلبل کی یہ آواز ہے

لاکھ رازِ دل چھپاتا ہوں پہ چھپ سکتا نہیں
دیدۂ گریاں مرا **طوفان** بڑا غماز ہے

جمالِ مصطفےٰ میں کیا ادائے دلنشیں رکھدی / جھلک اپنی ہی تو نے اوسمیں صورتِ آفریں رکھدی
مسیحائے مدینہ اک نظر بیمارِ الفت پر / خدا نے کیا شفا چشمِ عنایت میں نہیں رکھدی
فراقِ مصطفےٰ میں چشمِ تر کیوں کی کمی تو نے / گریباں تر ہوا لیکن اچھوتی آستیں رکھدی
طفیلِ نورِ احمدؐ کہہ رہی ہے شان آدم کی / پڑی بنیاد (طرح) کعبہ کی جہاں اس نے جبیں رکھدی
قلوب المومنین کو حق نے دی الفت مدینہ کی / دیارِ مصطفےٰ کی عرشِ اعظم پر زمیں رکھدی
یہیں سے دیکھتا ہوں مثلِ موسیٰ طور کا جلوہ / مری آنکھوں میں نورِ مصطفےٰ نے دوربیں رکھدی
مچل کر مغفرت کے سامنے گٹھری گناہوں کی / بھروسہ پر تمہارے یا شفیع المذنبیں رکھدی
ہزاروں نعمتوں میں ایک تھی وہ نعمتِ عظمیٰ / کسی نے آپ کی دعوت میں گر نانِ جویں رکھدی
جنازہ اوڑ گیا سوئے مدینہ ابر کی صورت / کفن میں جس گھڑی خاکِ درِ سلطانِ دیں رکھدی
ملی وہ عقل علم الاولین کے عشق سے اونکو / درِ **عثمان علیخاں** پر ارسطو نے جبیں رکھدی
بجز اسکے نہ تھی معراج میں دیدار کی صورت / فضائے لامکاں میں پیکرِ سالارِ دیں رکھدی
کبوتر ہو گیا بازو شکستہ راہ سے واپس / مری عرضی اوڑا کر ہائے آندھی نے کہیں رکھدی

زبان پاک سے سن سن کے قرآنِ الٰہی کو
فصیحانِ عرب نے آپ کے در پر جبین رکھدی

وہ قسّامِ ازل کا مجیبہ ہے احسانی طوفان
زبان پر لذّتِ نعتِ شفیع المذنبین رکھدی

محمدؐ کو خوشبو جو پیاری نہوتی
گلستان میں بادِ بہاری نہوتی

خدا کو جو اُلفت تمہاری نہوتی
رہائی کی صورت ہماری نہوتی

سفر میں تڑپتی تھی روحِ بلالی
جو ناقہ یہ اونکی سواری نہوتی

نہ لیتا اگر چٹکیاں دردِ دل میں
لبوں پر کبھی آہ و زاری نہوتی

پہونچتے نہ جنت میں بے دغدغہ ہم
شفاعت کی گر راہداری نہوتی

جو فرقت میں ساون کی بدلی نہ روتی
تو بجلی میں یہ بیقراری نہوتی

غلافِ مبارک کی خوشبو جو آتی
شبِ ہجر پھر مجھ پہ بھاری نہوتی

دمِ واپسیں تک بھی آتا جو قاصد
نظر سوئے طیبہ ہماری نہوتی

دکھاتا جو صورت وہ ماہِ مدینہ
شبِ ہجر اختر شماری نہوتی

بتوں کی نہ صورت نکلنے کی ہوتی
جو کعبہ میں صورت تمہاری نہوتی

شفاعت کو محشر میں آتے نہ احمدؐ
تو غم سے کبھی رستگاری نہوتی

جو دریا دلی پر وہ ساقی نہ آتا
تو کوثر کی پھر نہر جاری نہوتی

نظر ہاشمی کی جو طوفان پہ پڑتی
تو پھر نیند آنکھوں میں طاری نہوتی

سُرمگین چشمِ محمدؐ میں حیا خوب رہی
نیچی نظروں میں مروت کی ادا خوب رہی

صدقہ ہو ہو کے یہ کہتے تھے مریضانِ کہُن
لبِ پیغمبرؐ برحق میں شفا خوب رہی

زندہ اک دم میں ہوئے حضرتِ جابر کے پسر
مرحبا آپ کی تاثیرِ دعا خوب رہی

حسنِ نمکین تھا محمدؐ کا وہ اللہ اللہ
خال و خط پر نظرِ اہلِ وفا خوب رہی

جسمِ اطہر سے کسی دم ہوئی کملی نہ جدا
ہر گھڑی راہِ مدینہ پہ گھٹا خوب رہی
دامنِ پاک پہ قربان ہزاروں دل تھے
عربی طرز کی قامت پہ عبا خوب رہی
سُرخرو موئے مبارک سے ہے مہندی کا خضاب
قسمتِ برگِ حنا جلوہ نما خوب رہی
شبِ فرقت میں نظر آئی بہارِ جنت
چمنِ دل میں مدینہ کی ہوا خوب رہی
گلِ اخلاقِ محمدؐ کی وہ خوشبو پھیلی
باغِ اسلام کی عالم میں فضا خوب رہی
ہوگئی مہرِ نبوت کی زیارت سب کو
عاشقِ زار کی محفل میں خطا خوب رہی
شبِ فرقت میں بجز اسکے نہ تھا کوئی علاج
دردِ دل کے لئے رونے کی دوا خوب رہی

جان دی نام محمدؐ کا جو لیتے لیتے
سب یہ کہتے ہیں کہ طوفان کی قضا خوب رہی

سوزِ دلِ محشر ور نہ دیگا تجھے جینے
آتے ہیں شب و روز پسینوں پہ پسینے
اے بیکسیٔ ہمسفرِ راہِ مدینہ
احسان ترا مجھ پر ہے کہ پوچھا نہ کسی نے
گھس جاتے تھے لاکھوں میں وہ یارانِ محمدؐ
شیروں کے جگر رکھتے تھے فولاد کے سینے
افسوس مرا دامنِ تر رہگیا سوکھا
شرمندہ ہی رکھا مجھے اشکوں کی کمی نے
تھی پیرہنِ پاک میں بھی شانِ شفاعت
بخشا دیا لاکھوں کو اویسِ قرنی نے
کیا معجزہ قرآن کی بلاغت کا دکھایا
پڑھ پڑھ کے فصاحت سے اُس امّی لقبی نے
اک آن میں آئے گئے معراج میں حضرت
ہر چند کہ افلاک پہ در تھے نہ تو زینے
شیدائے نبیؐ ہے تو شریعت پہ عمل کر
رستے ہیں یہی جانے والوں کے قرینے
وہ چشمِ بصیرت کو بھی کیونکر نظر آئے
دیکھا نہ قدِ پاک کے سایہ کو پری نے
یہ کوئی عبادت نہیں۔ دولت ہے محبت
طاقت ہے یہ کس کی جو گنہگار سے چھینے

جھلکتی ہے سرِ حشر گنہگار پہ رحمت
نیکوں کو خجل کر دیا طوفاں کی بدی نے

کھا کے تلوار کے پھل مست جو بالوں میں رہے
وہی جانباز محمدؐ کے رسالوں میں رہے

بے زرہ لڑتے تھے لاکھوں سے بہادر ایسے
شیر اللہ کے پکڑی کے بھی جالوں میں رہے

بادشاہوں کی نہ تھی اونکی نظر میں وقعت
جنکے سو طرح کے پیوند دوشالوں میں رہے

پختہ کارانِ عرب لائے نبیؐ پر ایمان
پست فطرت ہی مگر خام خیالوں میں رہے

بھولے بھالوں نے ہی فردوس کی بازی جیتی
وہی ہارے کہ جو شطرنج کی چالوں میں رہے

آپ کے دل میں تھی ابلاغِ رسالت کی جو دھن
کبھی بے فکر مہینوں میں نہ سالوں میں رہے

صلح جو ہو گئے تعلیم محمدؐ سے وہی
جو قبیلے ہمہ تن جنگ و جدالوں میں رہے

ہو گئے سینہ سپر لاکھوں سے یارانِ نبیؐ
پھول جنت کے وہ ایسے تھے کہ ڈھالوں میں رہے

خارِ طیبہ سے مرا دل نہ کبھی ٹوٹے گا
ٹوٹ کر گر وہ میرے پاؤں کے چھالوں میں رہے

بالیقین خاص وہ بندہ ہے خدا کا بخدا
احمدِ پاک کے جو چاہنے والوں میں رہے

حسن حورانِ بہشتی کا نہ چمکے گا کبھی
رخ پہ گر رنگ بلالی جو نہ خالوں میں رہے

آرزو ہے یہی طوفان کی تمنا ہے یہی
بلبلِ روح مدینہ کے نہالوں میں رہے

رہی دو کریموں میں امت تمہاری
خدا کی ہے رحمت شفاعت تمہاری

نہ آئی کسی میں نہ سوجھی کسی کو
فصاحت تمہاری بلاغت تمہاری

کیا پست فاقوں نے روئیں تنوں کو
کسی دن ہوئی کم نہ ہمت تمہاری

پڑھا سنگریزوں نے کلمہ تمہارا
عجب شان کی ہے رسالت تمہاری

تمہیں نے بنایا ہے کعبہ کو کعبہ
نہیں حج سے کچھ کم زیارت تمہاری

تمہاری اطاعت ہے طاعت خدا کی
خدا سے ملائی شریعت تمہاری

فدا ہو گئے مثل پروانہ لاکھوں
وہ روشن ہے شمع نبوت تمہاری

ازل سے یہی بات مانی ہوئی ہے
نبیوں میں ہو گی امامت تمہاری

خدا خود درود آپ پر پڑھ رہا ہے — وہی جانتا ہے فضیلت تمہاری
مرے دل کو ہر روز دیتی ہے تسکین — کلامِ الٰہی میں صورت تمہاری
پسند آئی زاہد کو حورِ بہشتی — مجھے بندہ پرور عنایت تمہاری
کہوں کیا جو ملتی ہے رونے میں لذت — مزا دے رہی ہے محبت تمہاری
دلِ غمزدہ کی یہی آرزو ہے — میسر ہو مجھکو زیارت تمہاری
اسی میں خدا یاد آتا ہے طوفان — بنی تنگدستی فراغت تمہاری

یہ **طوفان** سے کہتا ہے دریائے رحمت
نہیں دیکھی جاتی ندامت تمہاری

آیا نہ نامہ بر نہ مدینہ سے تار بھی — تک تک کے تھک گئی نگہِ انتظار بھی
پیری میں جوشِ عشقِ محمدؐ خدا کی شان — جلوہ دکھا رہی ہے خزاں میں بہار بھی
گم ہو کہیں نہ راہِ مدینہ میں نامہ بر — نکلے گی ڈھونڈنے کو مری جانِ زار بھی
کرتا ہے وجد ذکر سراج المنیر پر — پروانہ بنگیا ہے چراغِ مزار بھی
وحشت تو لیچلی ہے مدینہ مجھے مگر — چھیڑے نہ پھر کہیں خلشِ نوکِ خار بھی
رونے پہ مستعد جو ہوئی چشمِ اشکبار — سوزِ جگر سے جھوم کے اوٹھا بخار بھی
واعظ مجھے تو انس ہے ذکرِ حبیبؐ سے — آرام کچھ تو پائے دلِ بیقرار بھی
تقدیر سے وہ قافلہ سالار ملگیا — راحت رساں بھی ہے وہ مرا غمگسار بھی
ہے آپ کا یہ ذرۂ ناچیز مدح خواں — ہر دم نگاہِ مہر کا امیدوار بھی
اوس چشمِ مستِ ساقیٔ کوثر کو دیکھکر — بیہوش ہوگئے تھے بڑے ہوشیار بھی

قطعہ

لکھے گئے وہ جرم جو سرزد ہوئے نہ تھے — مجرم بنا ازل ہی سے ناکردہ کار بھی
اس مصلحت میں شانِ شفاعت کے تھے حقوق — شامل تھی اوس میں رحمتِ پروردگار بھی

طوفان کو کیوں نہ نعتِ محمدؐ پہ ہو گھمنڈ
ہیں اوسکے قدر دان شہِ دُلدُل سوار بھی

ہوش میں آو ہزاروں کی مٹانے والے
خوابِ راحت سے محمدؐ کو جگانے والے

ہم ضعیفوں سے تو تنکہ بھی نہیں ہل سکتا
سو گئے عرش کی زنجیر ہلانے والے

کر دے للّٰہ بس اب مردہ دلونکو زندہ
لبِ جان بخش سے مُردونکو جلانے والے

بول بالا رہے ہر وقت ہو فزّون تیرا
یہ جگا نہ دلِ خفتہ کو جگانے والے

ہائے اسلام کے وہ نورِ نظر ہیں کس جا
تیز تلوار کو دانتوں سے چبانے والے

زندگی میں ہوئے ظالم سے کبیدہ نہ کبھی
کیسے صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

کیوں نہ ہیں شوق سے رکھوں انھیں سینہ میں درود
دلِ بیتاب کو تسکین دلانے والے

ساقیا چشمۂ کوثر ترا لبریز رہے
جامِ کوثر مجھے بھر بھر کے پلانے والے

حشر میں پاک و سبکدوش نظر آتے ہیں
شوق سے بارِ امانت کے اوٹھانے والے

پھر ہمیں شوکتِ اسلام دکھا دے یارب
اپنے بگڑے ہوئے بندونکو بنانے والے

وہ کہاں گم ہوئے سہتے تھے جو تلوار کی آنچ
آگ پانی میں بھی ہمت سے لگانے والے

نگہِ یاس سے تکتے ہی رہے ہم طوفان
روزِ طیبہ کے طرف جاتے ہیں جانے والے

صورتِ نمکین ادا ہے بانکی
پیغمبر آخر الزمان کی

احمدؐ کی کبھی ہوا نہ بگڑی
غیروں نے ہزار خاک پھانکی

جابر کے پسر ہوئے ہیں زندہ
کیا بات ہے ہاشمی جوانکی

خوش ہو گئی زرد رو سے رحمت
ہے شاہ کو قدر زعفران کی

تھی شمع جو بزم کن فکاں میں
رونق ہے اوسی سے دو جہان کی

خالق سے کریں کلام موسیٰ
لکنت سے ہے منزلت زبان کی

پیری میں ہے جوشِ عشقِ احمدؐ — دراصل بہار ہے خزاں کی
دیدار کے دھن میں یا محمدؐ — آنکھوں میں ہے جان نیمجان کی
بیٹھے ہوئے آب و گل کا پتلہ — کر لیتا ہے سیر لامکان کی

طوفاں نے اوڑائی خاک کیا کیا
وحشت کے سبب کہاں کہاں کی

کیا قدر بڑہی رگِ گلو کی — قربت ہوئی جسکو خاص ہُو کی
میٹھی ہے بہت شرابِ اُلفت — کڑوی کڑوی نہ لون سبو کی
اے دل نظر آگیا مدینہ — بر آئے مُراد آرزو کی
کیا شان ہے اوسکی لامکاں میں — اللہ سے جس نے گفتگو کی
رو رو کے نہ کر تو مجھکو رسوا — اے چشم تجھے قسم لہو کی
لڑتی رہی گرمیوں میں دن رات — کفّار سے اونکی فوج ہُو کی
ہے خال سے حسنِ صورتِ حور — کیا قدر بڑہی سیاہ رو کی
روتا تہا جو ہجرِ مصطفےٰ میں — رحمت نے اوسی کو آبرو کی
معراج کے شب میں تہی شفاعت — ہے اور ہی بات روبرو کی
اللہ نے بال بال بخشا — اوبٹن نہی وہ ہوبہو کی
پہلے دنیا سے ہاتھ دہولے — نیت یہی خاص ہے وضو کی
چہوڑی جس نے رہِ شریعت — جنت کی اوسی نے راہ جو کی
دیدار میں تہی دوئی کہاں کی — تہی ایک ہی دید دوبدو کی

توحید کی وہ ہوا ہے طوفاں
گم ہو گئی راہ جستجو کی

درد سے ہے جو دل لگی دل کی — ہے اسی میں ہنسی خوشی دل کی

اونکی صورت جو یاد آتی ہے
درحقیقت خوشی ہے باعثِ غم
یاد کر دہبدم محمّد کو
نور احمد میں غور کرنے سے
چین سے بیٹھنے نہیں دیتی
نفس کے حکم کو نہ مان کبھی
المدد اے شفیعِ روزِ جزا
بیخودی سے خدا بھی ملتا ہے
قافلہ جب چلا مدینہ کو
میں بپنے سے جو ہم بگڑ بیٹھے
کھائی رنجِ دم ہوا مدینہ کی
دل سے نکلی نہ آرزو اکدم
رکھ نظر موت اختیاری پر

دیکھ لیتا ہوں آرسی دل کی
خوب روتی رہی ہنسی دل کی
تونے یہ واعظا کہی دل کی
خوب بڑھتی ہے روشنیِ دل کی
شبِ فرقت میں بیکلی دل کی
مان لے ہاں بری بھلی دل کی
کیا بجھائے کوئی لگی دل کی
دور کر دیتی ہے خودی دل کی
ہائے اوسوقت بیکسی دل کی
بات بگڑی ہوئی بنی دل کی
پھر تو کھلنے لگی کلی دل کی
رہگئی دل میں یا بنی دل کی
ہاں اسی میں ہے زندگی دل کی

سوزِ فرقت سے جلگیا **طوفان**
بے خبر جبلد ہاشمی دل کی

کیا مری پیاس قلزم رحمت کے سامنے
ٹکڑے قمر کے ہوتے ہی شرمندہ ہو گیا
فصلِ خزاں کے ساتھ ہی موسم بہار کا
شرکو عزیز رکھتے ہوں مطلب نہ خیر سے
جنت کا عیش رنج و مصیبت سے کم نہیں
تلوار کی طرح ہمہ تن سرنگوں ہوئے

عصیاں کی کیا بساط شفاعت کے سامنے
بوجہل بارگاہِ رسالت کے سامنے
راحت کھڑی ہوئی ہے مصیبت کے سامنے
ایسے ہی لوگ ہونگے قیامت کے سامنے
اوس ہاشمی جوان کی محبت کے سامنے
لاکھوں جوان اونکی شجاعت کے سامنے

اے ضعف تونے کی رہِ طیبہ میں رہزنی
شرمندہ ہوں میں شوقِ زیارت کے سامنے

کیونکر نہو سوالِ شفاعت سے انفعال
کیا میری عرض اونکی عنایت کے سامنے

کیا منزلت ہے بلبلِ باغِ رسول کی
ہے جسکا آشیان درِ رحمت کے سامنے

طوفان کو معصیت کا ہر ہو الم نہیں
پڑھتا ہے نعت شوق سے حضرت کے سامنے

اے دستِ جنون تھم جا طیبہ نظر آتا ہے
دامن کے نہ کر ٹکڑے روضہ نظر آتا ہے

عاشق کی نگاہوں سے پوچھے کوئی دل والا
صحرائے مدینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے

بلبل کے ترانے میں جبریل کا لہجہ ہے
ہر نخل مدینہ کا طوبیٰ نظر آتا ہے

دنیا کے تماشوں کی الفت کو مٹا دل سے
اس خوابِ خیالی میں دھوکا نظر آتا ہے

نورِ رخِ احمد سے نسبت ہے کہاں اسکو
شکلِ مہ کامل میں دھبّا نظر آتا ہے

ہے سب میں وہ ہرجائی اور سب سے علیحدہ ہے
خورشید کا ذرّوں میں جلوہ نظر آتا ہے

یوں جسمِ بلالی کو تکلیف نہ دے ظالم
یہ نورِ محمد کا شیدا نظر آتا ہے

احمد کے فقیروں کو کیا کام ہے کاہو سے
اس رنگ میں ییں تو کا جھگڑا نظر آتا ہے

الحاد سے بچ بچ کر چل راہِ طریقت پر
اس راہ میں چوروں کا کھٹکا نظر آتا ہے

رحمت کی اولی العزمی کہتی ہے یہ طوفان سے
دریا ترے عصیاں کا قطرہ نظر آتا ہے

ہائے کیا روضۂ پرنور کی جالی ہوگی
بالیقین طور کے جلوے سے نہ خالی ہوگی

رنج تنہائی کا قاصد رہِ طیبہ میں نہ کر
ساتھ تیرے میری آشفتہ خیالی ہوگی

عرصۂ حشر میں مخصوص ہے نیکوں کی نجات
رحمتِ عام کی صورت بھی نرالی ہوگی

ہے مدینہ میں اوسی نخل کی تقدیر بلند
جسکی اوس روضۂ پرنور پہ ڈالی ہوگی

دشتِ طیبہ میں جو کھاتا ہو بگولہ چکّر
دل یہ کہتا ہے وہی روحِ بلالی ہوگی

بدر میں کیوں نہو خورشید رسالت کو جلال
دستِ پُرنور میں جب تیغِ ہلالی ہو گی

ہو گیا ایک اشارہ سے قمر دو ٹکڑے
شان اوس ماہِ مدینہ کی جلالی ہو گی

ابرِ رحمت ہے وہی مامنِ اُمت ہے وہی
جو عبائے عربی جسم پہ کالی ہو گی

کفش برداریِ خدامِ معلے کی سند
کب عنایت مرے آقا مری والی ہو گی

اوس گنہگار کو کیا خاک جلائیگی جحیم
قدرتِ حق نے جسے جام سے پالی ہو گی

نعت کی فکر سے ایں عرشِ نشیں ہو طوفان
دیکھنا اور طبیعت مری عالی ہو گی

حور و ملک ہیں سارے خیر البشر پہ صدقے
عالم ہے در پہ قربان جبریل گھر پہ صدقے

شرم و حیا پہ اونکی شمس و قمر ہیں قربان
افلاک ہو رہے ہیں نیچی نظر پہ صدقے

ختم الرسل کے تن پر ہے ختم جامہ زیبی
ہر ایک پیرہن ہے پیغامبر پہ صدقے

تارِ نظر پہ قابو کسطرح پا سکے گا
گر لاکھ بار بھی ہو پٹکا کمر پہ صدقے

روشن یہی نشان ہے اعجاز مصطفے کا
کیوں کر نہوں ستارے نورِ قمر پہ صدقے

کس شان کی شجاعت امی لقب نے پائی
جرأت ہے دلپہ قربان ہمت جگر پہ صدقے

شب بھر کے سونے والو اٹھو نماز پڑھ لو
پروانے ہو رہے ہیں شمع سحر پہ صدقے

چاروں طرف حرم میں وہ نور کا ہے عالم
ہوتی ہے جانِ زائر دیوار و در پہ صدقے

طینت میں جسکی مضمر خلق محمدی ہو
کیونکر نہوں فرشتے ایسے بشر پہ صدقے

اڑتی ہے آنکھ میری جب ہاشمی چمن پر
ہوتا ہوں مثلِ بلبل گلہائے تر پہ صدقے

شبیر کی نصیحت کیونکر یزید مانے
اسلام پر یہ قربان وہ مال و زر پہ صدقے

ذکرِ خدا میں لذت میٹھی درود سے ہے
طوفان کا دل ہے ایسے شیر و شکر پہ صدقے

کبھی رہتا نہیں مستوں سے ترا در خالی
دے نہ اے ساقیِ کوثر مجھے جگر خالی

کبھی سیدھی ہوئی ظالم اصلی کی کجی — بانکپن سے تو نہ دیکھا کوئی خنجر خالی
کبھی نیکوں سے ہیں دینِ ہمیش خالی — موتیوں سے تو ہوگا یہ سمندر خالی
جھولیوں میں ہے فقیروں کی خزانہ سارا — کیوں نہ رہجائے کفِ دستِ پیمبر خالی
گھر سے اللہ کے اونکو تو نکلتے ہی بنی — دعوی کرتے تھے خدائی کا جو پتھر خالی
مالکِ چشمۂ کوثر ہے وہ دریا دل ہے — دیکھ سکتا نہیں ساقی مرا ساغر خالی
ہے وہی مفلس و محتاج فقیروں کا فقیر — ہے سخاوت سے اگر دستِ تونگر خالی
مجھ سیہ کار سے ہے رحمتِ باری کو فروغ — ہے کسوٹی کے تو پرکھے نہ کوئی زر خالی
چین اک آن بھی محبوبِ خدا کو نہ ملا — نہ رہا خارِ الم سے کبھی بستر خالی
آندھیوں نے مرے نامہ کو اوڑایا افسوس — پھر گیا راہِ مدینہ سے کبوتر خالی
گھومتا رہتا تھا حسنینؓ کے گہواروں پر — نہ تھا حضرتِ جبریل کا شہپر خالی
مردہ دل اوس لبِ جان بخش کو کیونکر جانے — زندہ کردیتی ہے محبوب کی ٹھوکر خالی
خضرِ شوق مدینہ مجھے بہو نچا دیگا — راہ میں چھوڑ نہ دیگا مرا رہبر خالی
سادگی سی شہ عثمان کی ہی شاہی کو فروغ — ہیبتِ حق سے نہیں تیغ میں جوہر خالی

جشنِ میلاد کی ہے دھوم دکن میں طوفان
جوششِ الفت سے ہوگا یہ سمندر خالی

کریگا قدر جو اللہ مدح خوانوں کی — کھلے گی حشر میں تقدیر خوش بیانوں کی
تو وہ حبیب سے معراج ہی میں دستِ بدست — ملی کلید خدائی کے کارخانوں کی
جھکے ہیں روضۂ احمد کو دیکھنے کے لئے — نگاہِ شوق زمین پر ہے آسمانوں کی
جہاں میں شور ہے اعجازِ حسن نمکین کا — شراب ہوگئی سرکہ شراب خانوں کی
نبی کے سامنے لڑ بھڑ کے مٹ گئے لیکن — بہادری نہ ہٹی ہاشمی جوانوں کی
تڑپتے رہتے ہیں تیغ فراق کے گھائل — خبر تو لیجئے للہ نیم جانوں کی

ہنسی خوشی سے بنے میزبان رسول اللہ
خلوص دل سے تواضع تھی مہمانوں کی

لکھا ہوا کبھی قسمت کا مٹ نہیں سکتا
ہزار پھیرئے تسبیح لاکھ دانوں کی

چلو مدینہ کو لو آبرو محمد کا
وہی جگہ تو یقیناً ہے بے ٹھکانوں کی

دکھائی قوت روحی جو روزہ داروں نے
رہی نہ قدر زمانہ میں پہلوانوں کی

خطاب ملگیا فتحان کا نامور طوفان
نبی کے حکم سے تلوار ہے پٹھانوں کی

ایسا کہیں دلکش کوئی منظر تو نہیں ہے
جنت ہے مگر شہر پیمبر تو نہیں ہے

اے خضر مدینہ کا پلا دے مجھے پانی
قسمت مری کچھ مثل سکندر تو نہیں ہے

جس سنگ کے کعبہ میں لیا کرتے ہیں بوسے
وہ غار حرا کا کوئی پتھر تو نہیں ہے

تشنہ نہ رکھیگا جو کسی کو سر محشر
دراصل وہی ساقی کوثر تو نہیں ہے

خط لیکے اڑا شوق سے طیبہ کو کبوتر
جبریل کا بازو میں کوئی پر تو نہیں ہے

خورشید کہاں نور محمد کے برابر
روشن صفت شمع وہ گھر گھر تو نہیں ہے

آوارہ و سرگشتہ جو رہتا ہو ہمیشہ
وہ شیفتۂ زلف پیمبر تو نہیں ہے

پتلی کیطرح آنکھوں میں فرماتی ہیں آرام
محبوب خدا کا یہی بستر تو نہیں ہے

اشعار میں دکھلاتا ہے جذبات کی موجیں
طوفان کہیں الفت کا سمندر تو نہیں ہے

ہے فیض رساں راہ مدینہ کا شجر بھی
راحت کے سوا دیتا ہے رہرو کو ثمر بھی

وہ شہر مدینہ ہے کہ جس پر سحر و شام
خورشید فدا ہوتا ہے صدقے ہے قمر بھی

ہمدم نہیں کچھ تو ہی چراغ شب ہجراں
روشن مرے دل میں ہے مدینہ کی سحر بھی

رونے پہ جو آجاتا ہے شیدائے محمد
کس شوق سے اڑتے ہیں بخارات جگر بھی

اب دیر نکر چلنے میں ای شوق زیارت
ساماں بھی مہیا ہوا باندھی ہے کمر بھی

اک آن میں تانبے کو بنا دیتی ہے سونا
اکسیر ہے اللہ کے بندونکی نظر بھی

طوفان ترے رونے سے بپا ہوتا ہے طوفان
اے مردِ خدا جلد شبِ ہجر میں مر بھی

ہوئی کافور ظلمت کفر کی نورِ محمدؐ سے
کروڑوں گھر ہوے روشن اسی شمعِ مجرد سے

زمانہ کی نظر سے گر گئے گر ہم تو کیا غم ہے
اوٹھینگے زور سے گھر ہے تعلق جدکو مد سے

محمد مصطفیٰ مداح سے راضی نہوں کیونکر
خدا بھی بالیقین خوش ہوی جاتا ہے خوشامد سے

وہ کیونکر قلزمِ توحید میں غوطہ لگائینگے
کہ جنکے کان ہی واقف نہیں ہیں صوتِ سرمد سے

کلام اپنا محمدؐ کی زبان پر کر دیا جاری
بہت راضی ہے اوستادِ ازل شاگردِ ارشد سے

مسیحائے مریضِ عشق کو کیونکر شفا ہو گی
مشرف ہو نہ جبتک شربتِ دیدارِ احمد سے

شفاعت کی سرِ محشر مجھے جب ہوم اے طوفان
خدا کے نیک بندے بھی تو شرمانے لگے بد سے

تھی بالخصوص کوئی تجلّی نہ طور کی
موسیٰ وہ اک جھلک تھی محمدؐ کے نور کی

فاقہ رسولِ پاک کا روزے سے کم نہ تھا
گٹھلی کبھی گھلی نہ دہن میں کھجور کی

آنکھوں میں اشک دل میں محبت کی آگ ہے
بھٹی سلگ رہی ہے شرابِ طہور کی

فردوس کے قصور میں جو قصر ہو بلند
منزل وہی ہے ایک ہماری قصور کی

کیا بوالہوس کو بادۂ الفت نصیب ہو
میکش کے آنکھ میں ہے نشانی سرور کی

جس دل میں خاص مخبرِ صادق کا عشق ہو
کیونکر خبر نہ اوسکو ملے دور دور کی

مداح کی جو موت بھی آئی تو نیک خو
سیرت میں وہ بلال ہی صورت ہی حور کی

مجھکو ہے اس امید پہ محشر کا انتظار
دیکھوں اسی بہانے سے صورت حضور کی

عاصی کو مصطفیٰ کا ثنا خوان بنا دیا
بیجد یہ مہربانی ہے ربِ غفور کی

زاہد تو اپنے زہد پہ نازاں نہو کبھی
ہے بابِ مغفرت میں رسائی قصور کی

طوفاں بے تمیز پہ رحمت کی ہے نظر
ہوتی رہی معاف خطا بے شعور کی

ہے خودی خود خدا کی خدا کے لئے — بندگی رہ گئی مصطفےٰ کے لئے
من رآنی تھی خیر الوریٰ کے لئے — قول حق تھا یہی حق نما کے لئے
کوچۂ مصطفےٰ ہے وہ دار الشفا — آئینگے خود مسیحا دوا کے لئے
اللہ اللہ شہیدانِ راہِ خدا — وہ فنا ہو گئے تھے بقا کے لئے
قبر میں اونکی آخر اوجالا ہوا — جو تڑپتے تھے بدر الدجیٰ کے لئے
آرزوئے شہادت اگر دل میں ہے — سر ہتھیلی پہ رکھ لے خدا کے لئے

قطعہ

اول و آخر و ظاہراً باطناً — یہ تعین ہے خیر الوریٰ کے لئے
پر سمجھ سوجھ سے ذاتِ حق ہے بری — شرک ہے ہر اشارہ خدا کے لئے
یا الٰہی نکل جائے سجدے میں دم — ہو یہی اک بہانہ قضا کے لئے
کربلا میں شہیدوں کو حق مل گیا — خون بہا اپنا وہ خون بہا کے لئے

اوسکی رحمت سے ہرگز نہ مایوس ہو
ہاتھ اوٹھا جلد طوفاں دعا کے لئے

قدرتِ باری سے پانی ہی بضاعت خاک کی — رفتہ رفتہ لی کفِ دریا نے صورت خاک کی
آب و آتش باد مل جل کر کبھی رہتے نہ تھے — ہو گئے یکجا ملی جب نیک صحبت خاک کی
شیوۂ انسانیت ہے خاکساری سے عیاں — حضرتِ آدم میں تھی سب آدمیت خاک کی
خاک ہی دکھلا رہی ہے باغ عالم میں بہار — ابر بن بن کر برستی ہے حرارت خاک کی
قدسیوں میں تھا یہی چرچا شبِ معراج میں — لامکاں میں جلوہ گر ہوتی ہے صورت خاک کی
ذرہ ذرہ بن گیا ہے خاک کا قندیلِ طور — دید کے قابل ہے اے موسیٰ حقیقت خاک کی

دیکھنے پاتا نہ اپنا نور خورشید فلک
گر نہ ہوتی سامنے اوسکے کثافت خاک کی

گھومتی رہتی ہے آوازِ اذان افلاک پر
پنجگانہ عرش پر بجتی ہے نوبت خاک کی

کیوں نہ ہو مقبول بندوں کی تیمم سے نماز
پاک ہے مانند پانی کے طبیعت خاک کی

خانہ زادِ خاک ہیں الماس و لعل و سیم و زر
کیوں خزانوں میں مقفل ہے یہ دولت خاک کی

ہے وہی جنت جہاں دیدار ہو اللہ کا
ورنہ حق میں ہے نظر بازوں کو جنت خاک کی

دیکھنے کو خاک کے چشم بصیرت چاہیے
اوسکے جلوے سے نہیں خالی حقیقت خاک کی

زر میں جو ہیں خوبیاں زیور سی ہوتی ہیں عیاں
خاک کے پتلوں سے ہر جا ہی زینت خاک کی

خاکساروں نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ہفت کشور پر ہوئی جاری حکومت خاک کی

مال ہے تو فرض ہے تجھپر زکات ای مالدار
ورنہ ہو جائیگی لاکھوں کی سخاوت خاک کی

خاک پر ہیں خوابِ راحت میں محمد مصطفیٰ
عرش سے بھی بڑھ گئی طوفان فضیلت خاک کی

اللہ احد ہے یہی توحید کھری ہے
وہ پاک ہے ایسا کہ اشاروں سے بری ہے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کی
دل میں مرے الفت ہے کہ شیشے میں پری ہے

سادات کے ملبوس کا ہے خاص ہرا رنگ
بن پانی کے کھیتی یہ محمد کی ہری ہے

اک روز یہی خرمنِ عصیاں پہ گریگی
ایمان کی جو بجلی دلِ مومن میں بھری ہے

وہ چشمِ بصیرت سے کبھی چھپ نہیں سکتا
پردہ جسے کہتے ہیں وہی بے بصری ہے

دشمن پہ ہے تلوار چلانا بہت آسان
ہیں ہیں کے پرخچے جو اوڑا دے وہ جری ہے

محشر میں گناہوں کی خریدار ہے رحمت
بازارِ شفاعت میں یہی جنس کھری ہے

طیبہ کو گئی عطر میں ڈوبی ہوئی آئی
رشکِ گلِ فردوس نسیمِ سحری ہے

گر طالبِ حق ہے تو پکڑ ہوش کا دامن
یہ واقفِ اسرار رہِ بے خبری ہے

شیدائے پیمبر کی علامت ہے یہی خاص
لب خشک ہے رخ زرد ہے آنکھوں میں تری ہے

اخلاص فنا ہوتا ہے رنگین کفنی سے
طوفان یہ فقیری نہیں دریوزہ گری سے

اوٹھتے جو بخارات شبِ ہجر جگر سے
ساون کی گھٹا بن کے وہی آنکھ سے برسے

خط لیکے اوڑا سوئے مدینہ جو کبوتر
لپٹا ہی رہا حضرتِ جبریل کے پر سے

دیدار محمد سے ملا عشق خدا کا
سچ ہے کہ مزا شیر کا بڑھتا ہے شکر سے

محبوبِ خدا اک نظرِ مہر ادھر بھی
کب تک مرا دیدہ ترے دیدار کو ترسے

خاکِ کفِ پا اوسکی میں آنکھوں میں لگاؤں
آئے جو مسافر کوئی طیبہ کے سفر سے

غازی ہے وہی مرد بہ فرمانِ محمد
ہتھیار رسنِ مرگ کھلیں جسکی کمر سے

اے ضعف مجھے شوق ہی لیجائیگا طیبہ
شل پاؤں جو ہو جائیں تو جاؤنگا میں سر سے

روضہ پہ محمد کے فدا ہوتے ہیں ذرات
پوچھے کوئی گردش کا مزا شمس و قمر سے

سرکش جو قبیلے تھے جھکے سامنے اونکے
دل جنکے لرزتے رہے اللہ کے ڈر سے

ہاتھی کی سواری پہ نہ مغرور ہو غافل
کنکر نہ ابابیل کی منقار سے برسے

پروانہ ہی دیکھئے ترے اشعار کو **طوفان**
نسبت نہیں کچھ شمع کو مکھی کی نظر سے

آج طیبہ سے نسیم سحری آتی ہے
ساتھ خوشبو کے کوئی خوشخبری آتی ہے

ہے مدینہ میں وہ حسنِ نمکین کا جلوہ
چھوڑ کر شہر سلیمان کا پری آتی ہے

درد اوٹھ اوٹھ کے مرے دلکو جگا دیتا ہے
بھول کر نیند جب آنکھوں میں ذری آتی ہے

آگیا خواب میں جب گنبدِ خضرا کا خیال
حور پہنے ہوے پوشاک ہری آتی ہے

قافلہ چھوڑ گیا راہِ مدینہ میں حضور
ساتھ میرے مری آشفتہ سری آتی ہے

ایک منزل میں تو رہتے نہیں ملکر دونوں
ہوش جاتا ہے تو پھر بیخبری آتی ہے

کہیں ہو سکتی ہے محبوب کی امت کھوٹی
رحمتِ حق کی کسوٹی پہ کھری آتی ہے

شاعری میں تو مرے عیب کو حاصل ہے کمال | نکتہ چینی کی کسے دردسری آتی ہے

غم شبیر میں اشکوں کا بہادے دریا
تجھکو طوفان فقط نوحہ گری آتی ہے

جو قربان رسول ہاشمی پر جان دیتا ہے | اوسی کو حق تعالی دولت ایمان دیتا ہے
نبی المحترم امی لقب کی وہ عنایت ہے | میں اوس پر جان دیتا ہوں تو وہ ایمان دیتا ہے
نہ پائے رفتنی دارم نہ جائے ماندن بینم | مرا ساقی مجھے جب بادۂ عرفاں دیتا ہے
بجز دیدار والا سیر جنت سے بھی وحشت ہے | مگر دل کو تسلی آپ کا ارمان دیتا ہے
خبر میری کوئی لے یا نہ لے ہر حال میں خوش ہوں | مرا مولا ہدایت صبر کی ہر آن دیتا ہے
بلائینگے مجھے دربار میں کب یا رسول اللہ | دلاسا یوں تو ہر دم آپکا دربان دیتا ہے
شفاعت کو شفیع المذنبین آتے ہیں محشر میں | گنہگاروں کو فضل رب یہی اعلان دیتا ہے
درود پاک پڑھنا فرض ہے فعل الہی ہے | یہی قرآں میں ہر مومن کو وہ فرمان دیتا ہے
اوسی کے ہاتھ میں تلوار اپنا کام کرتی ہے | کہ اول جس بہادر کو خدا اوسان دیتا ہے
اگر چھپ جائے تو دیکھینگے یہ سب دیکھنے والے | پتہ سوز دروں کا خود مرا دیوان دیتا ہے
خدا رکھے سلامت میر عثمان علیخان کو | سفر کا حاجیوں کو بے طلب سامان دیتا ہے

قطعہ

مبارک ہوں یہ روزے تیس (۳۰) دن کے روزہ داروں کو | کہ اونکو عید کی دعوت مہ رمضان دیتا ہے
رہے محروم من وجہہ جو اس نعمت سے دنیا میں | تو اونکو مژدۂ لا تقنطو قرآن دیتا ہے

عجب عاشق ہے طوفان بعد تیرہ سو برس کے بھی
محمد مصطفے کے نام پر وہ جان دیتا ہے

دل میں یارب ترے محبوب کا ارمان رہے | جان کی جان رہے ایمان کا ایمان رہے
کیسے وہ لوگ تھے دنیا میں محمد کے غلام | یاد اللہ سے خالی نہ کوئی آن رہے

رہ گئی دل میں مدینہ کے سفر کی حسرت
عمر بھر ہم تو میاں بے سر و ساماں رہے

عید اونکی تھی جو تلوار سے کٹتے تھے گلے
حکمِ پیغمبرِ ذی شان پہ قربان رہے

ساتھ اللہ کے پڑھتا ہو جو بندہ بھی درود
مومنِ خاص وہی ہے یہی پہچان رہے

نام سنتے ہی محمدؐ کا تڑپ جاتے ہیں
ہم اسی ایک سہارے سے مسلمان رہے

حکم کو اونکے شہنشاہوں نے سر پر رکھا
احمدِ پاک کے جو تابعِ فرمان رہے

لوحِ محفوظ تو دی حق نے مسلمانوں کو
کیوں نہ پھر سینہ حفاظ میں قرآن رہے

آئے تو جائے نہ پھر نعتِ مبارک کا خیال
خانۂ دل میں الٰہی یہی مہمان رہے

قطعہ

نیک اعمال برائی سے بدل جاتے ہیں
فرض ہو ترک تو کیوں قلب میں ایمان رہے

وہی باغی وہی غدار ہے دشمن ہے وہی
جو اطاعت سے اولی الامر کی انجان رہے

بحرِ عصیاں میں ہے موجود شفاعت کا جہاز
دلِ طوفاں میں کیوں وحشتِ طوفان رہے

علمِ لدن کے عالم امی قرآن والے
ایمان کا سبق دے ایمان کی جان والے

سایہ ترا کہاں ہے اوسکا پتہ بتادے
اوس ذاتِ بے نشان کے اعلیٰ نشان والے

نعلینِ پاک تیرے پہونچے ہیں لامکاں تک
خرمہ کی ڈالیوں کے سادہ مکان والے

قرآن سنا سنا کر حق کا یقین دلایا
پتھر کو پوجتے تھے وہم و گمان والے

سرکش جو تھے قبیلے نیچا اونہیں دکھایا
لاکھوں سے منہ نہ پھیرا اے آن بان والے

عصیاں کے ڈھیر لاکھوں بازارِ حشر میں ہیں
تکتے ہیں تیری صورت اونچی دکان والے

خالق مع الملائک بھیجے درود تجھ پر
صلِّ علیٰ محمدؐ اے مان پان والے

سب انبیا کھینچینگے ہو اک نظر ادھر بھی
اے وہ شفیعِ محشر رحمت کی شان والے

خالق کا نور تو ہے دل کا سرور تو ہے
شانِ غفور تو ہے ہاشم کی آن والے

تلوار بدر کے دن جب اونکی چل رہی تھی
گوشہ کو ڈھونڈتے تھے تیر و کمان والے

حسنینؓ کے الم میں روتی ہیں دونوں آنکھیں
ہوتے ہیں انپہ قربان دونوں جہان والے

شیدائے مصطفےٰ ہے تو سب میں ہے معظم
اے شہریار اعظم ہندوستان والے

طوفان ترے سخن کی محشر میں داد دینگے
حسان ابنِ ثابت شیریں زبان والے

وہ جوانِ عربی ملکے رہا یاروں سے
نہ ہوا چاند مدینہ کا جدا تاروں سے

کیوں نہ الفت ہو محمدؐ کو گنہگاروں سے
پھول رہتا ہی نہیں گلشن میں جدا خاروں سے

قدر سونے کی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے
کیوں لگاوٹ نہ ہو رحمت کو سیہ کاروں سے

یوں تو بٹلہ نکل آتا تھا کئی بار مگر
گھر پاک نہ خالی رہی ہتیاروں سے

قبر شیدائے محمدؐ پہ چڑھانے کے لئے
بلبلیں پھول اڑا لاتی ہیں گلزاروں سے

عید اونکی تھی جو مرتے تھے شہادت کیلئے
ہاتھ پھیلا کے گلے ملتے تھے تلواروں سے

اہل جنت ہوئے بکھے ہی بہ فرمانِ نبیؐ
خوب اچھے رہے ناداں ہی ہوشیاروں سے

لے خبر جلد مسیحائے مدینہ انکی
اب تو پرہیز قضا کو بھی ہے بیماروں سے

دیکھکر مہر شفاعت کو ہر اک سینہ پر
بیخطا چھپتے رہتے ہیں خطا کاروں سے

بلبلیں پڑھتی ہیں جب نام محمدؐ پہ درود
پھول جنت کے ٹپک جاتے ہیں منقاروں سے

زرد رو ہو گئے جو زر پہ فدا رہتے تھے
کوئی پرسش نہ ہوئی حشر میں ناداروں سے

عاشقِ شہر محمدؐ ہے ازل سے طوفان
وہ تو ملتا نہیں جنت کے طلبگاروں سے

صوفیانہ

دید بازی کی حلاوت چشمِ تر سے پوچھئے
اشکباری کا مزا دردِ جگر سے پوچھئے

پوچھئے سوزِ دلِ مضطر کا پروانہ سے حال
عاشقی کی انتہا شمعِ سحر سے پوچھئے

آشیانہ تک رسائی کا سبب کھلتا نہیں
یہ فسانہ طائرِ بے بال و پر سے پوچھئے

اوّل و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی
کون سے زیور میں رہتا ہے یہ زر سے پوچھئے

ہوش میں کس طرح پیتے ہیں شرابِ بیخودی
بیخبر رہتے ہیں کیونکر باخبر سے پوچھئے

آئینہ خانے میں ہیں کسکی ہزاروں صورتیں
جلوہ آرائی کا عالم جلوہ گر سے پوچھئے

سب نظر آتا نظر لیکن نظر آتی نہیں
یہ نظر بازی کسی اہلِ نظر سے پوچھئے

ابتدا عین انتہا ہے انتہا عین ابتدا
تخم کی جو کچھ حقیقت ہے ثمر سے پوچھئے

کس کا سوزِ عشق ہے اور کس کا سینہ پر ہے داغ
آئینہ ہو جائیگا شمس و قمر سے پوچھئے

طور پر موقوف کچھ اوس یار کا جلوہ نہیں
ہر جگہ ناظر ہے وہ نورِ نظر سے پوچھئے

اوسکی چتون پھرتے ہی عالم میں ہلچل پڑ گئی
کسلئے طوفان بپا ہے بحر و بر سے پوچھئے

سلام

ہو سلام اونپہ رسول کا جو شہید تیغِ جفا ہوے
ہو درود اونپہ بتول کا جو اسیرِ رنج و بلا ہوے

ہے شجر شہید کا بارور نہ رہا یزید کا کر و فر
جو فنا ہوے وہ بقا ہوے جو بقا ہوے وہ فنا ہوے

وہ بہارِ پر چمنِ علیؑ وہ جو کھل رہی تھی کلی کلی
جو ستم کی گرم ہوا چلی تو وہ پھول سارے ہوا ہوے

تبرِ ستم سے کٹے گلو ہوے سبز پوش ہی سرخرو
گلِ نخلِ فاطمہؑ ہو بہو جو پسے تو رنگِ حنا ہوے

نہ رہا یزید کا مکر و فن نہ وہ سلطنت نہ وہ انجمن
ملے خاک میں بھی جو گلبدن تو وہ عینِ خاکِ شفا ہوے

وہ خطا ہی کیا تھی شہید کی گری جسپہ فوجِ یزید کی
وہ ہوا اٹھی ظلمِ شدید کی کہ ہزار حشر بپا ہوے

یہ وہ آلِ پاکِ رسولؐ ہیں یہ وہ باغِ خلد کے پھول ہیں
کہ دعائیں انکی قبول ہیں یہی کعبہ دوسرا ہوے

وہ جو دوستانِ نکو سیر شہِ کربلا کے تھے ہمسفر
ہوئے تن سے اونکے جدا ابھی سر پہ حسینؑ سے نہ جدا ہوے

وہ علیؑ کی شانِ عبودیت جسے چاہتی تھی ربوبیت
اسی منزلت کی تھی کیفیت کہ نصیر یونکے خدا ہوے

یہی ایک نقطہ کا فرق تہا رفقائے نحس و سعید میں
وہ خطا ہوے یہ عطا ہوے وہ دغا ہوے یہ دعا ہوے

وہ یزید ظلمتِ کفر و کین یہ حسینؑ شمعِ رہِ یقین
وہ بنا جو رہزنِ راہِ دین یہ شہنشہِ شہدا ہوے

نہ مٹا شقی تو نبیؐ کا گھر کہ یہ اہلبیت ہیں پاک تر
اسی در سے دیکھا خدا کا گھر یہی لوگ قبلہ نما ہوے

دلِ طوفان اونکے الم کا گھر کہ چڑھا ہی نیزے پہ چنکا سر
اسی غم میں روتے ہیں بحر و بر کہ شہید عقدہ کشا ہوے

سلام

مجرئی فوج قلعہ گیر تھی دُہری اُتھری
قتلِ سادات کی تدبیر تھی دُہری اُتھری

رُخ پہ جو زلف گرہ گیر تھی دُہری اُتھری
پائے عابدؑ میں وہ زنجیر تھی دُہری اُتھری

راہ کو بھول کے پھر آ گئے مقتل میں حسینؑ
ہائے کیا گردشِ تقدیر تھی دُہری اُتھری

بھائی پر کر دیا بیٹوں کو فدا زینبؑ نے
دل میں کیا اُلفتِ شبیرؑ تھی دُہری اُتھری

ضعف سے بچ نہ سکا شہ سے گلوئے اصغرؑ
گرچہ آواز پہ بِن تیر تھی دُہری اُتھری

بیڑیاں پاؤں میں اور گردن و بازو میں رسن
مہمانوں کی یہ توقیر تھی دُہری اُتھری

باغیوں کے وہ رنگ آمیز تھی دعوت کے پیام
خطِ گلزار میں تحریر تھی دُہری اُتھری

قتلِ شبیرؑ پہ ہر شخص تلا بیٹھا تہا
واہ کیا خواہشِ جاگیر تھی دُہری اُتھری

نام پانی کا بھی لاتے نہ زبان پر شبیرؑ
اُلفتِ اصغرِ بے شیر تھی دُہری اُتھری

چھِد گئی مشکِ سکینہ تو وہ تڑپے عباسؑ
خاک پر نُور کی تصویر تھی دُہری اُتھری

قیدیوں میں سرِ شبیرؑ وہ دربارِ یزید
کیا ہی سادات کی تحقیر تھی دُہری اُتھری

ہر مسلمان کے لئے بیعت فاسق ہے حرام — اسلئے آپ کی تقریر بھی دھری کی دھری
تہا بدا وا بھی سجادؑ کی بیماری کا — رسن ظلم گلوگیر بھی دھری کی دھری
رن میں وہ اکبرؑ مہ رو وہ چمک تیغوں کی — دھوپ میں چاند کی تنویر بھی دھری کی دھری
رن سے پھر خیمۂ اطہر میں نہ آتے شبیرؑ — کیا کریں الفت ہمشیر بھی دھری کی دھری
خنجر شمر جو رک رک کے چلا گردن پر — لب شبیرؑ پہ تکبیر بھی دھری کی دھری
کٹ گئی آپ کے سب یار و انصار و عزیز — آیۂ حق کی یہ تفسیر بھی دھری کی دھری

دشمنوں سے نہ رکا پھر حر غازی طوفانؔ — کشش حضرت شبیرؑ بھی دھری کی دھری

سلامی جب نہ اصغرؑ کو بھی اک قطرہ پلا پانی — برنگ اشک او سدم شہ کی نظروں سے گرا پانی
جوانان علیؑ لڑتے ہوئے پیاسے کٹے آخر — گلے تک ہی رہا تلوار کے بھی دھار کا پانی
پلائی آنچ جب ابن حسنؑ نے تیغ چمکا کر — لرز کر ارزق شامی کا زہرہ ہو گیا پانی
لبوں پر سرد آہیں اشک جاری چشم حق میں سے — یہی سبط نبیؐ کے تھے مقدر میں ہوا پانی
تن شبیرؑ پر بھی دمبدم بوچھار تیروں کی — نیا برسا رہی تھی رن میں ڈہالوں کی گھٹا پانی
شجر اسلام کا سرسبز ہوتا پھر نہ عالم میں — نہ دیتا گر علیؑ کا لعل اپنے خون کا پانی
چھدی جب مشک تو عباسؑ نے رو کر یہ فرمایا — چچا پر رہ گیا آخر بھتیجی کا گلہ پانی

قطعہ

کہا شبیرؑ نے اے نار یو ہم میر کوثر ہیں
وہ دریا دل ہیں قاتل کو بھی ہم شربت پلاتے ہیں

جو چاہیں ہم تو یہ پانی ہوا ہوا اور ہوا پانی
مگر تمنے نہ مہمانوں کو اک قطرہ دیا پانی

تڑپ کر موج دریا سر پٹکتی ہے کنارہ سے
بہن کے اسقدر بھائی کے غم میں بہگئے آنسو

یہ کہتی ہے نہ پہونچا باغ زہرا تک مرا پانی
کہ رکھتے رکھتے آنکھوں پر ہوئی ساری ردا پانی

تہ خنجر کہا شبیر نے خوش ہو نہ اے قاتل	شہادت مجھکو پانی ہے تو تجھکو بھی سزا پانی

شہید کربلا کا غم قیامت خیز ہے طوفان
اگر دل پانی پانی ہے تو آنکھوں سے بہا پانی

ٹھمری نعتیہ

چلو چلو سکھی طیبہ نگری سین میں جیا گھبراوت ہے
خود مہر نبوت کو لیکر جنت کی سند پالاوت ہے
اوس رشک سکندر کی بتیاں جب کوئی نہیں لیجاوت ہے
پیاسا سمندر پار بسیں کوئی نہ وہاں تک جاوت ہے
سینے میں کبھی کملی والا جب ہمر دوارے آوت ہے
وہ بال سکھی گھونگر والے اور دونوں نین وہ متوالے
مکے کے پہاڑوں ہی میں تیا کم سن جبر دیا آوت ہے
کھاتا ہی رہا فاقو نکی ہوا پتھر کو شکم سے باندھ لیا
سر پر جب کملیا اوڑھ لیا سایہ کبھی سنگ کسا تھ رہا
امی لقبی لکھانہ پڑھا اخلاق ہی سب کو گھیر لیا

وہ پاک محمد صلعم هر دم پل پل یاد آوت ہے
وہ گنج خفی بھید سکھی مکی مدنی کہلاوت ہے
نوشاہ عالم کے گھر میں خود بنکے پیمبر آوت ہے
بن پنکھ پکھیرو وہ پیاں مورا اک آنگن جاوت آوت ہے
یا ین کا سند یسہ سن سنکر وہ پاک نبی فرماوت ہے
اور بردیا نی کا گھونگٹ مکھ پر سے ذرا سرکاوت ہے
امت کی بکریاں ہانک کے وہ جنت کیطرف لیجاوت ہے
سختی میں سکھی انسانونکو یوں صبر کا ڈھنگ سکھلاوت ہے
یکتائی کا دم بھرتا ہی رہا کلمہ میں یہی تبلاوت ہے
ہاشم کے گھرانے کا لڑکا قرآن خدا کا لاوت ہے

دکھ درد میں ہے دلدار یہی بیمار کا ہی غمخوار یہی
دن رین خیال محمد کا طوفان کا دل بہلاوت ہے

ترجیع بند

قد وہ بے سایۂ محمدؐ کا وہ حسن نمکین
قاب قوسین ہوئیں اور وہ پُرنور جبین
ہیں وہ اللہ کے محبوب حسینوں کے حسین
ہمہ تن نورِ الٰہی ہمہ تن چشمِ یقین
بال شانوں پہ وہ لٹکے ہوئی سینہ کی قرین
وہ لباسِ عربی زیب تن سرورِ دیں
وہ بشاشت و تبسم لبِ نازک پہ کہیں
اور وہ آوازِ ثنا خوانیِ جبریلِ امین

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سوئے حق جاتے ہیں کس شان سے سلطانِ زمن
وہ ادائے عربی اور وہ تقدس کی پھبن
نرم رفتار وہ سادی و سجیلا دامن
شرم آلودہ وہ آنکھیں وہ خمیدہ گردن
مژدۂ وصل سے وہ آپ کا چہرہ روشن
اور وہ شوخی سے براقِ نبوی کی ان بن
اوس پہ وہ نور فشاں زین کی اطراف کرن
یہ سماں دیکھکے کہتے تھے غزالانِ ختن

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقبی

شبِ معراج ہیں وہ حسن محمدؐ کا دو چند
وہ سواری میں پھڑکتا ہوا جنت کا سمند
دوش پر کاکلِ پر خم کی وہ لٹکی تھی کمند
جسکے ہر پیچ میں ہر دم دل عشاق تھے بند
کیوں نہو کوئی جمالِ نبوی سے خورسند
کہ خدا کو بھی تو اندازہ یہ آیا تھا پسند
دیکھکر آپ کو عیسیٰ تو جلاتے تھے سپند
مجمرِ مہر سے ہوتی تھی یہ آواز بلند

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

قدِ بے سایہ سے روشن ہے دلیلِ ادراک   کہ نظر سے بھی زیادہ تھا مطہر تنِ پاک
پھر تو معراج کے نسبت یہ کہونگا بیباک   سامنے آپ کے آئینہ نما تھے افلاک
جن کو اک آن میں طے کر گئے شاہِ لولاک   ہر دو عالم میں ہے اللہ کی محبوبی کی دھاک
جہل سے سوجھیگا اولادِ ابوجہل کو خاک   جو ہیں صادق وہ مرے پر بھی کہینگے یہ تپاک

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھی بجلی نے براقِ نبوی کی جو لپک   اوسکی سرعت نے اشارے سے کہا یاں سی سرک
نہ لگی تھی ابھی کچھ اسکی پلک سے بھی پلک   اتنے عرصہ میں ستارونکی گئی آنکھ جھپک
دیکھکر اوس رخِ پرنور پہ مقنع کی جھلک   پھر وہیں خاک میں مل گئی کند نکلی دمک
بھینی بھینی کبھی کاکل کی جو آتی تھی مہک   کلمہ پڑہتے تھے بیساختہ یہ حور و ملک

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آ گیا سامنے زربفت کا جسوقت حجاب   پھر تو جبریل نے پردے کو ہلایا بہ شتاب
وہاں کے حاجب نے کہا کون کہا میں ہوں جناب   اور میرے ساتھ ہیں محبوبِ خدا فیضماب
سُنکے وہ بھی بصد آداب جھکا بہرِ صواب   مع مرکب کے لیا آپ کو ہو کر بیتاب
پایا جبریل امیں نے جو نیا استصواب   حسرت و یاس سے فرقت میں یہ کہتے تھی خطاب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

منتہی حضرتِ جبریل کا سدرہ تہا مقام   وہاں سے بڑھ جانیکا لاتی نہ زبان پر بھی نام
کیونکہ تہامے تھے براقِ نبوی کی وہ لگام   اسی آغاز کا تہا پردۂ اوّل انجام
گرچہ تھے اور بھی پردے کئی حائل بتمام   اوٹھگئے ہاتھ کے مانند وہ سب بہرِ سلام

چلتے چلتے جو تھکا وٹ سے تھی طرز خرام
تھا براقِ نبوئی کا یہی گل ریز کلام

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان دبا و فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ فرما ہوئے پھر مسندِ رفرف پہ حضور
نہ بصارت میں تھی کجلک نہ بصیرت میں قصور
نہ وہاں رنج نہ راحت نہ مصیبت نہ سرور
ایک ہی رنگ میں تھا جلوۂ یکتا کا ظہور

شکلِ محبوب پہ ہوتا تھا فدا عالمِ نور
چشمِ مشتاق کا مشتاق بنا جلوۂ طور
نہ جدائی کی شکایت نہ تو نزدیک نہ دور
جوش میں آکے یہی کہتی تھی صہبائے طہور

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

گنجِ مخفی میں جو زر تھا وہی زیور نکلا
ہے وہ بندہ کہ جو اللہ سے ملکر نکلا
کیا شفاعت کا علم ہاتھ میں لیکر نکلا
جب وہ ماہِ مدنی خلد کے اندر نکلا

بحرِ توحید میں پھر ڈوب کے گوہر نکلا
راز کا کھول کے دروازہ خوش اختر نکلا
پیشوائی کے لئے عرش کا لشکر نکلا
یہی بیساختہ رضوان کی زبان پر نکلا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تختۂ خلد میں پہونچے جو شہنشاہِ زمن
کہ ہر اک پھول بنا دیدۂ بینا ہمہ تن
تھے ملائک میں اشارے کہ یہ ہیں نور بدن
مثل ہوتی ہوئے بیہوش جوانانِ چمن

جامہ زیبی کا ہوا شور وہ گلشن گلشن
کہنے کو صلِّ علٰی کھل گئے غنچوں کے دہن
دل میں گھر کیوں نہ کرے ایسے جوانکی جنون
کہتا تھا بلبلِ سدرہ بھی زبان سے یہ سخن

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریوں میں شبِ معراج کی تھی دھوم پڑی
لب پہ تھا یاں کا لا کہا نہ تو مستی کی دھڑی
یک بہ یک آمدِ محبوب کی آئی جو گھڑی
گرتے پڑتے کہیں حضرت پہ نظر اونکی پڑی

اُلفتِ شاہِ زمن دلمیں سنان بنکے گڑی
دیکھئے جسکو وہ سو ناز و ادا سے تھی کھڑی
وہیں حوروں کی بھی قسمت پہ دیدار اڑی
یہ صدا آئی جو ہسلی کسی ہیکل سے لڑی

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سیر کرتے تھے ارم کی جو حبیبِ غفّار
سر پہ وہ خوانِ جواہر وہ فرشتوں کی قطار
ہر ملک شانِ جوانِ مدنی پر تھا نثار
انبیا کا وہ پُرانوار کے گھوڑوں پہ سوار

بارے شادی کے سماتی تھی نہ پھولوں میں بہار
دیکھنا بھالنا وہ آپ کا باعزّ و وقار
آو با نہ وہ اشاروں سے تکلم ہر بار
ابنِ مریم کی وہ پہلو میں نقیبانہ پکار

مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آئی جب گلشنِ جنّت میں مدینہ کی ہوا
سروِ پر قمری تو بلبل بھی کہیں نغمہ سرا
کہیں حُوروں کا جھگڑا کہیں غلمان کا پرا
اور لگی چلنے دبے پاؤں ادب سے جو صبا

ہر شجر وجد سے بس جھوم رہا تھا ہر جا
کہیں کوثر کی وہ موجوں میں نئی نشو نما
سب پہ طرہ تھا غرض جلوۂ محبوبِ خدا
یہی آجاتی تھی غنچوں کے چٹکنے سے صدا

مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

خوشنما خلد میں وہ جلوۂ صنّاعِ ازل
نہ خزاں کا کہیں کھٹکا نہ فنا کا تھا خلل
کہیں ہیرے کی مکان تھے کہیں موتی کے محل

نہ وہاں خار کا تھا نام نہ جنگل نہ جبل
تھے زمرد کے جو اشجار تو یاقوت کے پھل
کہیں سر سبز وہ خیمے تھے کھنچے دل با دل

کہیں حورانِ بہشتی کی وہ آپس میں چہل
کوئی بیساختہ گاتی تھی یہ قدسی کی غزل

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ڈالی ڈالی پہ وہ خوش اوڑتی تھے خوش رنگ طیور
شاخ مرجان کے جو تھے پاؤں تو رخ صورتِ حور
سر پہ یاقوت کا تھا تاج و یا شعلۂ طور
پھول جاتے تھے کبھی پیکے وہ صہبائے طہور
کبھی کوثر میں نہاتے کبھی اڑتے بہ سرور
پر جھٹکتے تو مہکتی تھی شمیم کافور
پڑھ رہا تھا کوئی طٰہٰ تو کوئی سورۂ نور
اور وظیفہ تھا کسی کا یہ دمِ نورِ ظہور

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سیر کرتے ہوئے جب آپ ہوا سے رواں
ہو گئی سامنے طبقاتِ جہنم بھی عیاں
آگیا دل میں خیال امتِ عاصی کا وہاں
تبضرع یہ دعا کرنے لگے شاہِ زماں
بخشدے امتِ عاصی کے الٰہی عصیاں
غیب سے آئی ندا اے سببِ ہر دو جہاں
نار سے امتِ محبوب کو نسبت ہے کہاں
بلکہ دم بھرتا ہے ہر وقت یہی باغ جناں

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پھر یہ ارشاد ہوا اے مرے محبوبِ جمیل
تری امت کی ہمیشہ مری رحمت ہے کفیل
ایسا رو رو کے شفاعت میں نہ کیجے تعجیل
نار دوزخ کہیں بن جائے نہ گلزار خلیل
آج سے تابعِ فرمان ہے ترا عزرائیل
نہ کریگا کبھی وہ امتِ عاصی کو ذلیل
اے شہِ جن و بشر ہو نہ عنایات میں ڈھیل
آپ کی مدح سرائی مری بخشش کی دلیل

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

احمدِ پاک نے اک آن میں کیا کیا دیکھا — جس کو موسیٰ نے نہ دیکھا تھا وہ جلوہ دیکھا
لن‌ترانی کا نہ حائل کوئی پردا دیکھا — ہر طرف سے ارنی کا ہی تقاضا دیکھا
رات بھر آپ نے واں نورِ خدا کا دیکھا — اور یہاں گرم بدستور بچھونا دیکھا
وہی ہلتی ہوئی زنجیر کا کھٹکا دیکھا — اور یہی سب کی زبانوں پہ وظیفہ دیکھا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

احمدِ پاک کو معراج ہوئی جسمانی — مومنوں کو تو نمازوں میں ملی روحانی
سجدہ کرتے ہی اضافات ہوئے ہیں فانی — ملکیٔ عینِ بقا جس کا نہیں ہے ثانی
حسن تصدیقِ رسالت سے ہوئے آسانی — آپ ہی وصلِ الٰہی کے بنے ہیں بانی
نزع میں بھی مجھے دکھلائینگے چھب نورانی — جب یہ کہتا ہوا تڑپوں گا بصد حیرانی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر ہوتا قدِ پاک کا سایہ کیونکر — حشر کے روز سبب اسکا کھلے گا یکسر
سببِ رحمتِ باری ہے تنِ فخرِ بشر — سر پہ چھا جائیگا وہ ابر کی صورت بنکر
پھر کہاں رحمتِ خورشیدِ قیامت کا اثر — دیکھکر شان یہ جھک جائیگی رحمت بھی دہر
منکر اگر جو وہ باندھینگے شفاعت پہ کمر — میں بھی یہ کہہ کے رکھونگا قدمِ پاک پہ سر

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سر نہ چڑھ اے فلکِ پیر ذرا ہوش سنبھال — مہ و خورشید سے ہوتا نہیں روشن اقبال
واہ کس حسن پہ تجھکو ہے یہ دعوائے کمال — تیرے رخ پر تو چمکتے ہیں یہ دو داغ زوال
تو نے دیکھا ہی نہیں خواجۂ عالم کا جمال — گھٹ گیا جنکے تراشیدۂ ناخن سے ہلال

ایسے ذی حسن پیمبر کی نہیں کوئی مثال
صدقے ہو ہو کے یہی کہتے تھے ہر وقت بلال

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حسن یوسف پہ زلیخا تو کبھی ناز نہ کر
گرم تہا مصر میں گو حسن کا بازار مگر
اللہ اللہ وہ ہے آپ کے نقشہ میں اثر
کردیا صاد جب آنکھوں پہ پڑی اوکی نظر
نورِ احمدؐ کے مقابل ہیں وہ ہے شمع سحر
شق ہوا یاں تو اک انگشت شہادت سے قمر
شیفتہ ہو گیا نقاش ازل بھی جسپر
یہی پیدا ہوا آوازِ قلم سے یکسر

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہے زلیخا کو جو یوسف کی صباحت پیاری
رکھتی حضرتِ عیسیٰ کی وہ حکمت ساری
ہیں سرِ دست یہاں حضرتِ موسیٰ عاری
حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
یاں ملاحت سے ہیں محبوبِ جنابِ باری
دیکھکر اُستنِ حنانہ کی آہ و زاری
اونگلیوں سے جو ہوئے پانی کے چشمے جاری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

گلشن دہر کے ہو جائیں گر اشجار قلم
حُسنِ نمکین پہ فدا ہو گیا سارا عالم
ہیں رسولوں کے وہ سرتاج شہنشاہِ اُمم
آپنے ہر بتِ سنگین کو توڑا اکدم
سرِ سو آپ کا رتبہ کبھی ہوگا نہ رقم
جسکے دیدار سے روشن ہوئی قندیلِ حرم
معدنِ حلم و حیا مخزنِ الطاف و کرم
یہی کہتے رہے آواز شکستہ سے صنم

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبکہ ملّے میں ہوئی نور الہٰی کی نمود
پھر عبادت کے وہ قائم کئے حضرت نے حدود
تہا کوئی صرفِ قیام اور کوئی محوِ سجود
چہا گیا سر پہ جو ابرِ کرمِ ربِّ ودود

ظلمتِ کفر گئی ایسی وہاں سے کہ نہ بُود
کوئی کہتا تہا اذان اور کوئی پڑہتا تہا درود
تھے وہ ہر حال میں راضی برضائے معبود
معجزے دیکھکے کہتے تھے نصارا و یہود

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ کے قد پہ مزیّن تھی جو گل پیرہنی
پھر تو لب سے جو ہوا سُرخ وہ لعلِ یمنی
اوڑ گئی آپ کی جب شہرت شیریں سخنی
اپنی کچھہ عشق میں شیریں کی نہ کی جان شکنی

جب سے دیکھا ہے تو سکتہ میں ہے سروِ چمنی
دُرِ دنداں پہ فدا ہو گئی ہیرے کی کنی
سُن کے فرہاد نے کی ترک ہیں کوہکنی
یہی آتی تہی صدا صاف دمِ تیشہ زنی

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کشتِ دین فیضِ قدم سے ہوئی جبکہ ہری
سرسے شاہوں کے گرے خاک پہ وہ تاجِ زری
دیتے تھے کعبہ کو جبریل یہی خوشخبری
دہر میں دینِ محمدؐ کی ہوئی جلوہ گری

نقشِ پا سے ہوا نور ید بیضا نظری
ملگئی خاک میں کفار کی شورید ہ سری
اب کوئی آن میں ہوگا تو برائی سے بری
کرتے ہیں مدح و ثنا جن و بشر حور و پری

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دی خبر بادِ بہاری نے یہ جا کر اوّل
جتنے مکّے میں ہیں سب نور کے ہو جائیں محل
جس پہ عاشق ہی رہا ربِ علا عز و جل

رشک فردوس ہے آج یہ سارا جنگل
ایک جو دا بیاباں آتا ہے کم سِن بیدل
ہے وہ ذیقدر رنگ ترتیب ہے کالی کمبل

نامِ احمدؐ ہے رسولوں میں ہے سب سے افضل
قدمِ پاک یہاں آئیں تو پڑھنا یہ غزل

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تھا عجب خواجۂ عالم کے گھرانے کا چلن
صابر و شاکر و دلجو متواضع ہمہ تن
باغِ عالم میں یہی ایک تو کھلا تھا چمن
پھول جھڑتے تھے دہن سے جو وہ کرتے تھے سخن
رنج میں شاد ہر اک شخص تو فاقوں میں مگن
گل رخ و گلبدن و گل صفت و غنچہ دہن
دلِ من واند و من وانم و واند دلِ من
پیار سے نانا کو کہتے تھے حسینؑ اور حسنؑ

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

باغِ زہرا میں ہوا ظلم و ستم کی جو چلی
کھیتی سادات کی پانی کے نہ ملنے سے جلی
عاشقِ دینِ نبیؐ شیفتۂ لم یزلی
مدحِ احمدؐ سے زبان بن گئی مصری کی ڈلی
اوڑ گئے پھول رہی ایک بھی باقی نہ کلی
جو بلا شام سے آئی تھی وہ ٹالے نہ ٹلی
نہ جھکا بیعتِ فاسق پہ سعیدِ ازلی
تہِ خنجر یہی کہتے تھے حسینؑ ابنِ علیؑ

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مجھ گنہگار کی محشر میں وہ عزت ہوگی
سر پہ سایہ فگن اللہ کی رحمت ہوگی
پھر تو اس وقت نہ دل میں کوئی وحشت ہوگی
دیکھ کر شان یہ طالب مری جنت ہوگی
کہ چپ و راست محمدؐ کی شفاعت ہوگی
اور پس و پیش بزرگوں کی عنایت ہوگی
کہ تسلّی کو صحابہ کی محبت ہوگی
شکر کی جا مجھے کہنی یہی مدحت ہوگی

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جز درِ پاک کہیں ہے نہ ٹھکانا میرا
یاں تو سنتا نہیں کوئی بھی فسانہ میرا
بد تر از غیر ہے اسوقت یگانہ میرا
آپ کے پائنتی آقا ہو سرانا میرا

دیکھئے غم یہ شب و روز کا کھانا میرا
گوشِ ناقدر سے ہے دور ترانہ میرا
ایک مدت سے مخالف ہے زمانہ میرا
شغل ہے ابتو یہی روز و شبانہ میرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اے شہِ جن و بشر فخرِ سلاطینِ زمن
آپ کا ہے وہی مداح و فدائی ہمہ تن
ہو فدا طرۂ دستار پہ سورج کی کرن
قدر سے اوسکی مہکتا ہے گلستانِ سخن

میر عثمان علیخان ہے جو سلطانِ دکن
پاک دل پاک جگر پاک زبان پاک دہن
ہفت کشور پہ وہ قابض ہو تہِ چرخِ کہن
زین سبب مطلعِ پر نور بخواند دلِ من

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر تخت پہ جب ہوگا وہ خلاقِ زمان
جس کے پلہ پہ ہوں سردارِ شفیعِ دو جہاں
جب شفاعت کے لئے آپ بلائینگے زبان
ڈہونڈتی آئیگی رحمت کہ معاصی ہیں کہاں

عرصۂ حشر میں مخلوق پھریگی لرزان
اوسکو دوزخ سے نہ کچھ ڈر ہی نہ خوفِ میزان
دور بھاگینگے ہر عاصی سے ہزاروں عصیاں
اوس گھڑی میں بھی قصیدہ یہ پڑھیگا طوفان

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ترجیع بند

راحت طلب شداست کنون جانِ زارِ ما
یا بجم ہزار تحیہ مس در آغوشِ یارِ ما

جنبش نمیکند ز مزارم غبارِ ما
ترسم کہ بیقرار نہ گردد قرارِ ما

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

وہ عشقِ مصطفیٰ کا جگر میں بخار ہے
بلبل تو آج میری عبث غمگسار ہے
جس سے زمیں کے ہاتھ پہ چھالا مزار ہے
میرے لئے تو برگِ گل نوکِ خار ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

مجمع ہو عاشقوں کا سرِ قبر صبح و شام
ہر حال میں ہو عاشقِ احمدؐ کا احترام
پڑھتے رہیں درودِ محمدؐ یہ خاص و عام
دیکھو ادب سے پھول چڑھایا کریں مدام

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

الفت میں نیند آتی ہے عاشق کو دار پر
شبلیؒ جو آئے پھول چڑھانے مزار پر
ہنستا ہے گل کیطرح وہ غیروں کی مار پر
منصورؒ نے کہا یہ لحد سے پکار کر

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

دیکھو تمام عمر کا جاگا ہوا ہوں میں
نیند آ گئی اجل کا سلایا ہوا ہوں میں
سب گھر لٹا کے قبر کو پایا ہوا ہوں میں
جاگوں نہ پھر کہیں کہ ستایا ہوا ہوں میں

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

اوسکا غلام ہوں جو رسولوں کا تاج ہے
تا نالحد یہ پھول چڑھانا رواج ہے
ہے عرش پر دماغ اویسی مزاج ہے
ہاں صرف اس قدر ہی مجھے احتیاج ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما

بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

آنکھوں میں بعد مرگ بھی احمد کا نور ہے
دیدار ہو رہا ہے نرالا سرور ہے
ہر ذرہ ذرہ قبر کا قندیلِ طور ہے
کہتا ہوں دوستو تمہیں لازم ضرور ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

خالق نے میری عرض عزیز و قبول کی
دلہن بنی ہوئی ہے لحد مجھ ملول کی
آئی ہے بعد مرگ سواری رسول کی
خوشبو مہک رہی ہے محبت کے پھول کی

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

مر جاؤں ہجر میں تو نہ کرنا کبھی ملال
کہتے ہیں مجھکو جن و بشر خادمِ بلال
ہوتا ہے بعد مرگ ہی محبوب سے وصال
آئیں جو فاتحہ کو تو اتنا رہے خیال

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

طوفان نے زندگی میں اوٹھائیں وہ سختیاں
موت آگئی جو ہجرِ پیمبر میں ناگہاں
کوہِ گراں کو پھول سمجھتا تھا وہ جوان
کی مرتے دم یہ مجھ سے وصیت کہ بھائی جان

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

ترجیع بند

بہار آتے ہی پھر زخمِ دل ہوئے ہیں ہرے
یہ حال ہے تو پھر عاشق بھلا جیئے کہ مرے
اوٹھا وہ درد جگر میں کہ ضبط سی ہے پرے
کوئی نہیں کہ مسیحا کو جا کے تار کرے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے
کسے زبیکسی مانمی برد خبرے

مرا تو ہجر پیمبر میں ہے یہ حالِ تباہ	چلون جو اوٹھکے تو آنکھوں سے سوجھتی نہیں راہ
مدینہ جب نظر آئے تو حاجیو للّٰہ	مری طرف سے یہ کہنا کہ یا رسول اللّٰہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے
کسے زبیکسی مانمی برد خبرے

غلام فخرِ شہنشاہ کا کہوں کیا حال	بھٹک کے شام کی جانب گیا وہ بعد وصال
بھر آیا دل میں جو محبوب کے وطن کا خیال	تڑپ تڑپ کے یہ رو رو کے کہہ رہا تھا بلالؓ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے
کسے زبیکسی مانمی برد خبرے

ہم اونکے وصل کے اُمیدوار رہتے ہیں	جو آج سات سمندر کے پار رہتے ہیں
تڑپتے لوٹتے ہیں بیقرار رہتے ہیں	اسی خیال سے ہم اشکبار رہتے ہیں

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے
کسے زبیکسی مانمی برد خبرے

کیا ہے بے پر و بالی نے طائرِ پر بند	کمند پاس نہیں اور ہے بامِ یار بلند
فغاں سے پاس بھٹکتے نہیں چرند و پرند	بحالِ زارِ دلِ ما کدام رحم کنند

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے
کسے زبیکسی مانمی برد خبرے

فراقِ مصطفویؐ کی ہے وہ نرالی بات	کہیں یہ کس سے کہ کیونکر گذرتے ہیں دن رات
نہ درد دل سے ہے فرصت نہ بیکلی سے نجات	بایں حال جو دکھڑا بھی لکھدیا ہیہات

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغِ نامہ برے

کسے زبیکسی مائمی برو خبرے

وہ بیکسی کی مصیبت ہے مجھ پہ شام و پگاہ
کرم کچھ آپ ہی فرمائیں یا رسول اللہ
کہ جذب دل سے جدا ہو گیا بدل کے نگاہ
بس اب تو دم بھی چلا کا الہ الا اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی مائمی برو خبرے

امید وصل میں گذری ہماری عمر تمام
روانہ ہوتے ہیں ہر وقت گو درود و سلام
نہ چین شب کو ملا اور نہ دن کو کچھ آرام
مگر کوئی نہیں ایسا سنائے مرا پیام

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی مائمی برو خبرے

جو نامہ بر ہیں وہ ہوتے ہیں جان کرانجان
ہے مرے نام سے بجلی کا تار بھی لرزان
ہوا سے میرے کبوتر بھی ہو گئے پرّان
ملا ازل سے مجھے بخت نارسا طوفان

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی مائمی برو خبرے

ترجیع بند

نسیما صبحدم عزم سفر کن
پریشان حالم و بر من نظر کن
بہ ہر دم مدحت خیر البشر کن
بیان افسانۂ درد جگر کن

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما حد سے گذری آہ و زاری
نسیما دیکھ میری بیقراری
لگی ہے دل پہ الفت کی کٹاری
کٹھن ہے ہجر کا دن رات بھاری

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کُن
زاحوالم محمدؐ را خبر کُن

نسیما طالبِ دیدار ہوں میں
نسیما عشق سے بیمار ہوں میں
فدائے احمدِ مختار ہوں میں
بہت مجبور ہوں لاچار ہوں میں

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کُن
زاحوالم محمدؐ را خبر کُن

نسیما دیکھ لے کوئے محمدؐ
نسیما نیک ہے خوئے محمدؐ
وہاں رہتی ہے خوشبوئے محمدؐ
خدا را جلد جا سوئے محمدؐ

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کُن
زاحوالم محمدؐ را خبر کُن

نسیما لا خبر جان جہان کی
نسیما دیکھ حالت نیمجان کی
نہیں ہے مجھ میں اب طاقت بیان کی
یہ تجھ میں سرد مہری ہے کہاں کی

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کُن
زاحوالم محمدؐ را خبر کُن

نسیما جا مدینہ بہرِ داور
نسیما کانپتی ہے کیوں یہ تھر تھر
محمدؐ مصطفیٰ کا ہے وہاں گھر
چلی آ جا درِ گُل ہی سے مل کر

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کُن
زاحوالم محمدؐ را خبر کُن

نسیما چھوڑ دے تو سیرِ گلشن
نسیما مجھ سے کر ایسی نہ ان بن
بنا اپنا نہ یوں باغوں میں مسکن
مدینہ ہے ترے حق میں گھر انگن

نسیما جانب بطحیٰ گذر کُن

زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما سن ذرا کویل کی کو کو — لگاتی آگ دل میں اور سلگی ہو ہو
نسیما کب مدینہ جائیگی تو — گلِ احمدؐ کی کس دن لائیگی بو

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما سن یہی دکھڑا ہے میرا — پریشان ہو گیا ہے حال تیرا
نسیما اس پتہ سے کر تو پھیرا — مدینہ میں جہاں ہے سبز ڈیرا

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما آج تو کیا کر رہی ہے — جو ٹھنڈی سانس ہر دم بھر رہی ہے
نسیما کیوں چمن میں مر رہی ہے — اگر تو سیر کی خوگر رہی ہے

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما ہو بسر کیا زندگانی — ضعیفی آگئی گذری جوانی
کریں تحریر کیا کہدے زبانی — سناوے جاکے طوفان کی کہانی

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

تضمین بر قصیدۂ اکبر الہ آبادی

ہو عمر بسر وعدۂ دیدار میں کبتک — گنتا رہوں تاروں کو شب تار میں کبتک

آنسو ہو نمک دیدۂ بیدار میں کبتک | بیتاب رہوں ہجر کے آزار میں کبتک
دم باقی رہے عشق کے بیمار میں کبتک

دل سینہ میں کیوں کر نہ غم ہجر سے دھڑکین | ممکن نہیں جو برگ خزان دیدہ نہ کھڑکین
جو طائر پر بند ہیں کیونکر نہ وہ پھڑکین | پوچھو کوئی اوس ساقی کوثر سے کہ تڑپین
عاشق طلب شربت دیدار میں کبتک

بیمار ہوں میں زلف معنبر کی ہوا سے | مضطر جگر و قلب ہیں دارو و شفا سے
محبوب خدا اب لب جان بخش ہلا دے | اپنے گل نیرنگ کا نیرنگ دکھا دے
تڑپا کرے بلبل ترے گلزار میں کبتک

گرداب کے ہیں قلزم عصیاں میں وہ چکر | گردش ہے بہر حال تو کس کام کا لنگر
محبوب خدا اب نظر مہر ہو مجھ پر | کیوں دیر لگائی ہے لگا دو کوئی ٹھوکر
کشتی میری ٹکرائیگی منجدھار میں کبتک

جو چھوڑ کے دنیا کو بنا دین کا جوگی | مٹی کبھی اوس کی کہیں برباد نہو گی
طوفان کیطرح وہ بھی محبت کا ہی روگی | اے باد صبا پوچھیو حضرت سے کہ ہو گی
اکبر کی رسائی ترے دربار میں کبتک

تضمین بر قصیدۂ ہنر حیدرآبادی

دم بھرتا تھا کیا کیا تیرا | لب پہ نہ آیا شکوہ تیرا
اوس کا جنوں تھا شہرہ تیرا | مر گیا عاشق شیدا تیرا
اب تو ہوا دل ٹھنڈا تیرا

آہ تری وہ گریہ و زاری | رات ہوئی ہمسایہ پہ بھاری

آئی لبوں پر جان ہماری	عشق میں کیسی عمر گذاری

کچھ تو بیان کر قصہ تیرا

مونس کی مونس کو غرض ہے	ماہی کی یونس کو غرض ہے
ہو وہی مضطر جس کو غرض ہے	ظلِ ہما سے کس کو غرض ہے

بس کرتا ہے سایہ تیرا

کٹ گئے دن دل جوڑ کے تجھکو	حاصل کیا منہ موڑ کے تجھکو
کہتا ہوں منہ پھوڑ کے تجھکو	جاؤں کہاں میں چھوڑ کے تجھکو

ساتھ ہے تیرے سایہ تیرا

پھول میں ہے سب رنگت تیری	شاق ہے مجھکو فرقت تیری
آنکھوں میں ہے صورت تیری	دل میں بھری ہے الفت تیری

سر میں بھرا ہے سودا تیرا

گم ہوا باطل آگیا جب حق	دین کی دونی بڑھ گئی رونق
صدقہ ترے پیغمبر برحق	اک انگلی سے چاند ہوا شق

دیکھا جبکہ اشارہ تیرا

کیوں روتا ہے کیا ہے مصیبت	طوفان سے سُن اپنی حقیقت
تیرے لئے حضرت کی شفاعت	تجھکو ہے کیا خوفِ قیامت

شافعِ محشر مولا تیرا

تضمین مصرع قبلہ بر غزل مولانا سید شاہ صاحب سید وارثی اٹاوی

میخانۂ وحدت میں جبتک رہی مینوشی	تھا ہوش کے سر پر ہی احسانِ فراموشی

یاد آگئی بھولے سے تکتی رہی خاموشی
کھینچی ہے تصوّر میں تصویر ہم آغوشی
اب ہوش میں آنے دے مجھکو نہ ای بیہوشی

ہو بار امانت سے جبتک نہ سبکدوشی
اور یاد کو حاصل ہو جبتک نہ فراموشی
صوتِ نفسی جبتک کرتی رہی سرگوشی
جبتک ہے ہوشیاری جبتک نہ ہو بیہوشی
ساقی نہ رکے ساغر جاری رہے مینوشی

بلبل نہیں گلشن کا شہبازِ حقیقت ہوں
ہیں بے پر و بالی پر۔ پروازِ حقیقت ہوں
ہاں لفظِ حقیقت ہوں غمّازِ حقیقت ہوں
ہیں سازِ حقیقت ہوں دمسازِ حقیقت ہوں
خاموشی ہے گویائی۔ گویائی ہے خاموشی

آنکھوں سے سدا آنسو بہتے ہیں محبت میں
مستوں کیطرح عاشق رہتے ہیں محبت میں
صدمے غمِ فرقت کے سہتے ہیں محبت میں
گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں
اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی

وہ راہ نہ وہ رہبر وہ خضر نہ وہ رہزن
وہ دیر نہ وہ کعبہ تسبیح نہ وہ سمرن
مشہود نہ وہ شاہد وہ حسن نہ وہ درشن
وہ گل ہے نہ وہ بلبل وہ نغمہ نہ وہ شیون
بلبل کا نشیمن ہے کاشانۂ خاموشی

کہتا تھا شبِ فرقت عاشق سے یہ پروانہ
یہ یاد رہے تجھکو اے ہمتِ مردانہ
مٹی میں فنا ہو کر سر سبز ہوا دانہ
کھو جانا ہے پا جانا۔ پا جانا ہے کھو جانا
بیہوشی ہے ہوشیاری۔ ہوشیاری ہے بیہوشی

ہیں شیخ و برہمن میں جھگڑے مری توبہ کے
شہروں میں لگے بٹنے پرچے مری توبہ کے
مینوش لگے رونے دکھڑے مری توبہ کے
وہ قلقل مینا میں چرچے مری توبہ کے
اور شیشہ و ساغر کی میخانہ میں سرگوشی

مل جل کے ہی رہتا ہوں میں اپنی خموشی سے
باتیں بھی جو کرتا ہوں میں اپنی خموشی سے

جو پاتا ہوں پاتا ہوں میں اپنی خموشی سے ۔۔۔ جو سُنتا ہوں سُنتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی

بھولے سے نہ آیا پھر کچھ ہوش ذرا ہم کو ۔۔۔ دیکھی نہ کبھی شادی پایا نہ کبھی غم کو
بہلانے نہ پایا کچھ اپنے دلِ برہم کو ۔۔۔ یادِ رخِ گلگوں میں بھولا ہے دو عالم کو
پھولوں سے بھرا ہمنے دامانِ فراموشی

ہے عشق کی بستی میں کافر نہ کوئی مومن ۔۔۔ نے رنج نہ راحت ہے نے شب ہے نہ کوئی دن
باطن میں نہاں ظاہر ظاہر میں نہاں باطن ۔۔۔ اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹیگا قفلِ درِ خاموشی

کس ساقیِ مہوش نے مستی کی نظر ڈالی ۔۔۔ گل مست ہیں باغوں میں بلبل کی ہے قوالی
شیشہ پہ جھکا ساغر محفل ہوئی متوالی ۔۔۔ یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی
میخانہ دُنیا ہے یا عالمِ بیہوشی

دامن پہ وہ کیا دھبا قابل ہو جو دھلنے کا ۔۔۔ کچھ شمع نہیں ہم میں جو رنج ہو گُھلنے کا
میزانِ عدالت میں کیا کام ہے تلنے کا ۔۔۔ ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا
ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطاپوشی

صحبت نہ کبھی چھوڑی خوشبو نے گلِ تر کی ۔۔۔ نسبت تو ازل سے ہے ہر عرض کو جوہر کی
زردی کسی صورت سے ہوگی نہ جدا زر کی ۔۔۔ ہر ذرہ نے لی چادر خورشیدِ منور کی
ہر قطرہ کو حاصل ہے دریا سے ہم آغوشی

بھولے ہوئے روٹھے کرتے تھے گلے ہم سے ۔۔۔ خوش ہو گئے برنگِ گل ہنس ہنس کے گلے ہم سے
مل مل کے گلے مانگے الفت کے صلے ہم سے ۔۔۔ کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے
کھولی بھی تو دشمن نے تقدیرِ ہم آغوشی

محبوب کی تکمیل کا سایہ یہ مقدم ہے ۔۔۔ مسجودِ ملائک ہے ہم خلقتِ آدم ہے

محرابِ حرم طوفان سجدے کیلئے خم ہے
اس پردہ میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بیوجہہ نہیں بیدم کعبہ کی سیہ پوشی

تضمین بر غزل امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

بہ ہزار ناز و عشوہ بہ کنار خواہی آمد
کہ بجام چشم پرنم چو خمار خواہی آمد
بہ چمن خزاں رسیدہ چو بہار خواہی آمد
خبرم رسیدہ امشب کہ نگار خواہی آمد
سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

کوئی جائے اور سے کہدو کریں اس طرف ارادہ
کہ دکھائیں عاشقوں کو عربی وقار سادہ
ہمہ بلبلانِ گلشن بہ ہزار دل کشادہ
ہمہ آہوانِ صحرا سرِ خود بکف نہادہ
باامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

جو چلی ہو ہجر میں جاں ہو وصل سے ہی آساں
کہ دیا ہے درد جس نے وہی ہوگا خاص درماں
مجھے بس ہے نام لے کوئی اُنکا فاتحہ خواں
کششیکہ عشق دارد نہ گذاردت بدیساں
بہ جنازہ گر نیائی بہ مزار خواہی آمد

مری یا نبی خبر لو کہ تڑپ رہا ہوں ہر دم
ہوے سب حواس رخصت نہیں پاس کوئی ہمدم
تپِ فرقت سے ہجر کی میں بہت ہو گیا ہوں بیدم
بلبم رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازانکہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد

شبِ ہجر بال کھولے مرا کر رہی ہے ماتم
مری چشم خونچکاں پر کہیں رو رہی ہے شبنم
تپِ عشق مصطفےٰ سے یہی التجا ہے ہر دم
پئی کشتن خون ہر دم کہ تو میخوری دمادم
مخور ایں قدر کہ فردا بہ خمار خواہی آمد

بہ گروہ عاشقاں شد بہ کمال قدر خسرو
نہ شود گدا سے احمد بہ ہزار جبر خسرو

چہ عجب ہلال طوفان بہ شود چو بدر خسرو — بہ یک آمدن ربودی دل و دین صبر خسرو
چہ شود اگر بدیسان دو سہ بار خواہی آمد

مثلث

اے شہنشاہ فخر زمانہ — عرض ہے میری یہ عاجزانہ
سوزش دل کا سنیئے فسانہ

جلدی پلا دو شربت دیدار یا رسول — فرش زمین ہے آپکا بیمار یا رسول
ابتو آنکھوں سے دم ہے روانہ

مثل اویس گرچہ میں حضرت سے دور ہوں — دکھلائیے جمال بہت ناصبور ہوں
آپ کا عشق ہے غائبانہ

باغ مدینہ اوس میں وہ گلدستہ حرم — چاروں طرف وہ نور کے مینار محترم
سبز گنبد ہے اوس میں سہانا

اعمال نامے رونے سے میرے جو تر ہوے — رحمت کے سامنے وہی آنسو گہر ہوے
ساری بخشش کا ہے یہ بہانہ

نام و نشان چمن سے ہمارا مٹا دیا — برق فراق مصطفوی نے جلا دیا
چار تنکوں کا تھا آشیانہ

غل ہے چمن چمن میں درود و سلام کا — نقارہ بج رہا ہے محمد کے نام کا
قمریوں میں ہے حق کا ترانہ

حسرت یہی ہے قرب حبیب خدا ملے — ہے دل میں آرزو کہ مدینہ میں جا ملے
آپ کے پائنتی ہو سرہانا

مکے کے وہ پہاڑ ببولوں کا اور وہ بن — تھے اوس میں جلوہ گر کبھی سلطان ذوالمنن

خوشنما بکریوں کا چرانا

تسکین ہو دردِ دل کو کچھ ایسی دوا بھی دو — بیمار آپ کا ہوں خدارا شفا بھی دو

مرے دل کی لگی کو بجھانا

کیا منہ تھا کافروں کا جو کرتے مقابلہ — بھاگے وہ اُولٹے پاؤں بغیر از مباہلہ

پنجتن کا پڑا تازیانہ

دونوں طرف وہ دوش پہ گیسوئے پرشکن — سیدھی سی چال وہ کہ فدا جس پہ بانکپن

کالی کملی میں قد وہ میانہ

طوفان کے خواب میں کبھی آجائیے حضور — اپنی زبانِ پاک سے فرمائیے حضور

ہے قصیدہ ترا عاشقانہ

تضمین بر قصیدہ مولوی لطف اللہ صاحب خانصاحب لطف بریلوی نور اللہ مرقدہٗ

غنچۂ دل مرا اُوسوقت شگفتہ ہوگا — سامنے آنکھوں کے گلزارِ مدینہ ہوگا

بسترِ مرگ پہ حوروں کا جھمگڑا ہوگا — مرتے دم عشق نہفتہ مرا افشا ہوگا

دمبدم نامِ نبیؐ منہ سے نکلتا ہوگا

آنکھ میں جس کی وہ محبوب سمایا ہوگا — دھیان اُوسکو نہ کبھی حور کا آیا ہوگا

ایسا آرام نہ جنت میں بھی پایا ہوگا — جس نے دیکھا تری دیوار کا سایہ ہوگا

دھوپ سے بدتر اُوسے سایۂ طوبیٰ ہوگا

جلوۂ نور میں سو طرح کی رنگینی ہے — حسن وہ حسن کہ جس حسن میں نمکینی ہے

پھیکی مصری کی ڈلی تلخ یہاں چینی ہے — احمدِ پاک کی باتوں میں جو شیرینی ہے

بخدا قند بھی ایسا تو نہ میٹھا ہوگا

آب زمزم سے کسی نے نہ اگر نہلایا — اور نہ پھر بردِ یمانی کا کفن پہنایا
بعد مردن نہ مرا مطلب دل بر آیا — گر مدینہ کے سوا مجھکو کہیں دفنایا
دیکھ لیجو نہ مرا گور میں لاشہ ہوگا

مجھ سے پوچھے جو مسافر تو کہونگا بہ حلف — خوب ہے شوقِ زیارت میں ہو جو جان تلف
عاشقوں کو تو یہ اللہ نے بخشا ہے شرف — سر کے بل کعبہ سے جائینگے مدینہ کیطرف
بخت واژوں جو ہمارا کبھی سیدھا ہوگا

خلد میں آتش فرقت سے نہ جل جاؤنگا — میں نہ رضوان کے سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا
جتنا روکیگا میں اوتنا ہی مچل جاؤنگا — پیرہن پھاڑ کے جنت سے نکل جاؤنگا
یاد جس دم مجھے صحرائے مدینہ ہوگا

شاملِ حال اگر فضل خدا ہو اکبار — قابلِ دید ہو مداحِ محمد کا وقار
رنگ وہ کھلائیگی باغِ دلِ طوفان کی بہار — حشر میں پیش خدا جب یہ پڑھونگا اشعار
لطف ہر سمت سے غل صلِ علیٰ کا ہوگا

تضمین دوم بر قصیدۂ مولوی لطف اللہ خان صاحب لطف بریلوی نور اللہ مرقدہٗ

بیطرح دردِ جگر اوٹھا دعا کے واسطے — جان جاتی ہے لقائے مصطفےٰ کیواسطے
رحم کر مجھ پر شہید کربلا کے واسطے — اے فلک لیچل مدینہ کو خدا کیواسطے
دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کے واسطے

اے شفیع المذنبین وائے خاتم پیغمبران — اے مسیحائے مدینہ وائے طبیبِ مہربان
ہے سراپا عاجز و مسکین و بیتاب و توان — لائے یہ بندہ کہاں سے حق تعالیٰ کی زبان
احمد مرسل تری مدح و ثنا کے واسطے

ہوگئی نورِ محمد کی وہ عالم میں نمود
صبحدم ظاہر ہوئی وہ قدرتِ ربِّ ودود
جس پہ ہوتا ہے تصدق رات دن چرخِ کبود
باغ میں جاکر پڑھا جب روحِ احمد پر درود
کھل گئے غنچوں کے منہ صلِّ علیٰ کیواسطے

نیک ہو یا بد ہو یا عابد ہو یا ہو متقی
منہ سے نکلی ہے تو پھر واپس نہوگی وہ کبھی
وہ بہر صورت حبیبِ پاک کا ہے امتی
ہوتی ہے مقبول درگاہِ خدا بہرِ نبی
ہاتھ جب امت اوٹھاتی ہے دعا کیواسطے

ذائقہ سکرات کا پایا جو مداحِ رسول
قبر میں زیرِ زمین آیا جو مداحِ رسول
اور گناہوں سے بھی شرمایا جو مداحِ رسول
گور کی گرمی سے گھبرایا جو مداحِ رسول
کھل گئی جنت کی کھڑکی بس ہوا کیواسطے

بندگی اللہ کی کیونکر ہو بندی سے ادا
پھر اسی سے ملگیا دنیا میں آنیکا مزا
اوسکے میرا اعمالِ ذاتی سے مرکب ہے خطا
لیچلے ہیں اس جہاں سے داغِ عشقِ مصطفےٰ
اور اب کیا چاہیئے روزِ جزا کیواسطے

کیا کرونگا لیکے میں جاہ و حشم ہے بازگشت
ہے اسی کا وردِ دلمیں اور اوسیکا رنج سخت
ہو شہنشاہانِ دنیا کو مبارک تاج و تخت
دو جہاں میں ایک بھی مجھسا نہ تہا یوں تیرہ بخت
جو کیا پیدا فراقِ مصطفےٰ کیواسطے

تہا یہی زیبا یہی شایانِ محبوبِ خدا
ہاں مگر شاہ و گدا کو مل گیا اتنا پتہ
جسمِ اطہر کے مقابل ہو نہ کوئی دوسرا
اوڑ گیا حضرت کا سایہ چرخ پر بنکر ہما
کیوں نہوں مشتاق سب ظلِّ ہما کیواسطے

نفسی نفسی حشر میں کہتے رہینگے انبیا
شربتِ دیدار خاص و عام کو ہوگا عطا
عاصیوں کا دم بھرینگے پر محمد مصطفےٰ
بارگاہِ احمدِ مرسل ہے وہ دار الشفا
آئیں گے عیسیٰ جہاں اپنی دوا کیواسطے

حوضِ کوثر پر رہینگے غازیانِ جنگ بدر
دیدۂ گریاں کسی صورت سے دینگے جان نذر
دیکھتے ہی پھر نہ آئیگا گنہگاروں کو صبر
جامِ کوثر ساقیِ کوثر سے لینگے روزِ حشر
لاکھوں ہی دیکر جناب مصطفےٰ کیواسطے

ہجر میں لاکھوں اوٹھائیں ہمنے دلپر سختیاں
ابرِ رحمت نور برسانے لگا پھر ناگہاں
جب بخار اوٹھا جگر سے ہوگئے آنسو رواں
ظلمتِ شب پر ہوا ہے روزِ روشن کا گماں
روئے ہیں جس رات اوس بدر الدجیٰ کیواسطے

کیا ڈھٹائی ہے گنہگاروں کی اے سلطانِ دین
کیوں ہنو اپنی رہائی سے اونہیں ہر دم یقین
لاکھ ہوں عصیاں مگر ہوتے نہیں وہ شرمگین
سُن لیا ہے جب سے تمکو رحمۃ اللعالمین
کس قدر بیباک ہیں عاصی خطا کیواسطے

دیکھ کھلجائے نہ اوس محبوب کا پردہ کہیں
عالمِ ناسوت میں طوفان ہنو برپا کہیں
دار پر چڑھ کر نہو منصور سا رسوا کہیں
ہیم احمد کے نہ کرنا راز کو افشا کہیں
بند کر دے لطف منہ اپنا خدا کے واسطے

خمسۂ صوفیانہ بہ شمول زبان پوربی

سکھی یاد ہے یا گئی بھول پر
جھولن میں جھولی آٹھ پہر
ویکنٹھ رہا میکے ہی کا گھر
کھیلن میں گجاری شام و سحر
تن من کی نہ تھی ہوسے کہاک کھبر

کیا دیس کی آنکھ مچولی تھی
یہ بات نہ تھی نہ یہ بولی تھی
بے رنگ رنگیلی ہولی تھی
البیلی تھی انمولی تھی
رہتی تھی اکیلی آٹھ پہر

میں تو کی نہ اک دم جنگ رہی نہ تو جوش رہا نہ اُمنگ رہی	میں ساتھ ہی اپنے سنگ رہی ہر حال میں میں بے رنگ رہی

کرتی رہی ہر نسبت سے ہجر

جبتک نہ کسی کی چاہت تھی دُکھ درد نہ تہا نہ مصیبت تھی	ہر طور جیا کو راحت تھی معلوم نہ تہا یہی کسمت تھی

اُلفت کا چلا جادو منتر

جب نیاہ نے مجھکو پھونک دیا بیتاب ہوا سینہ میں جیا	پھر صبر کا کچھہ یارا نہ رہا یاد آنے لگے خوش رنگ پیا

گھونگٹ سے ہوا مکھڑا باہر

ظاہر جو دوئی کے ڈھنگ ہوے لاکھوں ہی براتی سنگ ہوے	نا رنگی کے سو رنگ ہوے سب خویش و اقارب دنگ ہوے

پردیسی کو دیدیا باندھ پکڑ

جو قول و قرار کیئے سجنی پھر کرنے لگے وعدہ شکنی	سب بھول گئے گھر آکے وہنی نہ وہ بگڑی ہوئی پھر بات بنی

پیا رہنے لگے سوتن کے گھر

پھر اوسپہ بلا کی ساسن ہے جلتا ہی رہا سب تن من ہے	ہر وقت سسر سے ان بن ہے دیور سے لگاتی سوتن ہے

لڑتے ہے نند یا دن دن بھر

جب جور و ستم گئے حد سے گذر گرو سادہ سنت سب ملکر	اوتار نے لی دکھیا کی کھبر دیتے تھے تسلی آٹھ پہر

پھر آئے جناب پیغمبر

یوں آپ نے پھر ارشاد کیا
بٹیا نہ کبھی گھبرائیے جیا
ناشاد کے دل کو شاد کیا
ہر حال میں رکھیو خوفِ خدا
باقی کے سوا فانی سے نہ ڈر

دو دن میں یہ دُنیا فانی ہے
جس نے یہ نصیحت مانی ہے
سَہہ لے جو مصیبت آنی ہے
میکے میں وہی نورانی ہے
ہے جائے ادب سُسرال کا گھر

گھونگٹ نہ اوٹھے سر سے بیٹا
سُوہا نہ ہو میلا دیکھ ذرا
آنکھوں میں بسی رہے شرم و حیا
جلجائے نہ تیرا کھیت ہرا
من پاک رہے اور پاک جگر

یہ خانۂ عالم تیرا ہے
سب جسم ترا دم تیرا ہے
شادی تیری غم تیرا ہے
اور دیدۂ پُرنم تیرا ہے
سب دیکھ سمجھ ہر بات نگر

ہے کیوں یہ پریشان حال ترا
یاقوت و زمرد لعل ترا
ہر جا یہ پڑا ہے مال ترا
تجھ پر ہی یہ پڑا جنجال ترا
سونے کے ہیں سب لا کیوں زیور

بالی کو تو نتھ کہنا نہ کبھی
پانی کی طرح بہنا نہ کبھی
بے زیب پہن گہنا نہ کبھی
ننگی تو کبھی رہنا نہ کبھی
لے اوڑھ شریعت کی چادر

عصمت ہی بہو کی زینت ہے
عصمت ہی موجب الفت ہے
عصمت ہی باعثِ عزت ہے
عصمت ہی چین سے راحت ہے
کر دے عصمت سے عمر بسر

جس طرح بنے صورت کو مٹا
دل میں نہ کبھی دُہن غیر کا لا
کعبہ کو کبھی مندر نہ بنا
رہجائے اگر کچھ ہوش ذرا
اپنے سے بگڑ اللہ سے ڈر

خار و گلِ تر میں پانی ہے
پتّے میں ثمر میں پانی ہے
ہر شاخ و شجر میں پانی ہے
قطرے میں گہُر میں پانی ہے
صورت ہے جدا ہر شے کی مگر

یہ ہوش شریعت کا ہے مکان
حجرہ کا نہ کر انگن پہ گمان
رکھ اس میں قرینے سے سامان
بن حفظ مراتب کی نگران
کہنا نہ کبھی تو خیر کو شر

کثرت میں اوسی کی وحدت ہے
اس میں ہی ادب کی صورت ہے
پہولوں میں اوسی کی رنگت ہے
اس میں ہی چمن کی زینت ہے
بڑ ہجائے جو ڈالی اوسکو کتر

پکوان پکا عمدہ ستُرا
روٹی کو توے پر ہی نہ جلا
تہوڑا سا نمک آٹے میں ملا
غفلت کو ہوش کی آگ لگا
ہرگز نہ ملا تلخی میں شکر

کہنے سے مرے تو ہو نہ خفا
ہو جان کے مت بیہوش ذرا
رعشہ جو نہیں مت سر کو ہلا
لگ جائیگی جب میکے کی ہوا
اوڑ جائیگی من موہن ہو کر

میکے میں رہی بہولی بہولی
کہہ منہ سے اُنا کی مت بولی
مت کہیل سسُر کے گھر ہولی
دیدے نہ تجھے ساسن سوُلی
فرعون کے در پر باندھ نہ گھر

ظاہر کا ادب کیوں چھوڑ دیا — پائیگی کہاں باطن کا مزا
کہتا میٹھا پھیکا کڑوا — جب فرق کسی میں کچھ نہ رہا
تب ہوگا ترا میکے میں گذر

جبتک نہ مٹے دل سے بد خو — جبتک یہ رہی ہیں میں تو تو
میکے کی کبھی پائیگی نہ بو — سسرال میں رہتی نیک ہو
جھانکے نہ کسی دن غیر کا در

بیتاب ہے دل اے جان جہان — کرتا رہے کبتک آہ وفغان
نیکوں کے طرف تو ہے نگران — محروم رہے کبتک طوفان
للہ ادہر بھی ایک نظر

ترجیع بند بر مطلع خواجہ وزیر

متضمن میلاد مبارک سرور انبیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے شہ فخر رسولان سلف پاک نبی — واے جوان عربی ہاشمی و مطلبی
عالم علم لدنی بہ جہان بوالعجبی — بہ جمال تو فدایم مع امی و ابی
مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

باعث کن سبب ہر دو جہان ہے احمد — بخدا مظہر اسرار نہان ہے احمد
جسم گر عالم امکان ہے تو جان ہے احمد — بے نشان ذات الٰہی کا نشان ہے احمد
مرحبا احمد بے میم محمد لقبی

علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیوں نہ عالم میں اُنو کہا ہو ترا پاک وجود
ساتھ اللہ کے پڑھتے ہیں فرشتے بھی درود

ہے تری ذات سے انوارِ الٰہی کی نمود
ہے لباسِ بشری میں کرم ربِ ودود

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لیکے پیغام خود اپنا ہی سکندر آیا
تن میں جان آگئی وہ مطلبِ دل بر آیا

پاس نوشابہ عالم کے پیمبر آیا
دل سے یہ مطلعِ پرنور زباں پر آیا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سیر کرتے ہوئے وہ نورِ خدا پاک گہر
ہو کے مسجودِ ملائک جو کیا عزمِ سفر

بنگیا حضرتِ آدم کی جبین کا اختر
ہاشمی باغ میں نکلا گلِ یکتا بن کر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

مرحبا اے مہِ پُرنور ربیع الاوّل
کیا تری بارہویں تاریخ ہی سب سے افضل

ہو مبارک ترے آغوش میں یہ نورِ ازل
ہے وظیفہ یہی عالم کی زباں پر ہر پل

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلوہ گر ہو گیا وہ نورِ خدا فخرِ بشر
پڑ گئی سب کی جو پیغمبرِ برحق پہ نظر

بنگیا قبلۂ دین آمنہؓ خاتون کا گھر
جھوم کر کہتے تھے حور و ملک و جن و بشر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علیٰ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلوہ فرما ہوا قرآن کا لانیوالا
آنچ تلوار کی فاقوں میں بھی کھانیوالا
لامکاں جاکے پھر اک آن میں آنیوالا
اپنا مداح دو عالم کو بنانیوالا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

بت شکن ہو گیا پیدا تو ہوا پاک حرم
منہ کے بل گر گئے مرطاق سے کعبہ میں صنم
کانپتے رہ گئے ہیبت سے سلاطین عجم
یہی آتی تھی صدا چار طرف سے پیہم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلد تعظیم کو اوٹھو وہ پیمبر آیا
جس سے پر نور ہے عالم وہ خوش اختر آیا
راہزن ہو گیا کافور جو رہبر آیا
یہی بیساختہ مطلع بھی زباں پر آیا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

فرش پر دھوم ہے لو عرش نشیں آپہونچا
شافع روزِ جزا سرورِ دیں آپہونچا
جسکی صورت نمکیں ہے وہ حسیں آپہونچا
یہی لفظاً یہی معناً بہ یقیں آپہونچا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ رہا والد و مادر کا جو سایہ سر پر
کس محبت سے حلیمہ کا بنا نور نظر
دودھ میں ادا سکے بڑی نام محمد سے شکر
صدقے ہو ہو کے وہ کہتی تھی یہی آٹھ پہر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سات ہی سال میں جنگل تھا گھر آنگن تیرا
بکریوں کا وہ چرانا وہ لڑکپن تیرا

وہ ببولوں میں درخشاں رخِ روشن تیرا
ذکر کرتی رہی کوئل یہی بن بن تیرا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

وہ ترا حسن خداداد انوکھا وہ شباب
تیرا ثانی کہیں دیکھا کہیں پایا نہ جواب
تو رسولوں میں بھی ایسا ہے کہ پھولوں میں گلاب
قلزمِ نور ہے تو سب ہیں ترے موج و حباب

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے مرے کیا لکھوں
آپ کی شان میں کیا اے مرے آقا لکھوں
کس طرح نورِ الٰہی کا سراپا لکھوں
کیسے اس مطلعِ پُر نور سے اعلیٰ لکھوں

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لاکھ شاعر کوئی مضمون انوکھا لکھے
جسکا سایہ بھی نہو اوسکو بشر کیا لکھے
وہ بھی ادنیٰ ہے جو اعلے سے بھی اعلے لکھے
کیا کوئی نورِ الٰہی کا سراپا لکھے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ سخنداں نہ سخن گو نہ سخنور ہوں میں
عشق کہتا ہے کہ شیدائے پیمبر ہوں میں
نہ تو سحباں ہوں نہ حسان کا ہمسر ہوں میں
ہے یہی وردِ زبان اسکا ہی خوگر ہوں میں

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ مجھے صدق کی عادت نہ مرا اکل حلال
عشق گیسوئے مبارک سے پریشان ہے حال
کس طرح آئے سراپائے پیمبر کا خیال
آپ کے ہجر میں مجھ پر مرا جینا ہے وبال

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اے مدثر کے وہی رخ سے اولٹ دی گھونگٹ
مان لے بہر خدا اس دل بیتاب کی ہٹ
در پر نور کا طالب کے لئے کھولدی پٹ
چومتا ہوں بہ لجاجت ترے در کی چوکھٹ

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اپنے عشاق کو مستانہ بنادے ساقی
رنج عصیان کا جو دل میں ہے بھلادے ساقی
جلوۂ حسن خداداد دکھادے ساقی
آج ہی شربت دیدار پلادے ساقی

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

چشم مشتاق کو للہ بتادے صورت
خاک میں شیشہ و ساغر کی ملادے صورت
جس پہ شیدا ہے مصور وہ دکھادے صورت
اپنے بگڑے ہوئے مستوں کی بنادے صورت

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ساقیا در پہ ترے خلق پڑی رہتی ہے
شوق میں چشم سے ساون کی جھڑی رہتی ہے
حسن نمکین سے ہر اک آنکھ لڑی رہتی ہے
دل نشین حسرت دیدار بڑی رہتی ہے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ساقیا جھوم کے مغرب سے اوٹھا ہے بادل
دل جو سینہ میں سراپا کیلئے ہے بیکل
جام کیا بادۂ کوثر کی عطا کر بوتل
ہو کسی طرح سے حل عقدۂ مالا ینحل

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی

علینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

حلیۂ پاک مبارک کا ہے جلوہ دل میں
غیب سے آئیں مضامیں سراپا دل میں
جوش پر الفتِ احمد کا ہے دریا دل میں
ہے یہی جلوہ نما صورتِ زیبا دل میں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

(آغاز سراپائے مبارک)

سرِ اقدس پہ وہ گیسوئے مبارک پُرخم
والضحیٰ نورِ جبیں کا ہے وظیفہ ہر دم
بقعۂ نور پہ واللّیل کی سطریں ہیں رقم
مدح میں جسکی عطارد کا ہے گلریز قلم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

مو بہ موئے مبارک یہی کرتے ہیں بیاں
قول یہ نورِ جبیں کا ہے عیاں را چہ بیاں
ہم شبِ قدر کے ہیں قدر کے باعث بہ جہاں
شعلۂ طور سے موسیٰ یہی نکلا ہے دھواں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ہر دو ابرو وہ خمیدہ ہیں دو یا تیغ دودم
انکے دم خم سے تھا بوجہل کا بھی ناک میں دم
ہو گیا جن کے اشاروں سے سرِ کفر قلم
سجدۂ شکر کے قابل ہے یہ محرابِ حرم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیا جمالی نے دکھایا ہے جلالِ ازلی
کھنچ گئیں جب وہ بھویں بدر میں تلوار چلی

کشتِ کفار کی خورشید جلالت سے جلی
دیکھکر ابروے خمدار یہ کہتے تھے علیؑ

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سُرمگین چشم کے اطراف وہ مژگاں کی قطار
چشمِ حق بیں میں ہوے جمع عجب لیل و نہار
یا ملک دیکھتے ہیں چشمۂ کوثر کی بہار
دیکھکر کہتے تھے جبریل امیں بھی ہر بار

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اللہ اللہ وہ عینینِ رسول الثقلین
ہر دو رخسارِ مبارک پہ فدا تھے حسنینؑ
مامنِ شرم و حیا ہیں وہ بصیر الطرفین
یہی دو پھول رہے باغ و بہارِ کونین

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نورِ بینی نظر آجائے تو غش کھائیں کلیم
ہر دو گوشِ شنوا حکمِ خداوندِ کریم
گلِ توحید کی پائی اسی غنچہ میں شمیم
حاملِ صوتِ خدا قابلِ اسرارِ علیم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اللہ اللہ وہ خط و خالِ رسولِ مدنی
ہے خموشی سببِ زینتِ غنچہ دہنی
واہ کس شان کی صورت ہے کہ اللہ غنی
کہہ رہی ہے یہی خود شہرتِ شیریں سخنی

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لب و دندانِ مبارک پہ فدا لعل و گہر
روز و شب رہتے ہیں شالون پہ فدا شمس و قمر
یہ دہانِ شفق یا کہ ہیں بتیس اختر ۳۲
اور گلو کی بھی ضیا کہتی ہے خود آٹھ پہر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

پشت پر مہرِ نبوت وہ منور گردن
دست بازو ہیں وہ پُرزور درِ کفر شکن
حامل بار امانت سببِ فخر زمن
عمر بھر فاقہ کشی قوتِ روحی ہمہ تن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

وہ کلائی میں ہے قوت کہ نہیں جسکا بیان
اونگلیاں نور کی ہاتو نہیں وہ ہیں فیض رسان
جس سے ہے پنجۂ خورشید قیامت لرزان
پانچ نہریں ہوئیں اک چشمۂ کوثر سے روان

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جسکی تیزی سے قمر ٹکڑے ہوا وہ ناخن
ہم غریبوں کا جو ہے عقدہ کشا وہ ناخن
جس نے بوجہل کو شرمندہ کیا وہ ناخن
چشمِ مشتاق کو دکھلا دے ذرا وہ ناخن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

آئے وہ سینہ پہ لپٹے ہوئے چادر والے
شکمِ پاک پہ باندھے ہوئے پتھر والے
معدنِ جود و سخا صبر کے خوگر والے
میرے ایمان کی جاں، جانکے جوہر والے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تو وہ محبوب ہے اللہ کا اے فخرِ بشر
صدقے ہو ہو گیا پٹکا بھی کئی بار مگر
نہ چھپا جسمِ مطہر کی نزاکت کا اثر
کیا لطافت ہے نہ آئی کبھی قابو میں کمر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی

عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

تھے جو افلاکِ سرِ عرشِ برین پر وہ قدم
جن پہ گر جانیکو جھکتا ہے سرِ سرو وہ قدم
لامکاں میں بھی جو پہونچے ہیں برابر وہ قدم
چشمِ مشتاق کو دکھلا دے پیمبر وہ قدم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

دل سے ارمان کوئی نکلا ہی نہیں کیا لکھا
جو خیال اس دلِ بیتاب میں آیا لکھا
جسقدر چاہیئے ویسا نہ سراپا لکھا
مری قسمت میں جو لکھا تھا وہ لکھا لکھا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

حسن ہے سارے حسینوں سے انوکھا تیرا
قدسیون نے بھی نہ دیکھا کبھی سایہ تیرا
نہ کھنچا مانی و بہزاد سے نقشہ تیرا
اللہ اللہ عجب جلوۂ یکتا تیرا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

نورِ ایمان کی جان جان کے جوہر والے
اے شفاعت کے دھنی چشمۂ کوثر والے
عطرِ اخلاقِ الٰہی سے معطر والے
کلمہ پڑھتے ہیں ترا ہیں جو مقدر والے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

مہ و خورشید کی کیونکر نہ پڑے تجھ پہ نظر
دل منور ہوا ایمان سے روشن ہے جگر
تیرا احسان ہے اے نورِ الٰہی سب پر
ہے تری شمعِ رسالت کا اُجالا گھر گھر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت ومجازاً عربی

زینت التاج ہے شاہوں کا تو اور یتیم
بارِ خاطر ہوئی جسمِ مبارک پہ گلیم
تیری انگشتِ شہادت سے ہوا ماہ دو نیم
شاکر و صابر و محبوبِ خداوندِ کریم

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تو نے جا کر کسی مکتب میں نہ اک حرف پڑھا
علم کا عالمِ اسباب میں پایا نہ پتہ
کسی اوستاد کا شاگرد کسی دن نہ ہوا
اس سے معلوم ہوا سب کو یقیناً بخدا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیا پڑھا تو نے یہ قرآنِ خداوندِ جلیل
پشت پر مہرِ نبوت ہے رسالت کی دلیل
کالعدم ہو گئے توریت و زبور و انجیل
جسکے ہر دم متمنی رہے عیسیٰؑ و خلیلؑ

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تھا فصیحانِ عرب کو جو فصاحت پہ غرور
ظلمتِ شرک پہ جب چھا گیا توحید کا نور
اونکا دم ہو گیا امّی لقبی سے کافور
ذرہ ذرہ سے ہوا طور کے جلوے کا ظہور

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

دین اللہ کا کس شان سے لایا تو نے
کب کے سوتے ہوئے لاکھوں کو جگایا تو نے
شب دیجور میں کیا نور دکھایا تو نے
حق سے بچھڑے ہوئے بندوں کو ملایا تو نے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ہاں تو ہی روزِ ازل سے ہے محبت کا دھنی
دولتِ عشق سے تیری ہے یہ مفلس بھی غنی

دل میں گھر کر گیا ایسا اثرِ پیرہنی
کہتے اوٹھینگے یہ محشر میں اویس قرنی

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ابتو لرزاں ہے قلم مدح میں قاصر ہے زباں
ہے جو محبوب کا مدّاح خداوندِ جہاں
جلوہ گاہ لامتناہی سے ہے عالم حیران
کیا کرے پھر کوئی اوصاف حمیدہ کا بیان

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اے مسیحائے مدینہ مرض دل کی خبر
لاحقِ حال ہے پیرانہ سری ضعفِ بصر
دمبدم جھوم کے اوٹھتے ہیں بخاراتِ جگر
بہ چشم رحمت بکشا سوے من اندازِ نظر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

موجبِ راحتِ جان قبلۂ حاجات کی بات
اے طبیبِ قلبی دے مرضِ غم سے نجات
بخدا ذاتِ مقدس ہے مکمل بہ صفات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

آپ کا والہ و شیدا و فدائی ہمہ تن
و بِضنفس کا عاملِ سرِ طاغوت شکن
میر عثمان علیخان وہ شہِ ملکِ دکن
جلد مطلب ہو برار اوسکا شہنشاہِ زمن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سایۂ شاہِ دکن تا صد و سی سال رہے
خسروی شان سے اولاد رہے آل رہے
شہریاروں میں یہی شاہ خوش اقبال رہے
حشر تک شوکتِ شاہانہ بہرحال رہے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

التجا ہے یہی مدّاح کی اے نورِ احد
جانِ کونین کی ہو جائے جو تائید و مدد
ہوں وہ پامال جو رکھتے ہوں اولی الامر کے کد
مردے از غیب بروں آید و کاری بکند

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

المدد اے شہِ لولاک پریشان ہوں میں
لاکھ مجرم ہوں خطاوار ہوں طوفان ہوں میں
لے خبر جلد غریق یم عصیان ہوں میں
بر نگاہِ کرم و مہر کا خواہان ہوں میں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عینِ ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

صوفیا ہولی

سکھی ری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

رات اندھیری جاگ سکھی گا کویل کی گیت
ئن من اپنا ہار کے سارا من موہن کو جیت

سکھی ری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی رنگمیں رنگ لے چندریا عشق کی لے پچکاری
رنگ رنگ کے رنگ اوڑھتا تجھکو ملے گردھاری

سکھی ری من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

ہولی کھیلن ہار آیا گرمیں تو ہے جنگ — اس من تن کو تو سے ملایا تو کا اوڑالی رنگ

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کا رنگ پیا کو بہائی عشق کی ہولی کھیل — دیکھ سکھی معراج میں منڈوی چڑ ہگئی عشق کی بیل

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

نادؔ پرانی یار ہو کیون کر سامنے ہے منجدہار — عشق جو ہو کھیو یا اپنا جلد ہو بیڑا پار

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

درد ہی درمان ہوگا اکدن رنج نہ کر دکھیاری — کرتے ہی رہیو ان نینن سے گنگا جمنا جاری

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

ہنسنا کم کر روتے ہی رہیو ڈال ہنسی پر دہول — دیکھہ سکھی رونے میں مزا ہی کہہ گئی پاک رسول

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

حق نے خود محبوب کو دی چالیس برس کی ڈہیل — عشق جو چمکا غارِ حرا میں آئی وہیں جبریل

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جاہل علم سے کامل ہو پر الہی ہے وہ دور — عشق سے کامل جاہل ہو تو واصل ہو من سور

سکیری من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی آگ لگی جب من میں جل گئی تن کی ہولی | رہگیا اب کیا خاک سکھی مت بول انا کی بولی

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

تورا کنّیا بنسری بجائے کان لگا کر سُن | دہونڈا اوسی گوکل نہ رادہا کہو ییں بن کی وہن

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیلی ہولی

کبر و کینہ بغض و حسد کو چھوڑ کے کو سوہاگ | جب تو سنیگی راگ سکیری دلمیں لگے گی آگ

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جن کے نینن ہر وقت پیا کی درشن کو ترسیں | جلتے دلکا دہواں جب اٹھے ساون بہادوں برسیں

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی ہولی کھیل پیا سے عشق کو رکھے سنگ | نارنگی میں مل جائیگا فاجبتا کا رنگ

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق حقیقت میں ہے محبت ہے وہ عمل کی جان | عشق نہونے سے ہی بنا ابلیس بھی نافرمان

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

لاکھوں پردہ نشین بھی سکیری چھپ نہ سکا دلدار | محرم سے بے پردہ ہے وہ نامحرم سے عار

سکیری من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

بیغیرت بن بن کے سکھیری حاصل کر یکتائی ۔۔۔ وہ ہے اکیلا تو بھی اکیلی ہو تو ملے ہرجائی

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جسدم تک غیر ونمین پھنسی ہے یار احد ہے بول ۔۔۔ دھیان اوسی کا رکھہ رے من میں یا ہو ڈانواڈول

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جب تو خود ہی غیر سکھی کیونکر وہ ملے ہر یالا ۔۔۔ یار بڑا غیرت والا ہے یار بڑا امت والا

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

سوتن کیا دیور سے لگائے بند ہے بولی ٹھولی ۔۔۔ ساس ننند کیوں روکین ٹوکین جب تو پیا کی ہولی

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

بہولے ہوسے اقرار کو اپنے کر لے آج ہی یاد ۔۔۔ ورنہ یہ تیرا کیا کرایا ہوگا سب برباد

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

رکھہ سر پر اک ہاتھ سکھی اور پڑھ اللہ کا نام ۔۔۔ صورت سجدہ اسم محمد دیکھ یہ ہے اسلام

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

طوفان چل اوس دیس ہی کچ پیا بسین جس دیس ۔۔۔ سوتے ہیں سب عمر گذاری رو یا ہو گئی کیس

سکھیری من میں رہکر اکیلی

یا رب بے رنگ سے کھیل ہولی

مرثیہ بطرز ہولی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ہند میں ہم تم کھیلے ہولی مل جل کر ہر سال
کچھ بھی تجھے معلوم ہوا صحرائے عرب کا حال

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تو ہے پڑوسن میرا تیرا برسوں کا ہے سنگ
دیکھ سکھی دکھلاؤں تجھے خونی ہولی کا رنگ

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تجھ سے میں انصاف طلب ہوں ہیں تو ری بلہاری
تو بھی گرو کی چیلی ہے اور ہر کی پوجن ہاری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ایک بہادر ارجن نے لاکھوں پہ چلائے تیر
ایک شقی کے ناوک سے یاں تڑپ گیا بے شیر

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

کیا کہوں دکھڑا تجھ سی سکھی ری وہ غم کی کہانی
چیلوں نے سانچے گرو کو مارا تھے جو بڑے گیانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حسن حسینؑ وہ راج دلارے جو نبی جی کے پیارے		بڑے پوت کو بس دیا پھر چھوٹے کو بن میں مارے
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
ہیں یہ نواسے اوس نانا کے کُن کا ہی جو بانی		پوت علیؑ کے سور بہادر ماں جنکی سیدانی
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
یہ وہ جوانانِ جنت ہیں عالم میں لاثانی		گلشنِ دین کو دینے والے خون کا اپنے پانی
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
کس کو خبر تھی مہمانوں سے لوگ کرینگے جنگ		اس ہولی کا روی شفق پر پڑ جائیگا رنگ
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
بھیج کے پتیاں دعوت دیکر خوب کری مہمانی		بھوکا پیاسا سب کو مارینگے دشمنِ جانی
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
قافلہ لیکر ظلم کے بن میں پہونچا سبطِ رسول		تلنے لگے کانٹوں میں سارے باغِ علیؑ کے پھول
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری کربلا میں مجبوری	
شام کے ڈاکو لوٹ کی خاطر آئیں ٹولی ٹولی		خیمہ کے اطراف جلائی آگ حفاظت ہولی
	سکھی ری کیسی دھوم کی ہولی کربلا میں مجبوری	

پیاس کی ہوا کہ آگ جگر میں اور جلائیں آگ
صبر کی ہولی کھیلن ہارے کھیلتے ہیں لیں پہ آگ

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

چاند کے ٹکڑے کرنیوالے پانی کو ترسیں
حکم اگر دیں بادل کو تو سات سمندر برسیں

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

غم کا غم شادی کی نہ شادی لیں نہ کوئی خواہش
عاشق رب علےٰ کے حق میں کیا پانی کیا آتش

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تحتہا الانہار تجری کے معنی کہل جائیں
دہوپ میں پتھر برف بنیں اور پھر سب گھل گھل جائیں

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

روز ازل کے صابر ہیں اور صبر ہے انکی جان
سیدھی تسلیم و رضا پر ہوتے ہیں قربان

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ابراہیم خلیل اللہ پر آگ ہوی گلزار
دشت بلا میں سبط نبیؐ پر صبر تہا باغ و بہار

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فاسق کی بیعت پہ جہکیں کیا تاج شفاعت والے
مارتے ہیں ٹہوکر دولت پہ جہر نبوت والے

سگیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ظالم اوس سے بیعت چاہے دین کے جو ہوں بانی   راہِ خدا میں کرنے والے بچوں کی قربانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فوج امیرِ شام کی ساری رات ہی رن میں آئی   دن کو رن میں خاک اوڑا کر ہولی خوب رچائی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حُرِّ دلاور عاشقِ سرور نکلا ابر سے تارہ   ماہِ مدینہ کے پاؤں پہ گر کر رن کیلئے سر مارا

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

رو کے کہا شبیرؑ نے ہے ہے ہو نہ سکی مہمانی   ہے یہی توشہ ساتھ ترے حُر اشک ہے دانا پانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تھے جو بہتر تن کے دلاور ساتھ حسینؑ کے آئے   تن پر زخم ہزاروں کھا کر پاک لہو میں نہائے

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

پیاس کی شدت دھوپ کی حدت تیغوں کے پھل کھاتے   اس پر بھی بانکے تیور لے لاکھوں میں گھس جاتے

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شوق شہادت رنگ یہ لایا زخم بنے پچکاری   رن کی زمین نیکوں کے لہو سے جل تھل ہو گئی ساری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

زرد زرد چہروں پہ چھایا جبکہ بسنتی رنگ | خشک لہو زخموں سے نہ ٹپکا چھڑ گئی پیاس ہی جنگ

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عون و محمدؐ کھا گئے رن میں منہ پر دار پہ وار | دہار کو تلوار کی سمجھے گو یا دودھ کی دہار

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ڈہالوں کی بدلی سر پر چھائی ظلم کا برسا تیر | جھوم جھوم ساون برست ہے ایسے ہی برسے تیر

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

سر پہ ستم کی گھٹائیں اوٹھیں چھا گئی دن پر رات | ہونے لگی سقّائے حرم پر تیروں کی برسات

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

چھد گئی جب دم مشکِ سکینہ بہہ گیا سارا پانی | رو رو کر عباسؑ دلاور ہو گئے پانی پانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

سور بہادر رنگ وہ کھیلے بن گئے ہیرے لال | رن کی دھول عبیر بنی تھی ہو گیا خون گلال

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

برچھی کسی نے تان کے ماری خون اڈی پچکاری | زخم لگے جب کاری کاری ندیا ہو گئی جاری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

پیارا اصغر بال جھنڈولے مکھ پر برست نور
خشک گلے پر تیر جو کہایا ہوگیا دم کافور

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

اس ناداں کا ہاتھ پہونچتا منہ تک جو اکباری
نہر لبن اسکے ہی انگوٹھے سے ہوجاتی جاری

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

قاسم نوشہ رنگ رنگیلا جسکا گلابی رنگ
ارزق شامی کے بیٹوں کو کرہی دیا جو تنگ

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

قتل ہوئے فرزند جو اوسکے وہ بھی ہوا فی النار
ابن حسنؑ پر ہونے لگی پھر تیروں کی بوچھار

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

قاسم سبز عبا کے تن پر پڑ گئے لاکھوں سنگ
برگ حنا سے پھوٹ کے نکلا خون حسن کا رنگ

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

میداں میں ہم شکل پیمبر رخش اوڑاتا آیا
فوج کے رخ سے رنگ اوڑا یا نور سے اوڑ گیا سایہ

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

اکبر نے جب صفیں اولٹ دیں فوجوں کی پیہم
پچھم پورب ہوگیا تہا پورب ہوگیا پچھم

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ہاتف نے اکبرؑ کو ندا دی دیکھی خوب لڑائی — ماں کو بھی دیدار دکھا دے ای مرے زخمی سپاہی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

قاسمؑ و اکبرؑ عون و محمدؑ سب کے سب لاثانی — اونکے لئے بھی عید شہادت رن میں ہوئی قربانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

عرش کے تارے راج دلارے سب تھے پیارے پیارے — بہو کے پیاسے تیغ بہادر لاکھوں میں نیزے مارے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

فاطمہؑ بی بی کے گود کے پالے سب تھے اللہ والے — بادۂ کوثر کے متوالے کہا گئے منہ پر پیالے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

رنج و الم کے سبطِ نبیؐ پر پڑ گئے لاکھوں رنگ — نارنگی کے رنگ میں کھیلا ہولی عدو کے سنگ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

عاشقِ داور سبطِ پیمبرؐ خون سے کھیلا ہولی — صلی اللہ علیہ وسلم کوئیل بن بن بولی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

راہِ خدا میں کٹ گئے جسم خویش و اقارب سارے — ایک تنِ شبیرؑ پہ لاکھوں کوفی نیزے مارے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلامیں مچوری

دشتِ بلا میں قتل ہوئے سب ٹوٹا رشتہ ناتا | اپنے ہی دم کے چرخے سے توحید کا رشتہ کاتا

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

اللہ اللہ سبطِ نبی کو تھی جو عبادت پیاری | شوق سے سجدہ میں تہِ خنجر جھک گیا عاشق باری

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

شمر کے خنجر کا جو گلے تک پیاس میں پہونچا پانی | پھوٹ پھوٹ کر حباب روئے نہر میں تڑپا پانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

لفظاً معناً قولاً فعلاً حق پہ ہوا قربان | لا الٰہ الا اللہ کی سب کو دکھائی شان

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

دہجیاں تن کی اُڑا کر پایا حق کو علی کا لال | ماضی و مستقبل ہوئے فانی رہگیا باقی حال

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

کلمۂ طیب پڑہتے پڑہتے دم جو بھرا اللہ کا | کر کے نفی اپنے کو دکھایا جلوہ الا اللہ کا

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

خون یہاں ایوب کا بھی ہو جائے غم سے پانی | کس بندے نے دی ہے اپنے بچوں کی قربانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

اسمٰعیل ذبیح اللہ کے بدلے فدیہ آیا — خون بہا کر خون بہا شبیر نے حق سے پایا

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

پڑہتا ہے انکے نانا پر اللہ پاک درود — کیوں نہ بنے پہر سبطِ پیمبر عاشقِ ربِّ ودود

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

ہو گیا یوں بازارِ ستم میں سودا صبر کی جان کا — آتشِ غم میں سبطِ نبیؐ کو حق نے تپا کر آنکا

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

کیونکر سو گئے دشتِ بلا میں ماں کو جگانیوالے — روتے ہیں جبرئیلِ امین جہولے کے جہلانیوالے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

فاطمہؓ بی بی کے دودہ کو پیکر رکہ لی لاج ہماری — سر کو دیکر دین کو جیتا پیاری جان ہی ہاری

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

دین کی ڈوبتی کشتی کو تہاما دیکے گلا سہارا — بحرِ شہادت میں غوطہ لگا کر نکلا علی کا تارا

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

کہتی تہی بلبل آ کر گلِ احمد میں تو ہے بلہاری — سر تو دیا پر بانہہ نہ دی فاقوں سے نہ ہمت ہاری

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

حضرتِ عابدؑ بعدِ شہادت غم کے بنے تصویر
طوق گلے کا ہار ہوا اور پاؤں پڑی زنجیر

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ظلم کی ہولی میں نظر آیا رنگ گلال کا پھیکا
شمر کے ماتھے پر ہی رہا سیدؑ کے لہو کا ٹیکا

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

نیزے پہ چڑھ کر سبطِ پیمبرؐ پایا شہادت کا تاج
راکبِ دوشِ نبیؐ کو سکیری دن میں ہوئی معراج

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حافظِ دینِ الٰہی نکلا سبطِ نبیؐ ہر آن
تن سے سر ہوتے ہی جدا برچھی پہ پڑھا قرآن

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

اے گلِ احمدؐ شاہِ شہیدان دین کی باغ کے مالی
مدح تری باغوں میں بلبل کرتی ہے ڈالی ڈالی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شام کے چوروں نے دھوم مچائی کچھ بھی شرم نہ آئی
حسنؑ حسینؑ کی ساری کمائی لوٹ لی آن میں بھائی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

لٹ گیا سب گھر کٹ گئے سب سر رات ہوئی جب طاری
پھر نہ ملا چڑیوں کو بسیرا ایسے گھر ہو گئیں ساری

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

غربتِ زینب کہتی تھی رن میں ساتھ وطن سے آئی | تجھکو میں کس دیس میں ڈھونڈوں آ مرے پیارے بھائی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

بعد شہادت کیا کوئی لکھے انکے سفر کا حال | فاطمہؑ بی بی کے کنبہ پہ گذری ایک گھڑی سو سال

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شہرِ عدو میں ابنِ حسن کی پہونچی جبدم برات | دن کو دن کہتا تھا نہ کوئی چھا گئی دن پر رات

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

گھی کے چراغ جلے محلوں میں دشمن دین کے آلی | کوفہ کی تو دیکھی ہولی شام کی دیکھ دیوالی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

زر کے بندے کرنے لگے پھر دین کا پوجا پاٹ | ہار کے بازی آلِ نبی کی ہوگئے بارہ باٹ

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ٹوٹتے ہی ڈالی ڈالی سے سر پہ پہونچے پھول | سر کو کٹا کر آلِ محمدؐ حق کے ہوئے مقبول

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

مٹ گیا وہ دربار یزیدی خاک میں ملگیا راج | بعدِ شہادت سال کے اندر ہوگئے سب تاراج

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

صدقے ترے اے سبطِ پیمبر بھوکا پیاسا رہ کر | خلدِ بریں پر کر لیا قبضہ بن گیا ساقیِ کوثر

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

یاد سے تری یاد اللہ کی آتی ہے دن رین | نامِ خدا کیا نام ہے ترا اے میرے پاک حسین

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

نام کے اب ہم رہ گئے مسلم بگڑا سارا کام | لیکن ذکرِ سبطِ نبیؐ سے زندہ ہے اسلام

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شاہِ شہیدان قبلۂ ایمان مظلوم و بیکس امام | لاکھوں کروڑوں درود تجھ پر لاکھوں کروڑوں سلام

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عرض مری کیا ہے مرے مولا بات نہ جائے خالی | جلد بر آئیں اوسکے مقاصد ہے جو دکن کا والی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

دنیا و دین میں ساقیِ کوثر تیرا ہے سب کو سہارا
بحرِ الم سے **طوفان** کا بیڑا پار لگا دے خدارا

نظم در حقیقت توبہ

دل سے سُنیے داستانِ باوفا | آپ سے عاجز کی ہے یہ التجا

ہیں بھی فانی تم بھی فانی لاکلام
ہو رہا ہے عمر کا لبریز جام

ہے یقیں اک دن فنا ہو جائینگے
خاک کے پتلے ہوا ہو جائینگے

بعد مردن کوئی کام آتا نہیں
واں کوئی رشتہ نہیں ناتا نہیں

سچ یہ ہے کوئی نہیں اپنا عزیز
جا رہے ہیں ذہن سے ہوش و تمیز

عقل و دانش ہو رہے ہیں دور دور
اپنے اعضا کو ہے خود ہم سے نفور

ہم کو تھا ہر وقت جس قوت پہ ناز
جسم سے ہے دست کش وہ حیلہ ساز

دمبدم اب ہے ضعیفی زور پر
ہو رہی ہے زندگی زیر و زبر

اے مسافر وہ سفر درپیش ہے
راہ میں خوف و خطر درپیش ہے

ہے سفر لیکن نہ توشہ پاس ہے
ہر گھڑی دل میں یہی وسواس ہے

کچھ فراہم کر ابھی سے زادِ راہ
تا کہ منزل پر نہ ہو حالت تباہ

سُن مرا کہنا ابھی سے بھائی جان
ورنہ پھر میں کل کہاں اور تو کہاں

دل سے توبہ کر بُرے کاموں سے آج
ہے یہی عمدہ گناہوں کا علاج

معنی توبہ سے تو واقف نہیں
دیکھ فرماتے ہیں یہ سلطانِ دیں

منفعل ہو کر گناہوں سے بشر
سوزشِ دل سے اگر ہو چشم تر

اشک سے دُھل جائے عصیاں کا ورق
یاد کر لے جلد توبہ کا سبق

عاصیوں کے حق میں ہے توبہ سپر
رہتا ہے تائب سے شیطان دور تر

کیا کہوں توبہ کے میں تم سے صفات
غم سے مل جاتی ہے عاصی کو نجات

یہ نہ لا دل میں کبھی اپنے خیال
معصیت میں تو کٹے چالیس سال

کیا کروں توبہ کہ اب ہوتا ہے کیا
مجھ سے راضی میرا رب ہوتا ہے کیا

ہے یہ دھوکا بالیقیں شیطان کا
دُشمنِ جانی ہے وہ انسان کا

جس پہ ہو جاتا ہے جب فضلِ خدا
اوسکو لگ جاتی ہے توبہ کی ہوا

تو نہ ہو مایوس اوسکی ذات سے — یوں نہ تو منہ پھیر میری بات سے
اوس نے ہر بندے کو دی اپنی صفت — دیکھ یہ نکتہ کبھی تو بھول مت

(مثال اوّل)

دشمنِ جانی ہو تجھ سے عذر خواہ — کیا نہ بخشے گا تو پھر اوسکے گناہ
بلکہ راضی ہو گا اوس سے اسقدر — دل سے مل جائیگا تو دل کھول کر
ہو نہ پھر پچھلی خطاؤں پر نظر — ہے یہی دراصل توبہ کا ثمر
دوسری دیتا ہوں میں تجھکو مثال — تاکہ ہو جائے ترا عمدہ خیال

(مثال دوم)

تھا کسی بستی میں کوئی مالدار — خوبصورت نیک سیرت باوقار
ذی مروت ذی وجاہت ہوشمند — ہر ادا تھی سب کو اوسکی دل پسند
نامِ نامی جس کا عبداللہ تھا — اور مقام اوس کا فنا فی اللہ تھا
جس طرح تھا وہ جوان عالی صفات — اوس کو بی بی بھی ملی تھی نیک ذات
خوش ادا و خوش لقا و پارسا — رہتی تھی دن رات شوہر پر فدا
کہتے تھے اوسکو بھی سب جانِ جہان — رہتا تھا گھر بار جس کا مدح خوان
تھی میاں کی ایسی وہ خدمتگذار — جز اطاعت کے نہ تھا دل کو قرار
اور پکاتی اپنے ہاتوں سے طعام — سامنے رکھتی تھی اوس کے صبح و شام
وقت پر ہر کام کرتی تھی سدا — تا نہو تکلیف شوہر کو ذرا
جاگتی یہ جبکہ سو جاتا تھا وہ — اس کے پنکھے کی ہوا کھاتا تھا وہ
راحت و آرام اوسکو صبح و شام — اس کے حق میں ہو گیا سونا حرام
یہ فدا اوس پر تو وہ اس پر نثار — پڑ گئی الفت جو بیحد و شمار
نفس بد کے اقتضا سے وہ جوان — پڑ گیا جا کر بدوں کے درمیان

اون کی صحبت کا ہوا۔ ایسا اثر
وہ بھی دُنیا کی طرح سے پیرزال
چھوڑ کر بی بی کو اپنی بے حیا
گھر میں آنا اوسپہ دوبھر ہو گیا
بات تک کرتا نہ تھا بی بی سے وہ
کھل گیا بی بی پہ اوسکا حال جب
کوستی رہتی تھی ہر دم ہر گھڑی
بھرتی تھی اُلفت کا جسکی روز دم
الغرض اسطرح گذرے تیس سال
صبر سے بی بی کے پھر وہ بیسوا
وہ ہوئی شیدا کسی پر ناگہاں
اس کے شوہر کو ہوا بیحد الم
ہائے سب کچھ لُٹ گیا وہ مال و زر
ہے کمینوں میں وفاداری کہاں
اب نہ دیکھونگا کبھی مردار کو
چھوڑ کر بی بی کو ناحق بے قصور
جا کے گھر بی بی کو کس منہ سے کہوں
منفعل ہو کر بہت وہ نیم جان
دیکھتا کیا ہے کہ بی بی بیدرنگ
کر رہی ہے حق سے رو رو کر دعا
یا مرے شوہر کو جلدی دے اجل

آنکھ اوس کی پڑ گئی اک غیر پر
عشق اوس کا ہو گیا اس پر حلال
بیسوا پر ہو گیا اک دم فدا
اوس کے حق میں اژدہا گھر ہو گیا
کھانا کھاتا بھی تو بیتابی سے وہ
کاٹتی آہ و فغاں میں روز و شب
اوسکو اب شوہر کے مرنیکی پڑی
اب اوسیکا ہے اسے رنج والم
اس کے شوہر کو نہ کچھ آیا خیال
ہو گئی اس کے میاں سے یوں جدا
دشمنی دونوں کے آئی درمیاں
دل سے یوں کہنے لگا با درد و غم
بیسوا نے پھیر لی مجھ سے نظر
کھو گئی تھی میری ہشیاری کہاں
پھول کے بدلے نہ چاہوں خار ہو
ہو گیا تھا رحمتِ باری سے دور
باز شد انّا الیہ راجعون
آ گیا گھر میں جھجکتا ناگہاں
ہو گئی ہے زندگی سے اپنی تنگ
یا الٰہی مجھکو دُنیا سے اوٹھا
سامنے آئے نہ میرے پر دغل

غیر کی شرکت مجھے بھاتی نہیں — زندگی اب مجھکو خوش آتی نہیں
سُن کے سب شوہر نے چپکے سے کہا — کیوں ہوئی جاتی ہو مجھ سے یوں خفا
جس کا دکھڑا رو رہی ہو صبح و شام — اوسکی صحبت ہو گئی مجھ پر حرام
سُنتے ہی شوہر کے منہ سے یہ کلام — طے ہوا توبہ کا قصہ ہی تمام
وہ اُمنگ دل میں نہ وہ زورِ شباب — گو نمک سے ہو گئی سرکہ شراب
پر محبت میں نہ آیا کچھ قصور — دو ستاروں میں وہی تھا ایک نور
دُھل گئے سب دل سے اوسکے رنج و غم — بیٹھ کر ہنسنے لگے دونوں بہم
اب نہ شوہر کی برائی کا خیال — اور نہ برسوں کی جدائی کا ملال
اب یہی شوہر کے حق میں ہے دعا — بخشدے اسکی خطائیں ربنا
بخشدے بندے کا بندہ جب قصور — کیا نہ بخشے گا بھلا ربِ غفور
بھائی جان توبہ کی صورت ہے یہی — ہے مجازاً در حقیقت ہے یہی
کیوں نہ ہو توبہ سے انسان پاک و صاف — اس سے ہوتی ہیں خطائیں سب معاف
نفس بد کو چھوڑ اے نورِ نظر — دمبدم خالق کو اپنے یاد کر
ایک دم بھی اپنے محسن کو نہ بھول — ڈالدے غفلت پہ اپنی خاک و دھول
یاد بھی کچھ کم نہیں ہے وصل سے — نقل ہوتی ہے مطابق اصل سے
کیا کہوں توبہ کا تجھ سے مرتبہ — جسکے عامل تھے جنابِ مصطفےٰ
گرچہ تھے معصوم وہ عالی وقار — دن میں توبہ کرتے تھے ہفتاد بار
تو ہے عاصی تجھ پہ توبہ فرض ہے — جلد ادا کر دے کہ بھاری قرض ہے
ورنہ پھر تو دیکھنا پچھتائے گا — سامنے خالق کے جب دم جائیگا
موت سے پہلے ہی توبہ کر ضرور — گر تو اپنی جلد غفلت سے نفور
کرکے توبہ پھر نہ تو دانستہ توڑ — ایک ہی پیوند کا بہتر ہے جوڑ

اونکی خاطر سے ہے توبہ کا وجود
جن پہ پڑھتا ہے خدا بھی خود درود

دیکھ لے اوس آیتِ حق کو میاں
جو منور ہے دکن کے درمیان

کون ہے وہ دل سے پیدا کر تمیز
ہے وہ ہمرنگِ بن عبد العزیز

کون ہے قطب الزماں پہچان لے
اوسکے اوصافِ حمیدہ جان لے

دیکھنے والے ہزاروں ہیں مگر
کچھ نہیں رکھتے بصیرت کی نظر

دیکھنا یہ ہے کہ دیکھیں بالیقین
کس میں ہے شانِ امیر المومنین

آنکھ پر عینک شریعت کی لگا
تا نظر آئے تجھے مردِ خدا

نفس سے اپنے جو کرتا ہو خلاف
بالیقین اوسکا ہی دل ہے پاک و صاف

بایزیدِ وقت ہے وہ یا نہیں
اوسکا ثانی بھی ہے لاکھوں میں کہیں

ہر صفت سے متصف وہ شاہ ہے
جس طرح تاروں میں روشن ماہ ہے

یعنے وہ ذی شان سلطانِ دکن
میر عثمانِ علیخان پاک من

پاک صورت پاک سیرت پاک جان
عالم و عادل عصائے ناتواں

نعمتیں لاکھوں ہیں لیکن صبح وشام
نوش فرماتا ہے معمولی طعام

راحتِ مخلوق ہے مدِ نظر
ہے نگہباں ملک کا شام وسحر

اوسکا دل ہر قوم و ملت پر فدا
ایک ہی کشتی کا ہے وہ ناخدا

کیا مسلمان کیا نصارا کیا یہود
کیا برہمن کیا مجوسی کیا جہود

سب سے اوسکو ہے محبت ایکساں
دیکھتی ہے جس طرح بچوں کو ماں

جسکا کہانا اوس کا گانا چاہیئے
اوس کے در پر سر جھکانا چاہیئے

مان لے کہنا مرا بے شبہ و شک
پھوٹ نکلے نہ رگ رگ سے نمک

شاہ کی اسپر اطاعت فرض ہے
اپنے آقا کی محبت فرض ہے

اس صدی میں ایسی ہستی ہے کہاں
خواہشوں پر اپنی جو ہو حکمراں

نعمتوں پر اوسکا دل آتا نہیں
قاقم و کمخواب و دیبا و حریر
گرچہ ہے موجود لاکھوں کا لباس
ہیچ ہے اوس کی نظر میں کرّ و فر
اسقدر ہے پاک دل میں احتیاط
ہے مزیّن تن پہ معمولی لباس
جو جناب مصطفےٰ کو تہا پسند
فاتّبعونی پہ ہے شہ کا عمل
ہاں یہی بیشک رسول اللہ ہے
ایسے آقا کے زمانے میں غلام
عرش پر ہو گی تری توبہ کی دہوم
یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ
یا الٰہی بہر سبطین رسول
ہو دعا میری الٰہی مستجاب
سب رہیں قایم رہ اسلام پر
ہو مسلمانوں میں یارب اتفاق
ہر گلی کوچہ میں ہو توبہ کی دہوم
یا الٰہی یا الہ العالمین
شاد کر دے سب کو اپنی یاد سے
شرع کے احکام کا عامل بنا
توبہ نامہ ہو پسند خاص و عام

کچھہ تو بہا یا ہے کہ کچھ بہا تا نہیں
اطلس و مخمل مشجّر بے نظیر
جسطرح ہوتا ہے شاہوں کا لباس
آنکھ میں رکھتا ہے فاروقی نظر
بوریے سے کم ہے کسرا کی بساط
درحقیقت ہے یہ انسانی اساس
لے لیا دل سے یہی یہ ہوشمند
کیا کوئی دیکھے نگاہ پُر دغل
بادشاہوں کا یہ شاہنشاہ ہے
منفعل ہو جا گنا ہوں سے تمام
سایۂ رحمت ہے سلطان العلوم
واز بحق چار یار با صفا
واز برائے باغ دلبستان بتول
سب کو دے توفیق توبہ کی شتاب
سب فدا ہو جائیں تیرے نام پر
دور ہو جائے ہر ایک دل سے نفاق
پاک ہوں بغض و حسد سے بالعموم
پہیر دے دل کو سوئے حق الیقین
ہر مسلمان کو بچا الحاد سے
قلب کو ایمان کے قابل بنا
ہو ہر اک تائب کا توبہ پر قیام

بلکہ ہو ہر قوم کو توبہ نصیب / دُور جو دل ہوں وہ ہو جائیں قریب
گر چلے کثرت سے توبہ کی ہوا / کیا عجب طاعون ہو جائے فنا

موت کے پہلے ہی اے ربِّ غفور
ہو عطا طوفان کو بھی توبہ کا نُور

نظم در آدابِ عرفانِ حق

تھا کسی اقلیم کا اک تاجدار / خوبصورت نیک سیرت ہوشیار
عدل گستر پارسا و متقی / تھا وہ دریا دل سخی ابنِ سخی
سیکڑوں باغوں میں تھا وہ ایک پھول / جس سے خوش اللہ اور اوسکا رسول
تاج شاہی تھا اگرچہ زیب سر / دل میں رکھتا تھا مگر خالق کا ڈر
رات میں بھی اوسکو سونا تھا حرام / تھا رعیت کا نگہبان صبح و شام
دیدۂ بیدار تھا شب زندہ دار / عارفِ کامل ازل سے ہوشیار
رات بھر پھرتا بہ تبدیلِ لباس / شہر کے کوچوں میں وہ مردم شناس
تاکہ ہو معلوم ہر شہری کا حال / اوسکی عادت میں بسی تھی دیکھ بھال
اتفاقاً ایک شب زیرِ محل / چار شخص آئے نظر یوں پُر دغل
ڈالتے ہیں قصرِ شاہی پر کمند / منہمک ہیں اپنے فن میں خود پسند
جب گیا نزدیک اونکے شہریار / بند چوروں پر ہوئی راہِ فرار
اون سے آہستہ یہ اس نے کہہ دیا / چار ہو تم ایک میں ہوں بینوا
پانچواں مجھکو بھی سمجھو چار میں / میں بھی ہوں ہوشیار اپنے کار میں

سن کے چوروں نے کہا اے اجنبی
کیا ہنر رکھتا ہے چوری میں غبی

شاہ نے اونکو دیا پھر یہ جواب
دشمنِ جانی کے حق میں ہوں عذاب

اسمِ اعظم ہے مجھے وردِ زبان
عاملوں میں ہوں شہنشاہِ جہان

موت سے کرتا ہوں خونی کو رہا
ہے مرا تابع ہر اک فرماں روا

لیکن اب تم بھی بتاؤ اپنا حال
کون کس کس فن میں رکھتا ہے کمال

سن کے اون چاروں نے یہ سب ماجرا
ایک نے اونمیں سے یوں اوٹھکر کہا

جانتا ہوں میں پرندوں کا کلام
وہ سحر کیا بولتے کیا وقتِ شام

دوسرے نے کی خوشی سے گفتگو
مالِ مدفونہ کی میں پاتا ہوں بو

تیسرے کے ہاتھ میں تھا وہ ہنر
جو بلا کنجی کے کھولے قفلِ در

پھر یہ چوتھے نے کہا اے خوشخصال
فنِ دزدی میں یہ ہے میرا کمال

دیکھ لوں جس کو شبِ دیجور میں
اوسکو پہچانوں سحر کے نور میں

عارفِ کامل بھی چوروں میں تھا
تھا تو آئینہ مگر کوروں میں تھا

شاہ نے سنکر کہا پھر ایک بار
پانچ ہیں ہم ایک دل اور جاں نثار

یہ تو بتلاؤ کہ رہتے ہو کہاں
کس محلہ میں ہے کس کس کا مکان

تاکہ ہم سب روز و شب ملتے رہیں
غنچۂ خاطر سدا کھلتے رہیں

سب نے اپنا کہدیا نام و نشان
پانچ تن پھر ہو گئے سب ایک جان

الغرض مل جل کے پانچوں پر دغل
چڑھ گئے سرعت سے بالائے محل

مخزنِ شاہی تھا جس حجرہ میں بند
بو یہ پہونچے اوسکی پانچوں ہوشمند

قفل کھولا در کا اوس نے بے کلید
دزدِ سوم تھا جو شیطان کا مرید

اپنا اپنا حصہ پانچوں نے لیا
حجرۂ دولت کو خالی کر دیا

جب چلے واں سے یہ پانچوں خود پسند
اتفاقاً بول اوٹھا اک پرند

شہ نے پہلے چور سے اوسدم کہا
طائرِ خوش رنگ یہ کہتا ہے کیا

چور نے سنکر کہا اے مہربان
وہ یہ کہتا ہم میں ہے شاہِ جہان

شہ نے پھر اوس سے کہا اے ہوشیار
پوچھ لے وہ کونسا ہے شہریار

اوس نے بولا یہ مجھے آتا نہیں
جانتا ہوں راگ پر گاتا نہیں

الغرض پانچوں اُتر کر زیرِ بام
اپنا اپنا سب کو پھر سوجھا مقام

دور جب دم ہو گیا شب کا نقاب
پھر پھر اک ذرہ پہ چمکا آفتاب

تخت پر بیٹھا وہ شاہِ نیک نام
لے لیا اعیانِ دولت کا سلام

عدل کا پھر ہو گیا دربار گرم
حسنِ یوسف سے ہوا بازار گرم

کوتوالِ شہر کو کرکے طلب
کہدیا چپکے سے سارا حالِ شب

پھر یہ کی تاکید اوسکو بار بار
رازِ شب ہونے نہ پائے آشکار

جلد جا چوروں کا مسکن ہے جہاں
باندھ لے جلدی سے سب کی مشکیاں

جسقدر ہو پاس اونکے مال و زر
کر لے سب ہمدست جا کر زود تر

اونکو پھر لیجا کے سولی پر چڑھا
تا کہ وہ پا جائیں چوری کا مزا

یہ بھی ہے اک شرط اسمیں کوتوال
جو کہیں وہ رو نہ کر اون کا سوال

حکم شہ کا سنتے ہی باکر و فر
حسبۂ تعمیل پر باندھی کمر

الغرض شحنہ نے دامن بھر لیا
مال سب چوری کا حاصل کر لیا

لیکے چوروں کو چلا جب سوئے دار
کہتے تھے آپسمیں با صد اضطرار

ایک بولا پانچواں وہ کون تھا
دوسرا بولا کہ چپ رہ بے حیا

تیسرا بولا جو ہوتا شہریار
رات ہی میں ہم یہ ہوتی مار مار

پھر یہ چوتھے نے کہا دل کھول کر
دیکھ لوں صورت تو جانوں خوب تر

بڑھ کے شحنہ سے کیا سب نے سوال
شاہ سے کرتے ہیں کچھ ہم عرضِ حال

ہم کو پہلے لیکے چل پیشِ حضور / بخشدے شاید ہمارا وہ قصور

مژدۂ لا تقنطو ہم کو ہے یاد / کیا عجب ملجائے واں دلکی مراد

لیگیا شحنہ اونہیں دربار میں / ہو گئے حاضر جو وہ دربار میں

عارفِ کامل نے جب ڈالی نظر / عرض کی یوں شاہ کو پہچان کر

ہم نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا / اب کہاں ہے اسم اعظم آپ کا

ہنس کے فرمایا کہ سب کو چھوڑ دو / بیڑیاں جو پاؤں میں ہیں توڑ دو

تھی نہ جبتک معرفت وہ چور تھے / آئینہ رکھتے تھے لیکن کور تھے

آنکھ میں عرفان ہوا جب جلوہ گر / قطرہ قطرہ بنگیا پل میں گہر

بھائی جان دنیا بھی کالی رات ہے / معرفت کی بات ہی میں بات ہے

دیکھ لے جبتک ہے تیری زندگی / ورنہ بعد مرگ ہے شرمندگی

اور یہ بھی یاد رکھ اے ذی شعور / آنکھ میں چمکے اگر عرفان کا نور

کچھ بھی حاصل ہو تجھے عرفانِ رب / کر زیادہ دل سے خالق کا ادب

جسطرح چوروں نے چوری چھوڑ دی / بام پر چڑھنے کی رستی توڑ دی

ہو گئے وہ پاک دل اور خوشخصال / پھر کبھی آیا نہ چوری کا خیال

عارفِ کامل ہی کرتا ہے ادب / روبرو ہے اوسکے گویا اوسکا رب

شاہ کا جب تو مصاحب ہو گیا / تجھکو پھر اوسکا ادب کرنا پڑا

بے ادب ٹھہرے نہ اوس کے روبرو / بے ادب کیونکر رہے گا سرخرو

نام کے عارف ہی رہتے ہیں خراب / جان کر بے خوف پیتے ہیں شراب

پھر یہ سمجھتے عارفِ کامل ہیں ہم / کیا کسی کی طرح سے جاہل ہیں ہم

ایک ہیں سب موج دریا و حباب / کب جدا پانی سے رہتی ہے تراب

حلوۂ شیرین نگل جاتے ہیں سب / پر نہیں کرتے وہ حنظل کی طلب

خام عارف ہے سراپا خود پرست
وہ خیالِ خام ہیں رہتا ہے مست

عارفِ کامل کے ہیں عمدہ صفات
وہ کبھی کہتا نہیں ہے دن کو رات

دیر کو کعبہ نہ وہ بولے کبھی
بے ادب ہو کر نہ منھ کھولے کبھی

رکھتا ہے ہردم شریعت کا خیال
اوسکی رہتی ہے ادب کی بول چال

رکھتا ہے حفظِ مراتب پر نظر
بھاگتا ہے ملحدوں سے دور تر

گرچہ موتی کی بضاعت آب ہے
آبرو ہی سے دُرِ نایاب ہے

خانہ زادِ بحر ہے قطرہ مگر
ہنگب گوہر تو ہو بجا تاج پر

گر ہو حفظِ مراتب کا خیال
بڑھ نہیں سکتا کبھی پتھر سے لال

گرچہ اوس صانع کی صنعت خیر ہے
زہر بھی اکثر مفیدِ غیر ہے

پاک ہے وہ اوسکی حکمت پاک ہے
خاک ہیں سونے کا ریزہ خاک ہے

ہو گیا مٹی سے جب سونا جدا
دیکھ لے دونوں کا کیا ہے مرتبا

کر شریعت کا ادب ای خوشخصال
نیک ہے حفظِ مراتب کا خیال

لاکھ لفظوں ہیں سیاہی کا ہے نور
مدح و ضم ہیں بھی سیاہی ہے ضرور

مدح کے الفاظ پر دل ہے فدا
ضم کے لفظوں سے زمانہ ہے خفا

جب سیاہی پر تو شیدا ہو گیا
مدح ضم میں ہے وہی جلوہ نما

بید ھڑک پیتا ہے خوش ہو کر شراب
ایلوے کو بھی تو کہا خانہ خراب

تلخ و شیرین کا ہو جبتک امتیاز
پنجگانہ پڑھ نہ دل سے نماز

شکل و صورت سی غم و شادی عیاں
ہے الگ بادِ بہاری اور خزاں

مرغیاں جر کین یہ ہوتی ہیں فدا
اون کی صورت کو وہی موزوں غذا

ہے دماغ و دل ترا خوشبو سے تر
خاک روبوں کو ہے اوس سے دردسر

تیری صورت ہے میاں انسانکی
ایسی صورت کو ہے نسبت نان کی

صانع صنعت کی حکمت خوب ہے
اور ہر اک شئی کی حقیقت خوب ہے

پر بہر صورت ہے ظاہر کا ادب
ہے شریعت در حقیقت حکمِ رب

جو ہے فانی اوس کو فانی جان لے
جو ہے باقی اوسکو باقی جان لے

ہے یہی حسن ادب اے بھائی جان
اپنے خالق کا ادب کر ہر زمان

عارفِ کامل کہونگا اوسکو جب
جو کہ رہتا ہو ادب سے پیشِ رب

شاہ کو تو جانتا ہے ہر کوئی
کیا رعایا کیا ضعیف و کیا قوی

پر رعیت کو ادب حاصل نہیں
اسلئے دربار کے قابل نہیں

قربِ علمی جسکو ہو مدِ نظر
نحن اقرب وہ سمجھتا خوب تر

قرب کی جسکو حلاوت ہو نصیب
با ادب رہتا ہے وہ پیشِ حبیب

یہ مصاحب شاہ کا ہے ہر زمان
اور ادب کو جانتا ایمان جان

یہ ادب سے لایقِ دربار ہے
بے ادب جو ہے وہ ناہنجار ہے

ہر گہڑی عارف کو ہے خالق کا ڈر
جسطرح روباہ پیشِ شیر نر

با ادب تھے کیا بزرگانِ سلف
وہ یہی عرفان کے دہنی تھے ذی شرف

جس قدر عرفان اونہیں حاصل ہوا
جسقدر اون پر ادب مائل ہوا

عارفِ کامل جنید و بایزید
جن کے لاکھوں تھے زمانے میں مرید

تھے شریعت کے ادب سے سرفراز
پنجگانہ وقت پر پڑھتے نماز

اونکا دل بغض و حسد سے پاک تہا
کبر و کینہ اونکے حق میں خاک تہا

اور فرماتے ہیں یوں پیرانِ پیر
آسمانِ علم کے بدرِ منیر

جس طریقت سے شریعت کا ہو رد
راہ وہ زندیق کی ہے مستند

جان لے جبتک ہے تجھ میں عقل و ہوش
گر نہ دیوانوں کی باتیں خود فروش

ہوش ہے تو کر شریعت کا ادب
کچھ نہیں ہے دل لگی عرفانِ رب

کہتے ہیں کیا خوب مولانائے رومؐ
ہے یہی اونکی نصیحت بالعموم

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مرتعش کی طرح مت سر کو ہلا
کیوں بنا نقّال اوس کا بیحیا

مرتعش رعشہ سے خود مجبور ہے
ہوش رکھکر ناچنا مقہور ہے

بن شریعت کی نہ تو لکڑی کا گھن
خام عارف کے یہی ہوتے ہیں گن

خام عارف کی حکایت دل سے سن
ٹن کی کرتا ہوں صراحت دل سے سن

حکایت

تھا کسی بستی میں مرد خوش خصال
دل کو تھا مرغوب اوسکے حال وقال

ہوگیا وہ پیر کامل کا مرید
معرفت میں تھے جو مثل بائزید

ملگیا عرفان کا جب اوسکو سبق
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا دل کا ورق

پر نہ سمجھا اوس نے اونچی بات کو
دیر جانا قبلۂ حاجات کو

اپنے گھر آکر کیا دل میں خیال
چھوڑتا ہوں آج ہی سے قیل وقال

گھر کے گوشہ میں مراقب ہوگیا
اسطرح تن سے مخاطب ہوگیا

اے تن خاکی تو شیشہ بن تمام
تا سنوں آواز ٹن ٹن کی مدام

اپنے ذہن میں پھر تو وہ ٹن ہوگیا
اپنی ہی لکڑی کا خود گھن ہوگیا

تین دن تک یوں ہی بیٹھا وہ جوان
کچھ نہ نکلا منہ سے اوسکے ہوں نہ ہاں

ایک نے کنکر جو مارا بر ملا
اوس کے منہ سے نکلی ٹن ٹن کی صدا

پھر تو ہر کنکر پہ ٹن کہنے لگا
اس طرح ٹن بن کے سن رہنے لگا

یہ خبر پہونچی جو مرشد کو کہیں
بنگیا ہے ٹن مرید خوش یقین

یعنے وہ شیشہ سراپا ہوگیا
لے رہا ہے منہ سے ٹن ٹن کا مزا

سنتے ہی مرشد نے سب کے روبرو
آکے گھر اوسکے یہ چھیڑی گفتگو

گر ترا سب جسم شیشہ بن گیا — جسم ہی ٹن ٹن کہے تو ہے بجا
منہ سے ہر گنکر یہ ٹن کہتا ہے کیوں — او ڈھ خیالِ خام میں رہتا ہے کیوں
عارفوں سے ایسے بچنا چاہیئے — ایسا ٹن ہو کر نہ رہنا چاہیئے
ہے ادب لازم تجھے ہر حال میں — پڑ نہ ہرگز جاہلوں کے جال میں
یوں سمجھ گر دیدۂ عرفان نہیں — دیکھتا ہے مجھکو رب العالمین
یا اگر چشمِ بصیرت ہے کھلی — چل شریعت پر کہ ہو جائے ولی
پڑھ نمازِ پنجگانہ اور درود — دیکھ لے پھر قدرتِ ربِّ ودود

دُعا

یا الٰہی میں ہوں اک عبدِ ذلیل — پر مرے ہر کام کا ہے تو کفیل
مجھکو وہ عرفان عطا کر اے غفور — شرع کے پردے میں دیکھوں تیرا نور
اے خدا مجھکو بچا الحاد سے — مست کر دا ب مجھکو اپنی یاد سے
وہ رہِ عرفاں بتا اے کبریا — دخل ہو جس میں نہ رہزن کا ذرا
کر عطا توفیق نیکی کی مدام — اور بدی سے دور ہو میرا مقام
یوں تو گذرے عمر کے ستر برس — ہو گئی نزدیک آوازِ جرس
جا رہا ہے قافلے پر قافلہ — خوابِ غفلت سے جگا دے اے الٰہ
یاد کی توفیق دے اے محترم — میں نہ بھولوں تجھکو یارب ایکدم
آخری منزل ہے یہ بچتا ؤں نہ میں — قہر کی دلدل میں پھنس جاؤں نہیں
ہے شکستہ ناؤ اور منجدھار ہے — تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے۔
شکر کس منہ سے کروں تیرا ادا — دینِ احمد میں مجھے پیدا کیا
اور کھلایا تو نے اوس شہ کا نمک — جسکا احسان ہے مرے پر آجتک
یعنے وہ عثمان علیخان شہریار — جو کہ ہے ملکِ دکن کا تاجدار

زاہد و ابرار و عادل نیک خو ۔ ثانیِ محمود غازی ہو بہ ہو
بت شکن وہ تہا تو یہ ہے خود شکن ۔ حیدری انداز فاروقی چلن
اس صدی میں آیت حق ہے یہی ۔ آشکارا رایت حق ہے یہی
نفس کو ہے نانِ جو سے اتفاق ۔ نعمتیں سب رہ گئیں بالائے طاق
بہوک کی لذت سے جو واقف نہیں ۔ کیا خوش آئے اوسکو پھر نانِ جویں
اسطرح کا ہے کہیں کوئی بشر ۔ جسکو شاہی میں ہو نعمت سے حذر
سلطنت سے ہاتھ میں پر دل میں حق ۔ یاد ہے فاروقِ اعظم کا سبق
گرچہ دنیا میں ہیں لاکھوں شیخ و شاب ۔ ایک بھی نکلا نہیں اسکا جواب
یا الٰہی سب یہ تیری شان ہے ۔ تیری ہر حکمت پہ دل قربان ہے
جسکو جو چاہا مناسب دیدیا ۔ ہر ودیعت پر تری صد مرحبا
طرۂ دستار او خورشید وش ۔ فخر تاجِ شمس دین التمش
دوں دعا کیونکر نہ اسکو صبح و شام ۔ شاد ہیں جسکی بدولت خاص و عام
یا الٰہ العالمیں بہرِ رسول ۔ یہ دعا۔ عاجز کی ہو جائے قبول
تا صد و سی سال سلطانِ دکن ۔ ہم غریبوں پر رہے سایہ فگن
ہر گھڑی اوسکا رہے دل شادمان ۔ عافیت سے ملک پر ہو حکمران
جو عدو اوسکے ہوں مقہور ہوں ۔ خار جتنے ہوں چمن سے دور ہوں
اے خدا دے اوسکی منہ مانگی مراد ۔ شر کو جسنے کر دیا ہے خیرباد
شادماں ہر دم رہے اولاد و آل ۔ ہر شجر اوسکے چمن کا ہو نہال
غنچہ و گل پر ہو شیدا صد بہار ۔ ابرِ رحمت اوسپہ ہو لیل و نہار
التجا عاجز کی یہ بھی ہے مدام ۔ نعت احمد میں گذاروں صبح و شام

ہے اسی پر ختم طوفان کی دعا ۔ نزع میں دیکھوں جمالِ مصطفٰے

رباعیات

جو مدحِ رسول و ذکرِ ہو کرتے ہیں
ہیں تو کی نہ پھر وہ گفتگو کرتے ہیں
دنیا سے جو ہاتھ دھو کے بیٹھے طوفان
کوثر سے وہی لوگ وضو کرتے ہیں

آئینہ میں دیکھی ہے جلا کی صورت
پر اوس سے جدا ہے حق نما کی صورت
دیکھا تو کہیں نظر کا سایہ نہ ملا
آنکھوں میں ہے محبوبِ خدا کی صورت

ہمنے تو یہی جناب عالی دیکھا
دنیا کا یہ سب خواب خیالی دیکھا
ہاتھ آیا زر و مال بہت کچھ طوفان
جب آنکھ کھلی تو ہاتھ خالی دیکھا

بھوکوں کے لئے خشک غذا اچھی ہے
مانا کہ مریضوں کو شفا اچھی ہے
ہر حال میں یہ یاد رہے اے طوفان
بندہ کے لئے یادِ خدا اچھی ہے

روشن ہوئی جب شمع تو کیا کرتا ہوں
پروانے کے مانند جلا کرتا ہوں
گل ہو گیا جسدم شبِ ہجراں میں چراغ
بلبل کیطرح آہ و فغاں کرتا ہوں

فانی کو ہے باقی کی زبردست پناہ
اللہ یہ ہر دم ہے بندہ کے نگاہ
فانی فانی سے کیا تمنا کیجے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

لیتا ہوں میں کیا کسی سے کیا دیتا ہوں
جو کچھ مجھے خالق نے دیا دیتا ہوں
لیتا ہوں فقط نام محمد ہر دم
اللہ کے بندوں کو دعا دیتا ہوں

مداحِ رسولِ مدنی ہوں میں ابھی
شیدائے اویسِ قرنی ہوں میں ابھی
ہاتھ آئی ہے وہ عشق کی دولت مجھکو
عثمان کے زمانہ میں غنی ہوں میں ابھی

احمد او محمد کی نہ کیوں لاج رہے
عثمان کے سکے یہ وہ سرتاج رہے
کیونکر نہ خدا اوسی کا دکھلائے عروج
جو شیفتۂ صاحبِ معراج رہے

پیری سے نہ اچھی نہ شباب اچھا ہے
دنیا میں نہ مستی ناب اچھا ہے

جس دل میں نہو آتشِ الفت کی جلن
اوس پارہ لحمی سے کباب اچھا ہے

یارب کبھی اکدم نہ تجھے یاد کیا
پر رنج سے تو نے مجھے آزاد کیا
کس منہ سے کرے شکر یہ بندہ تیرا
غمگین نہوا تھا کہ وہیں شاد کیا

گر عشق الٰہی کا اثر دلپہ رہے
لب خشک ہے اور آنکھ بھی تیری تر ہے
رونے پہ تو اپنے رو ہمیشہ طوفان
سب رونے سے رونا یہی افضل تر ہے

جز نعتِ محمدؐ مجھے آتا ہی نہیں
دل کو مرے مضمون کوئی بھاتا ہی نہیں
گلزار مدینہ کی وہ دُھن ہے مجھکو
آنکھوں میں کوئی رنگ سماتا ہی نہیں

کیونکر نہ طبیعت رہے شادان میری
صد شکر کہ مشکل ہوئی آسان میری
طاعون کا اب ڈر نہیں دلمیں طوفان
خود موت ہے ہر آن نگہبان میری

حضرت کی حیات درحقیقت باقی
اللہ کو ہے آپ سے الفت باقی
کیونکر نہ پڑھے درود خلاق جہان
خود یار ہی باقی ہے تو صحبت باقی

میں خود ہمہ تن گوش ہوں آواز ہوں میں
اور نَے کیطرح نائی کا دمساز ہوں میں
سُنتا ہوں تو آتی ہے اوسی کی آواز
ناچیز ہوں پر شیفتۂ ناز ہوں میں

غفلت میں رہی ہے ہوشیاری تیری
برباد ہوئی ہے عمر ساری تیری
کیوں مرنے سے پہلے نہیں مرتا طوفان
بیشک ہے یہ موت اختیاری تیری

ٹوٹی نہ کبھی یہ فاقہ مستی تیری
تصویر بڑے بت کی ہے ہستی تیری
محمود کیطرح بت شکن بن طوفان
کبتک یہ رہیگی خود پرستی تیری

اے شیخ تری سب کو حقیقت معلوم
اور جُبّہ و دستار فضیلت معلوم
خادم سے کہیں لیتا ہے مخدوم رقم
بیعت معلوم و دست بیعت معلوم

بیدرد جو دل ہوا اوسے کیا ملتا ہے
ملتی ہے نہ الفت نہ خدا ملتا ہے
دراصل نہیں غم بھی خوشی سے خالی
رونے میں بھی اک خاص مزا ملتا ہے

تکلیف میں صابر جو ہو ذی جاہ وہ ہے
اور خلد بریں کا خضر راہ وہ ہے
مخلوق پہ جو نفس کو ایثار کرے
وہ شاہ نہیں بلکہ شہنشاہ وہ ہے

اوس شمع رسالت پہ جو پروانہ ہے
اپنے سے وہ ہر حال میں بیگانہ ہے
ہوشیار کو ہے رنج و مصیبت طوفان
گہوارۂ آرام میں دیوانہ ہے

آ ہوش میں اے حرص و ہوا کے بندے
لعل و گہر و سیم و طلا کے بندے
پیدا کیا کون کس سے رکھتا ہے امید
کچھ تو شرما ذرا خدا کے بندے

جز غم کے غریبوں کو نہ کھانا ملتا
پھر خوب حریصوں کو بہانہ ملتا
گر مال کے ساتھ ہی غذا بھی بڑھتی
مفلس کو نہ ایک جَو کا دانہ ملتا

توحید کا رنگ ڈھنگ اک بات میں ہے
جو کچھ ہے وہ اسقاطِ اضافات میں ہے
جبتک کہ رہے تو وہ نہیں مل سکتا
الجھا ہوا میں تو کے حجابات میں ہے

کثرت میں وہ ہمنے آکے وحدت دیکھی
ہر رنگ میں اللہ کی قدرت دیکھی
بتخانۂ عالم کا تماشہ ہے عجب
بے مثل نظر آئی جو صورت دیکھی

اللہ کی توفیق سے کیا کام ہوا
صائم کو عطا خلد کا انعام ہوا
سختی جو اوٹھائی تو ملا عید کا دن
روزوں کا وہ آغاز یہ انجام ہوا

اے یار وفادارِ پیمبر صدیق
واے فخر سلاطین و خوش اختر صدیق
اوس معدنِ نور کو اوٹھایا تو نے
ہیں کون و مکان جس سے منور صدیق

کیا نام ہے فاروق معظم تیرا
بھرتے ہیں شجاعانِ جہان دم تیرا
اسلام نے قوت ترے دم سے پائی
لہراتا ہے ہر ملک میں پرچم تیرا

لب سرخ و لعلِ یمنی کی صورت
پھر اوسپہ حیا گم سخنی کی صورت
آئینہ محبوبِ خدا تھے گویا
وہ پاک تھی عثمان غنی کی صورت

اللہ محمد کے ہیں منظور علی
ہیں بادہ توحید سے مسرور علی

دیدار علی کا ہے عبادت طوفان	واللہ کہ ہیں نور علی نور علی
توحید رہی شاہ زمن کے گھر میں	تھا نور خدا کا پنجتن کے گھر میں
دنیا کی کسی نے بھی نہ صورت دیکھی	ٹھہرا کوئی بت نہ بت شکن کے گھر میں
ہے نور خدا نور رسول الثقلین	حسنین ہیں اوس نور کے گویا عینین
دانش ہے جو فاطمہؓ تو بینش حیدر	ہے پنجتن پاک سے روشن کونین
ہستی تری کیا شرک سے آمیز نہیں	توحید کی تلوار ہے پر تیز نہیں
کہنا نہ انا نہ قم باذنی ہرگز	منصور نہیں تو شمس تبریز نہیں
موہوم ہے قوت ارادی میری	بیکار ہے خواہش فسادی میری
وہ دل نہیں جسمیں ہو تمنائے مراد	ہے عین مراد نامرادی میری
دولت بھی ملی پہ تنگدستی نہ گئی	دل سیر ہوا پہ فاقہ مستی نہ گئی
عابد ہوئے مشہور نمازی بھی ہوئے	افسوس یہ ہے کہ خودپرستی نہ گئی
تمام نہ اخلاص کا پابند ہوا	دل روزۂ رمضان سے نہ خورسند ہوا
پانی نہ پیا غذا نہ کھائی تو کیا	چغلی کھانے سے پر نہ منہ بند ہوا
ہر چند کہ ہر بت کی نفی کی تونے	پر شرک میں کوئی نہ کمی کی تونے
خواہش کو تو معبود بنا رکھا ہے	توحید کی کیا خوب ہنسی کی تونے
نے حمد سے مطلب نہ خدا سے ہے غرض	نے مدح و ثنائے مصطفیٰ سے ہے غرض
کیسے یہ غزل گو ہیں کہ جنکو دن رات	معشوق خیالی کی ادا سے ہے غرض
پانی کی نہ خواہش نہ غذا سے ہے غرض	مطلب نہ دوا سے نہ شفا سے ہے غرض
سودازدۂ زلف محمدؐ ہوں میں	مجھکو تو مدینہ کی ہوا سے ہے غرض
حاصل ہے تجھے گر نظر تنقیحی	کیوں شعر سے ہے قدر زیادہ گہی کی
دراصل ہیں الماس و زمرد پتھر	گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

عاقل نہیں حاشا وہ خردمند نہیں — احکام شریعت کا جو پابند نہیں
صوفی ہے نہ عارف ہے نہ درویش ہے وہ — دل جس کا تکالیف سے خورسند نہیں

دنیا میں وہی عارف کامل ہوگا — جو خوف الٰہی سے نہ غافل ہوگا
جو شاہ کے آداب سے کرتا ہو گریز — کسطرح وہ دربار کے قابل ہوگا

جلد اپنے گناہوں پہ تو نادم ہو جا — توبہ کر لے پھر ادب پہ قائم ہو جا
باغی کو کبھی نہیں عقوبت سے نجات — بہتر ہے کہ مخدوم کا خادم ہو جا

رنگریز تو رنگ بیدرنگ دیتا ہے — لوہے کی تو خاصیت ہے زنگ دیتا ہے
سب سے بہتر ہے رنگ نارنگی کا — گیرو سے تو بقال بھی رنگ دیتا ہے

مانع نہیں فقرا کو امیری تیری — کام آئیگی سب کو دستگیری تیری
اخلاق محمدی جو ہو جائیں نصیب — سبحان اللہ پھر فقیری تیری

کیسی بھی شہنشاہ زمن کی صورت — بے مثل بھی پاک پنجتن کی صورت
مانا کہ تو سیرت میں مسلماں ہے ضرور — پھر کیوں یہ بنائی ہے کشن کی صورت

جس قوم کی جسکے دل میں الفت ہوگی — اوسکی بھی وہی شکل و شباہت ہوگی
باطن کا اثر شکل پہ ہو جاتا ہے — صورت بھی وہی ہوگی جو سیرت ہوگی

صحرا کبھی ہوگا نہ گلستاں کیطرح — آہو نہ بنا شیر نیستاں کیطرح
ہر قوم ہے اپنی ہی فیشن پر شیدا — کوئی نظر آیا نہ مسلماں کیطرح

کیا چال ہے کیا حسن بھی لاثانی ہے — ہند میں ہے طرز بھی نصرانی ہے
پیچھے سے پھٹا ہوا ہے دامن دیکھو — یہ بھی تو دلیل پاک دامانی ہے

ختم شد